اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی

آہ و زاری

کے پُراثر واقعات

پڑھتے جایئے آنسو بہاتے جایئے

اللہ کے خوف سے نکلنے والا ایک آنسو
کس طرح گناہوں کے دفتر ختم کردیتا ہے
سینکڑوں پُراثر واقعات کا مجموعہ

مجموعۂ افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ
مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان

پڑھتے جائیے.... آنسو بہاتے جائیے

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی

آہ وزاری

کے پُراثر واقعات

حضرات انبیاء علیہم السلام... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلافِ امت کی آہ وگریہ زاری کے ایسے موثر مضامین جن کا مطالعہ دل کو نرم کرکے آہ وزاری کی دولت سے سرفراز کرتا ہے...
خوف خداوندی سے نکلنے والا ایک آنسو کس طرح گناہوں کے دفتر ختم کر دیتا ہے؟ ایسے سینکڑوں پُراثر واقعات کا مجموعہ...
عُشاقِ قرآن کی آہ وزاری پر مشتمل تلاوت کے ایسے پُرسوز واقعات جو عظمت قرآن کی دلیل ہیں اور قرآن کریم کی عاشقانہ تلاوت سکھانے میں اکسیر ہیں.... اپنے موضوع پر لاجواب کتاب

مجموعۂ افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ
مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ
حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ

جمع و ترتیب

محمد اسحٰق ملتانی

مدیر ماہنامہ ''محاسن اسلام'' ملتان

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی

آہ وزاری

کے پُراثر واقعات

تاریخ اشاعت.............. رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

ناشر...........ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت...........سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان

ادارہ اسلامیات.........انارکلی.........لاہور　　دارالاشاعت.......اُردو بازار..........کراچی

مکتبہ سید احمد شہید........اردو بازار.....لاہور　　ادارۃ الانور........نیوٹاؤن.........کراچی

مکتبہ رحمانیہ........اُردو بازار........لاہور　　مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار......پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K　　119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE　　BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

عرض مرتب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ

اما بعد! اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہیں' کبریائی صرف اور صرف انہی کی ذات کو زیبا ہے جس کے خزانوں میں ہر چیز ہے اگر کوئی چیز نہیں تو وہ آہ وزاری ہے۔جس کیلئے انسان کو پیدا کیا گیا کہ وہ خیر وشر سے مرکب ہے اگر اعمال صالحہ کر کے قرب خداوندی کی منازل طے کرے گا تو بھی قدم قدم پر لرزاں وترساں رہے گا کہ نامعلوم میرے یہ اعمال بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں بھی یا نہیں اور اگر نفس وشیطان سے مغلوب ہو کر اعمال قبیحہ کرے گا تو کسی وقت بارگاہ خداوندی میں آہ وزاری بھی کرے گا۔یہی آہ وزاری کی برکت ہے کہ خوف خداوندی سے آنکھ سے نکلنے والا ایک آنسو گناہوں کے دفتر ختم کرنے کی تاثیر رکھتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فضیلت کی وجہ نماز روزوں اور اعمال صالحہ کی کثرت نہیں' بلکہ وہ آہ وفغاں اور درد دل کی دولت ہے جس سے آپ کا دل منور تھا۔گویا آہ وزاری کی دولت نے آپ کو اس بلند مقام پر فائز فرمایا۔مشائخ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات آہ وزاری کی بدولت آدمی اس بلند مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں صائم النہار اور قائم باللیل بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اللہ تعالیٰ کو انسان سے عبدیت' تواضع اور آہ وزاری مطلوب ہے۔جن سعید روحوں نے یہ دولت پالی' وہ دنیا وآخرت میں کامیاب ہو گئے اور انسانی تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے تکبر اور ہٹ دھرمی کا راستہ اختیار کیا وہ دنیا میں بے نشاں ہو گئے۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنی جبیں نیاز سجدہ میں جھکا دیتا ہے۔گویا

گر سجدہ میں سر کو نہاں کر دوں — تو پھر زمین کو آسمان کر دوں

دولت آہ کیلئے اولیاء اللہ اور خاصان خدا کے پاس جانا پڑتا ہے جن کے فیضان صحبت سے یہ انمول نعمت نصیب ہوتی ہے پھر کیا ہوتا ہے سنئے!

دولتیں مل گئی ہیں آہوں کی ایسی تیسی میری گناہوں کی

ہر دور میں اللہ والے بارگاہ خداوندی میں مناجات کرتے آئے ہیں۔ سیدی و مرشدی حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) فرماتے تھے کہ میں جب تہجد کیلئے اٹھتا ہوں تو میرے دونوں ہاتھ بارگاہ خداوندی میں جڑ جاتے ہیں اور میں یوں اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہوں کہ ''اے اللہ! روز محشر آپ نے مجھ سے جتنے سوالات کرنے ہیں، میں ان سب کا ابھی سے جواب دیئے دیتا ہوں کہ میرے پاس کسی سوال کا جواب نہیں ہے''۔ اس کیلئے اپنے فضل سے معاف فرما دیجئے گا۔ زیر نظر کتاب ''آہ وزاری'' کی دولت کا پتہ دیتی ہے اور اسلامی تاریخ کے ان درخشندہ واقعات سے پردہ اٹھاتی ہے جن کا مطالعہ ہمیں اس دولت سے مالا مال شخصیات سے ملاتا ہیں۔ انبیاء علیہم السلام سے لیکر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک، خلفاء راشدین سے لیکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک، اسی طرح قرن بقرن آہ وزاری اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں آہ و فغاں کے واقعات سے لبریز یہ کتاب مومن کو رقت اور دل کی نرمی کی دولت سے آشنا کرتی ہے۔

سیرۃ طیبہ کا ایک باب وہ شام و سحر اور مختلف اوقات کی مسنون دعائیں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تعلیم کیلئے ارشاد فرمائیں جن کا مقصد یہی ہے کہ ایک مومن کا دل ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور اس کی زبان بھی قدم بہ قدم حمد و ثنا کے ترانے گاتی رہے۔ اس لئے کتاب ہذا میں ایک باب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پُر تاثیر دعاؤں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کے دوران کیف و سرور اور آہ وزاری کے متعدد واقعات بھی مستقل باب میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ جن کا مطالعہ قرآن کریم کی عظمت اور تلاوت کا عاشقانہ طرز سکھانے میں اکسیر ہے۔

اللہ تعالیٰ اس جدید کاوش کو شرف مقبولیت سے نوازیں اور اس کاوش کے طفیل راقم الحروف اور جملہ قارئین کو بارگاہ خداوندی میں آہ وزاری کی دولت کا وہ ذرہ عطا فرما دیں جو ہمارے دل کی دنیا کو آباد فرما دے آمین یا رب العالمین۔

والسلام

محمد اسحٰق غفرلہ

جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ بمطابق مئی 2012ء

آہ وزاری کی قیمت

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ

فرمایا بادشاہ کے خزانے میں جو موتی کسی دوسرے ملک سے منگوایا جاتا ہے۔ اس کی قدر خود بادشاہ بھی بہت کرتا ہے' اسی طرح ندامت کے جو آنسو گناہ گار کی آنکھوں سے زمین پر گرتے ہیں' وہ بھی اللہ تعالیٰ کے شاہی خزانے میں قبول ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے شاہی خزانے میں صرف عزت وجلال ہے۔ وہاں ندامت کے آنسو نہیں ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے بندوں کے ندامت کے آنسوؤں کو دنیا سے برآمد کر کے بے انتہا قدر کرتے ہیں اور شرف قبولیت عطا فرماتے ہیں اور شہیدوں کے خون کے برابر وزن فرماتے ہیں۔ (مختصر پُر اثر)

حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت جب کوئی دعا مانگتے اور آنکھ سے کوئی آنسو آتا تو حضرت ان آنسوؤں کو اپنے چہرے پر مل لیا کرتے ایک مرتبہ ایک طالب علم نے دیکھ لیا۔ اس نے کہا حضرت! آپ کا یہ عمل کس بناء پر ہے۔ فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان آنسوؤں کی برکت سے میرے چہرے کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرمائیں گے۔ وہ بھی آخر طالب علم تھا۔ کہنے لگا کسی کا چہرہ بچ بھی گیا اور باقی جسم کے اعضاء نہ بچے تو پھر کیا فائدہ؟ اس پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک حکایت بیان فرمائی۔

بادشاہ اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں ایک وزیر فوت ہوا۔ وزیر کا ایک بیٹا چھوٹی عمر کا تھا مگر بڑا سمجھدار تھا بادشاہ نے اس بچے کو دل لگی کی خاطر بلایا جب وہ بچہ حاضر ہوا تو اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ایک تالاب میں نہا رہے تھے جو اپنے محل میں بنوایا تھا۔ بچے کو دیکھ کر آپ کنارے پر آئے۔ وہ بچہ قریب ہوا سلام کیا جب اس نے مصافحہ کیا تو آپ نے اس کی انگلیاں مضبوطی سے پکڑ لیں اور بچے سے کہا۔ میں تمہیں کھینچ کر پانی میں نہ ڈال دوں؟ وہ بچہ مسکرا پڑا بادشاہ اورنگزیب بڑے حیران ہوئے کہ بچے کو تو گھبرانا

چاہیے تھا اور سبھی کہتے ہیں کہ بچہ سمجھ دار ہے۔ چنانچہ آپ نے پوچھا وہ بچہ کہنے لگا بادشاہ سلامت! میرے ہاتھ کی چند انگلیاں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ بھلا مجھے ڈوبنے کا کیا ڈر ہے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے کھینچ کر اس پانی میں ڈبو دینگے۔

یہ حکایت سنا کر حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر اس بچے کو بادشاہ کی انگلیاں پکڑنے پر اتنا اعتماد ہے تو کیا اللہ کی رحمت پر ہمیں اتنا بھی اعتماد نہ ہو کہ اگر وہ چہرہ جہنم کی آگ سے بچائے گا تو پورے جسم کو بھی جہنم کی آگ سے آزاد فرمادے گا ہر دینے والا اپنی حیثیت کے مطابق دیتا ہے۔ بادشاہوں کے عطایا بادشاہوں کی شان کے مطابق ہوتے ہیں۔ ہم بھی اللہ رب العزت سے بہترین حسن ظن رکھیں گے تو وہ اپنی شان کے مطابق معاملہ فرمائیں گے۔ باپ اپنے چھوٹے بچے کو تھوڑا سا دور کھڑا کر کے کہتا ہے۔ بیٹا! میری طرف آؤ۔ وہ بچہ بہت کوشش کرتا ہے مگر وہ اپنی کوشش میں ناکام ہو جاتا ہے لیکن وہ بچہ اپنے باپ پر اعتماد کرتے ہوئے کوشش جاری رکھتا ہے پھر باپ کی محبت جوش میں آتی ہے تو باپ خود جا کر بچے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

اسی طرح ہم بھی اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کیلئے کوشش جاری رکھیں۔ ہماری کوشش کمزور ہوئی تو ماں باپ سے ستر گناہ زیادہ محبت کرنیوالا شہنشاہ ہمیں ضرور اپنی محبت عطا فرمادیگا۔ جب ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوگئی تو ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب وکامران ہو جائیں گے۔ (یادگار واقعات)

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ ''یاد ایام'' میں لکھتے ہیں۔

میں نے اپنے اکابر میں اپنے والد صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مدنی قدس سرہ کو اخیر شب میں بہت ہی آواز سے روتے سنا' بسا اوقات ان اکابر کے رونے سے مجھ جیسے کی آنکھ بھی کھل جاتی ہے جسکی آنکھ سونے کے بعد بڑی مشکل سے کھلتی ہے۔ حضرت مدنی قدس سرہ ہندی کے دوہے بڑے درد سے پڑھا کرتے تھے' میں ہندی سے تو واقف نہیں اس لئے مضامین کا تو پتہ نہیں چلتا تھا لیکن رونے کا منظر اب تک کانوں اور دل میں ہے جیسے کوئی بچے کو پیٹ رہا ہو اور وہ رو رہا ہو۔

اجمالی فہرست

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رات کی آہ وزاری

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حالات میں ہے کہ راتوں کو تنہائی میں ایسے بے قرار ہو کر روتے تھے جیسے کسی چھوٹے بچہ کو زہریلے سانپ اور بچھو نے کاٹ لیا ہو۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ ان کی آہیں ایسی تھیں کہ جس حجرہ میں آپ سوتے اس کی چھت سیاہ ہوگئی تھی اور آپ کی اندرونی سوزش کا یہ عالم تھا کہ کے آپ کے طراف میں بھنے ہوئے گوشت کی بو آتی تھی جس کی وجہ سے بعض مرتبہ بلی بھی آپ کے اردگرد چکر لگاتی تھی، بتایئے کیا کیفیت ہوگی؟ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک آگ لگی ہوئی تھی، مگر فرماتے کاش! میں کوئی تنکا ہوتا، کاش! میں مؤمن کے بدن کا بال ہوتا، حضرت عمرؓ فرماتے کاش! میں بکرا ہوتا کہ کسی مسلمان کے گھر پر بندھا ہوا ہوتا، اور کوئی مہمان آتا تو مجھے ذبح کر دیا جاتا، ان حضرات کو دراصل آخرت کی فکر تھی۔

دیکھو! جن لوگوں کو جنت کی بارش دی گئی تھی وہ تو راتوں کو بے قرار ہو کر روتے تھے، اللہ تعالیٰ ہمیں راتوں کا رونا نصیب فرمائیں۔ بعض بزرگوں نے کہا کہ یہ امت راتوں کو جب روتی تھی تو اللہ تعالیٰ ان کو دن میں ہنستے ہوئے رکھتے تھے، اور جب سے امت نے راتوں کو رونا چھوڑ دیا تو دنوں میں رونا پڑتا ہے۔ آج حالات ایسے ہی ہیں کہ سب طرف رونا ہی رونا ہے۔ ہندوستان جایئے، پاکستان جایئے، عربستان جایئے، ہر طرف ایک آگ لگی ہوئی ہے، کہیں آپس کے کہیں غیروں کے کہیں اقتصادی

جھگڑے لگے ہوئے ہیں۔ سارے عالم میں ایک شور مچا ہوا ہے' امن و امان رخصت ہے اور خاص طور سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر حالات کی بارش ہے۔

خدائی انصاف

فرعون کو بھی اس وقت ڈوبتے یقین آ گیا تھا' اس میں بھی ایک پتہ کی بات سنئے' خدائی انصاف دیکھئے کہ اس نے عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان کے کلمے کہے ''امنت برب ہارون وموسیٰ' امنت برب العلمین'' مگر ایمان بالغیب کی روح باقی نہیں تھی۔ اس لئے کہ مشاہدہ ہو رہا تھا عذاب کا' وہی بات کہ کافر دیکھ کر مانتا ہے وہ تو کافروں کا بھی باپ تھا۔ بہر حال فرعون عذاب دیکھ کر ایمان لایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے الفاظ تھے اس کی صرف صورت تھی اس کی روح اور حقیقت نہیں تھی' تو اللہ تعالیٰ نے بھی صورت اور بدن کو تو پانی سے نجات دی مگر روح گرفتار عذاب ہو گئی' قربان جایئے اس کے انصاف پر کہ روح ایمان نہیں ہے تو روح فرعون کو نجات نہیں اور بدن کو نجات بھی تنبیہ کے لئے ہے کہ ساری دنیا دیکھ لے کہ متکبرین کا یہ حشر ہوتا ہے''

خدا ایسوں کی بھی سنتا ہے

صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ فرعون کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا کہ بارش نہیں ہو رہی ہے اور دریائے نیل بند ہے' آپ جاری کرا دیجئے' اس لئے کہ آپ کو ہم نے معبود بنایا ہے۔ اس نے کہا اچھی بات ہے' دریا کل جاری ہو جائے گا رات کے وقت اٹھا تاج شاہی پہنا' اور پہنچا ''نیل'' میں یا ''قلزم'' میں۔ دریا خشک تھا' تاج زمین پر رکھا اور مٹی لی' سر پر ڈالی (دیکھئے سننے کے لائق بات ہے' اس نے کہا کہ اے احکم الحاکمین! اے رب العالمین! میں جانتا ہوں کہ آپ ہی مالک ہیں' آپ ہی سب کچھ ہیں' میں نے ایک دعویٰ کیا اور وہ بھی غلط' آج تک آپ نے اس دعوے کو نبھایا اور ظاہر کے اعتبار سے مجھے ویسا ہی رکھا' میں آپ سے دعا کرتا ہوں کہ آج بھی میری بات رہ جائے' خوب گڑگڑا کر دعا کی' وہ خدا ایسوں کی بھی سنتا ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایسے وقت میں بھی حق تعالیٰ اس دشمن کی بات کو سن رہے ہیں تو اگر مومن گڑگڑا کر یقین کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر مانگے گا تو کیا حق تعالیٰ محروم فرمادیں گے؟

بہر حال فرعون نے روکر گڑگڑا کر عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا مانگی۔ دعا کا مانگنا تھا کہ پانی آنا شروع ہوا' سرسراہٹ محسوس ہوئی' فوراً تاج لیا اور چلا آیا اور دریائے نیل جاری ہوگیا۔

جبرئیل امین زندگی میں ایک مرتبہ فرعون کے پاس انسانی شکل میں پہنچے ہیں اور کہا کہ ایک سوال کا جواب لینے آیا ہوں۔ مفتی تو تھا نہیں وہ! وہ تو مفت خور تھا' چار سو سال تک اس کے سر میں درد نہیں ہوا۔

تو خیر فرعون کے پاس جبرئیل امین پہنچے اور کہا کہ فتویٰ ہے وہ یہ کہ ایک مالک و بادشاہ نے اپنے غلام کو پالا پوسا' بڑا کیا' خوب نعمتیں دیں' اب غلام مالک کے آگے سینہ ٹھوک کر آتا ہے اور اس کی مالکانہ شان میں دخل دیتا ہے' تو ایسے مجرم کی کیا سزا ہے؟

تو فرعون نے اپنے نام کے ساتھ لکھا' اس کی کنیت ابوالعباس تھی اس نے لکھا کہ میرا فتویٰ یہ ہے' ایسا شخص مستحق ہے کہ اسے دریا میں ڈبو دیا جائے' بعض ارباب تفسیر لکھتے ہیں کہ جب فرعون غرق ہو رہا تھا تو جبرئیل امین نے وہی فتویٰ نکال کر دکھایا کہ دیکھو! بڑے میاں' یہ ہے آپ کا فتویٰ۔

یہ گناہ روح کی گندگی اور خرابی میں روح کا میل کچیل ہیں۔ شیطان اور نفس کے ورغلانے سے آدمی سے گناہ سرزد ہوجاتے ہیں لہٰذا ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم توبہ کے غسل کے ذریعہ روح کی گندگی اور خرابی کو دور کردیں۔ جب شیطان آپ کو پچھاڑنے کی کوشش کرتا ہے تو آپ بھی برابر کوشش کرتے رہئے' آپ بھی اس کی خبر لیجئے' بالکل اینٹی آف ابلیس بن جایئے' ادھر آپ سے گناہ سرزد ہوا بس! آپ جایئے اور دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھئے اور اس کے بعد خوب گڑگڑا کر دعا کیجئے' لیکن حقوق العباد کا خیال رکھئے نہیں تو کسی کے لاکھ دو لاکھ ہضم کر لئے اور دو رکعت پڑھ لی۔۔۔ بس نمٹ گیا ایسا نہیں ہے وہاں ادا کرنے پڑیں گے ورنہ تاجر حضرات بڑے چالاک ہوتے ہیں۔ (فیض ابرار)

انبیاء علیہم السلام
کی بارگاہ خداوندی میں
مناجات اور آہ وزاری

ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کا معافی کے کلمات سکھانا

شیطانی وسوسہ اور حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش اور اس کے نتیجہ میں جنت سے نکلنے اور زمین پر اترنے کا حکم سنا تو حضرت آدم بہت نادم ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ایسے خطاب وعتاب کہاں سنے تھے، نہ ایسے سنگدل تھے کہ اس کی سہار کر جاتے، بے چین ہوگئے، اور فوراً ہی معافی کی التجا کرنے لگے، مگر پیغمبرانہ معرفت اور اس کی وجہ سے انتہائی ہیبت سے کوئی بات زبان سے نہ نکلتی تھی، یا اس خوف سے کہ معافی کی التجا کہیں خلاف شان ہوکر مزید عتاب کا سبب نہ بن جائے، زبان خاموش تھی، اللہ رب العزت دلوں کی بات سے واقف اور رحیم وکریم ہیں، یہ حالت دیکھ کر خود ہی معافی کے لئے کچھ کلمات ان کو سکھا دیئے۔

زمین پر مستقل رہائش کا حکم

مگر چونکہ روئے زمین پر آنے میں اور بھی ہزاروں حکمتیں اور مصلحتیں مضمر تھیں، مثلاً ان کی نسل سے فرشتوں اور جنات کے درمیان ایک نئی نوع انسان کا وجود میں آنا اور ان کو ایک طرح کا اختیار دے کر احکام شرعیہ کا مکلّف بنانا پھر ان میں خلافت الٰہیہ قائم کرنا، حدود اور احکام شرعیہ نافذ کرنا، تاکہ یہ نئی مخلوق ترقی کرکے اس مقام پر پہنچ سکے جو بہت سے فرشتوں کو بھی نصیب نہیں، اور ان مقاصد کا ذکر تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے ہی کر دیا گیا تھا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔

اس لئے خطا معاف کرنے کے بعد بھی زمین پر اترنے کا حکم منسوخ نہیں فرمایا، البتہ اس

کا طرز بدل دیا، کہ پہلا حکم حاکمانہ اور زمین پر اترنا بطور سزا کے تھا، اب یہ ارشاد حکیمانہ اور زمین پر آنا خلافت الٰہیہ کے اعزاز کے ساتھ ہوا، اس لئے بعد کی آیات میں ان فرائض منصبی کا بیان ہے جو ایک خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے ان پر عائد کئے گئے تھے، اسی لئے زمین پر اترنے کے حکم کو پھر مکرر بیان کر کے فرمایا کہ: ہم نے حکم فرمایا کہ نیچے جاؤ اس جنت سے سب کے سب پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت، یعنی احکام شرعیہ بذریعہ وحی کے، تو جو شخص پیروی کرے گا میری اس ہدایت کی، تو نہ کچھ اندیشہ ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے یعنی نہ کسی گزشتہ چیز کے فوت ہونے کا غم ہوگا، نہ آئندہ کسی تکلیف کا خطرہ۔

جو کلمات سکھائے گئے وہ کیا تھے

وہ کلمات جو حضرت آدم علیہ السلام کو بغرض توبہ بتلائے گئے کیا تھے، اس میں مفسرین صحابہؓ سے کئی روایات منقول ہیں مشہور قول حضرت ابن عباسؓ کا ہے کہ وہ کلمات وہی ہیں جو قرآن مجید میں دوسری جگہ منقول ہیں، یعنی رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (۲۳:۷)

حضرت آدمؑ و حواؑ سے جو اجتہادی لغزش یا بھول صادر ہوئی اولاً تو قرآن کریم نے دونوں ہی کی طرف اس کی نسبت کی ہے، فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا۔ اور زمین پر اترنے کے حکم میں بھی حضرت حواؑ کو شریک کر کے لفظ اهبطوا فرمایا ہے، مگر بعد میں توبہ اور قبول توبہ میں بہ لفظ مفرد صرف آدم علیہ السلام کا ذکر ہے، حضرت حوا کا نہیں، اس مقام کے علاوہ بھی اس لغزش کا ذکر صرف آدم علیہ السلام کی طرف کر کے کیا گیا ہے، عصی ادم وغیرہ۔

ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ رعایت ہو کہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے مستور رکھا ہے، اسلئے بطور پردہ پوشی کے گناہ اور عتاب کے ذکر میں اس کا ذکر صراحۃً نہیں فرمایا، اور ایک جگہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا میں دونوں کی توبہ کا ذکر کر بھی دیا گیا، تا کہ کسی کو یہ شبہ نہ رہے کہ حضرت حوا کا قصور معاف نہیں ہوا، اس کے علاوہ عورت چونکہ اکثر احوال میں مرد کے تابع ہے، اس لئے اس کے مستقل ذکر کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ (قرطبی، قصص الانبیاء)

حضرت آدم علیہ السلام کی آہ وزاری

عبدالمنعم بن ادریس نے ذکر کیا' وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ:

آدم علیہ السلام نے سات روز پریشانی وناراضگی میں گذارے' ساتویں روز اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف توجہ فرمائی یہ سر جھکائے غمگین وحزین بیٹھے تھے' اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اے آدم! یہ کیسی پریشانی ہے جسے میں تیرے اندر دیکھ رہا ہوں اور یہ کیا مصیبت ہے جس نے تجھے سخت غمگین وپریشان کر رکھا ہے۔

آدم علیہ السلام نے عرض کیا' اے میرے معبود! میری پریشانی بہت بڑھ گئی' میرے گناہوں نے مجھے گھیر لیا' اور میں اپنے رب کے خزانوں سے نکل آیا' اور عزت کے بعد ذلت' سعادت کے بعد شقاوت' عافیت کے بعد آزمائش' اطمینان وسکون کے بعد زوال وفناء دوام وبقا کے بعد ارتحال وزوال اور امن کے بعد دھوکے کے گھر میں آپڑا۔ اے میرے معبود! میں اپنے گناہوں پر کیسے نہ روؤں' اور اپنے آپ پر کیوں غمزدہ پریشان نہ ہوؤں۔

اور اے میرے معبود! یہ مجھ سے کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اس مصیبت وپریشانی سے مستغنی وبے پرواہ ہوجاؤں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! اے آدم! کیا میں نے تجھے اپنا خاص بندہ نہیں بنایا' اور اپنے مہمان خانے میں تجھے ٹھہرایا؟ ساری مخلوق میں سے تیرا انتخاب کیا' اور مخصوص عزت سے تجھے نوازا' اور تیرے دل میں اپنی محبت ڈالی' اپنی ناراضگی سے تجھے ڈرایا؟ اور کیا میں نے تجھے اپنے ہاتھ سے نہیں بنایا' اور اپنے حکم سے تجھ میں روح پھونکی' اپنے فرشتوں سے تجھے سجدہ کرایا' کیا اعزاز واکرام کے ساتھ تو میرے پڑوس میں نہ تھا کہ میری جنت کے بالا خانوں میں جہاں چاہو اعزاز واکرام کے ساتھ رہو؟ مگر تو نے میری حکم عدولی کی! اور میرے عہد کو بھلا ڈالا' میری وصیت کو ضائع کر دیا' اب میری سزا سے کیوں پریشان ہوتا ہے؟ مجھے میری عزت وجلال کی قسم! اگر میں روئے زمین کو تجھ جیسے انسانوں سے بھر دوں جو

رات دن میری تسبیح وتحمید کرتے ہوئے نہ اکتائیں پھر وہ میری نافرمانی کریں تو میں ان سب کو نافرمانوں میں شمار کروں گا' مجھے تیری بے بسی پر رحم آگیا' اور تیری خطا معاف کر دی تیری توبہ قبول کی' تیری آہ وزاری میں نے سن لی اور تیری غلطی سے درگذر کیا۔

چنانچہ تو یوں کہہ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ تیری ذات پاک ہے میں تیری تعریف کرتا ہوں' میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا' اور میں نے برا کیا تو میری طرف رجوع فرما بیشک تو توبہ قبول کرنے والا انتہائی رحیم ہے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کہا' اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کہ کہو۔ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں' اے اللہ تیری ذات پاک ہے' میں تیری تعریف کرتا ہوں' میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔ اور برا کیا ہے' تو میری مغفرت فرما' بیشک تو بڑا مغفرت کرنے والا انتہائی رحم کرنے والا ہے۔

آدم علیہ السلام نے کہہ دیا: اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ کہو' کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں' اے اللہ تیری ذات پاک ہے میں تیری تعریف کرتا ہوں میں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے اور میں نے برا کیا ہے آپ مجھ پر رحم فرمائیے بیشک تو سب رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

نیز فرمایا کہ: حضرت آدم علیہ السلام کی پریشانی انتہائی شدید تھی اس لیے وہ بہت زیادہ روتے اور انتہائی محزون رہتے حتیٰ کہ ان کے محزون ہونے کی وجہ سے فرشتے بھی غمزدہ رہتے اور ان کے رونے پر وہ بھی رونے لگتے۔

چنانچہ وہ جنت کے چھوٹنے پر دو سو سال تک روتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس جنت کا ایک خیمہ بھیجا جسے بیت اللہ کی جگہ کعبہ بننے سے قبل نصب کیا گیا۔ (الرقۃ والبکاء لابن قدامہ)

حضرت آدم علیہ السلام کا تین سو برس تک رونا

ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام ہندوستان کے پہاڑوں پر تین سو سال روتے رہے اور ان کے آنسو (پانی کی طرح) ان پہاڑوں کی وادیوں میں بہتے رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: ان کے آنسوؤں کی وجہ سے یہ خوشبودار درخت پیدا ہوگئے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے عرائس المجالس) فرماتے ہیں کہ پھر وہ بیت اللہ کے ارادے سے نکلے تو جہاں جہاں ان کا

قدم پڑا' وہاں وہاں شہراور بستیاں بن گئیں اور درمیان میں جنگلات و بیابان بن گئے۔

بیت اللہ پہنچ کر ایک ہفتہ کعبہ کا طواف کرتے رہے اور اس قدر روئے کہ ان کے گھٹنوں تک آنسو جمع ہو گئے پھر نماز پڑھی تو سجدے میں روتے رہے حتیٰ کہ آنسوؤں کا سمندر امنڈ آیا اور آنسو پانی کی طرف زمین میں بہنے لگے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ اے آدم! میں نے تیری کمزوری پر رحم کیا اور تیری توبہ قبول کی' تیرے گناہ کو معاف کر دیا۔

چنانچہ یوں کہو: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ تو پاک ہے میں تیری تعریف کرتا ہوں' میں نے برا کیا اور اپنے آپ پر ظلم کیا چنانچہ تو مجھ پر توجہ فرما بیشک تو توبہ قبول کرنیوالا انتہائی رحم کرنے والا ہے' اور مجھے معاف فرما بے شک تو بہترین معاف کرنے والا ہے اور مجھ پر رحم فرما' بے شک تو بہترین رحم کرنے والا ہے۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم کی دعائیں اور آہ وزاری

قرآن کریم میں ہے کہ: اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ کو بحکم الٰہی میدان مکہ میں لاکر رکھنے کے وقت دعاء کے طور پر کہا کہ اے میرے رب اس شہر مکہ کو امن والا بنادیجئے اور اس کے رہنے والے مستحق امن رہیں، یعنی حرم کر دیجئے، اور مجھ کو اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے جو کہ اس وقت جہلاء میں شائع ہے بچائے رکھئے جیسا اب تک بچائے رکھا اے میرے پروردگار میں بتوں کی عبادت سے بچنے کی دعاء اس لئے کرتا ہوں کہ ان بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا، یعنی ان کی گمراہی کا سبب ہو گئے، اس لئے ڈر کر آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور میں جس طرح اولاد کے بچنے کی دعاء کرتا ہوں اسی طرح ان کو بھی کہتا سنتا رہوں گا، پھر میرے کہنے سننے کے بعد جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے اور اس کے لئے وعدہ مغفرت ہے ہی اور جو شخص اس باب میں میرا کہنا نہ مانے سو اس کو آپ ہدایت فرمائیے، کیونکہ آپ تو کثیر المغفرت اور کثیر الرحمۃ ہیں ان کی مغفرت اور رحمت کا سامان بھی کر سکتے ہیں کہ ان کو ہدایت دیں۔

مقصود اس دعاء سے شفاعت مؤمنین کے لئے اور طلب ہدایت غیر مؤمنین کے لئے ہے اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو یعنی اسمٰعیل علیہ السلام کو اور ان کے واسطے سے ان کی نسل کو آپ کے معظم گھر یعنی خانہ کعبہ کے قریب جو کہ پہلے سے یہاں بنا ہوا تھا اور ہمیشہ سے لوگ اس کا ادب کرتے آئے تھے ایک چھوٹے سے میدان میں جو بوجہ

سنگستان ہونے کے زراعت کے قابل بھی نہیں آباد کرتا ہوں۔

اے ہمارے رب بیت الحرام کے پاس اس لئے آباد کرتا ہوں تا کہ وہ لوگ نماز کا خاص اہتمام رکھیں اور چونکہ یہ اس وقت چھوٹا سا میدان ہے تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے کہ یہاں آ کر رہیں سہیں تا کہ آبادی پُر رونق ہو جاوے اور چونکہ یہاں زراعت وغیرہ نہیں ہے اس لئے ان کو محض اپنی قدرت سے پھل کھانے کو دیجئے تا کہ یہ لوگ ان نعمتوں کا شکر کریں۔

اے ہمارے رب یہ دعائیں محض اپنی بندگی اور حاجت مندی کے اظہار کے لئے ہیں آپ کو اپنی حاجت کی اطلاع کے لئے نہیں، کیونکہ آپ کو تو سب کچھ معلوم ہے جو ہم اپنے دل میں رکھیں اور جو ظاہر کر دیں اور ہمارے ظاہر و باطن پر کیا حصر ہے، اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز بھی مخفی نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں، کچھ دعائیں آگے آئیں گی اور بیچ میں بعض نعم سابقہ پر حمد و شکر کیا، تا کہ شکر کی برکت سے یہ دعائیں اقرب الی القبول ہو جائیں۔

چنانچہ فرمایا تمام حمد و ثناء خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے مجھ کو بڑھاپے میں حضرت اسمٰعیل اور اسحٰق دو بیٹے عطا فرمائے، حقیقت میں میرا رب دعاء کا بڑا سننے والا یعنی قبول کرنے والا ہے کہ عطائے اولاد کے متعلق میری یہ دعاء رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ قبول کر لی۔ پھر اس نعمت کا شکر ادا کر کے آگے بقیہ دعائیں پیش کرتے ہیں کہ اے میرے رب جو میری نیت ہے اپنی اولاد کو بیت محرم کے پاس بسانے سے کہ وہ نمازوں کا اہتمام رکھیں اس کو پورا کر دیجئے، اور جیسا ان کے لئے اہتمام نماز میرا مطلوب ہے اس طرح اپنے لئے بھی مطلوب ہے اس لئے اپنے اور ان کے، دونوں کے لئے دعاء کرتا ہوں اور چونکہ مجھ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہے کہ ان میں بعض غیر مؤمن بھی ہوں گے اس لئے دعاء سب کے لئے نہیں کر سکتا ہوں۔

پس ان مضامین پر نظر کر کے یہ دعاء کرتا ہوں کہ مجھ کو بھی نماز کا خاص اہتمام کرنے والا رکھئے، اور میری اولاد میں بھی بعضوں کو نماز کا اہتمام رکھنے والا کیجئے، اے ہمارے رب اور میری یہ دعا قبول کیجئے اور اے ہمارے رب میری مغفرت کر دیجئے

اور میرے ماں باپ کی بھی اور کُل مؤمنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن یعنی قیامت کے روز سب مذکورین کی مغفرت کر دیجئے۔

شہر مکہ کے لئے دعا

اس جگہ پہلی آیت میں حضرت ابراہیمؑ کی دو دعائیں مذکور ہیں، اول رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا ''یعنی اے میرے پروردگار اس شہر مکہ کو جائے امن بنا دیجئے''۔

سورہ بقرہ میں بھی یہی دعا مذکور ہے، مگر اس میں لفظ بلد بغیر الف لام کے بلداً فرمایا ہے، جس کے معنی غیر معین شہر کے ہیں، وجہ یہ ہے کہ وہ دعاء اس وقت کی تھی جبکہ شہر مکہ کی بستی آباد نہ تھی، اس لئے عام الفاظ میں یہ دعاء کی کہ اس جگہ کو ایک شہر مامون بنا دیجئے۔

اولاد کے لئے دعا

دوسری دعاء یہ فرمائی کہ مجھ کو اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچایئے۔

انبیاء علیہم السلام اگرچہ معصوم ہوتے ہیں ان سے شرک و بت پرستی بلکہ کوئی گناہ سرزد نہیں ہوسکتا، مگر یہاں حضرت خلیلؑ نے اس دعاء میں اپنے آپ کو بھی شامل فرمایا ہے اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ طبعی خوف کے اثر سے انبیاء بھی ہر وقت اپنے کو خطرہ میں محسوس کرتے رہتے ہیں، یا یہ کہ اصل مقصود اپنی اولاد کو شرک و بت پرستی سے بچانے کی دعاء کرنا تھا، اولاد کو اس کی اہمیت سمجھانے کے لئے اپنے آپ کو بھی شامل دعاء فرمالیا۔

اللہ جلّ شانہ نے اپنے خلیل کی دعاء قبول فرمائی ان کی اولاد شرک و بت پرستی سے محفوظ رہی، اس پر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اہل مکہ تو عموماً اولاد ابراہیم علیہ السلام ہیں، ان میں تو بت پرستی موجود تھی۔

بحر محیط میں اس کا جواب بحوالہ سفیان بن عیینہ دیا ہے کہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام میں کسی نے درحقیقت بت پرستی نہیں کی، بلکہ جس وقت مکہ پر قوم جرہم کے لوگوں نے قبضہ کر کے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام کو حرم سے نکال دیا، تو یہ لوگ حرم سے انتہائی محبت و عظمت کی بناء پر یہاں

کے کچھ پتھر اپنے ساتھ اٹھا لے گئے تھے' ان کو حرم محترم اور بیت اللہ کی یادگار کے طور پر سامنے رکھ کر عبادت اور اس کے گرد طواف کیا کرتے تھے' جس میں کسی غیر اللہ کی طرف کوئی رخ نہ تھا' بلکہ جس طرح بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا یا بیت اللہ کے گرد طواف کرنا اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت ہے' اسی طرح وہ اس پتھر کی طرف رخ اور اس کے گرد طواف کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے منافی نہ سمجھتے تھے اس کے بعد یہی طریقہ کار بت پرستی کا سبب بن گیا۔

دوسری آیت میں اپنی اس دعاء کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ بت پرستی سے ہم اس لئے پناہ مانگتے ہیں کہ ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیا ہے' یہ اس لئے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد اور قوم کا تجربہ کر چکے تھے کہ بت پرستی کی رسم نے ان کو ہر خیر وصلاح سے محروم کر دیا۔

سبق آموز دعائیں

دعاء تو ہر انسان مانگتا ہے' مگر مانگنے کا سلیقہ ہر ایک کو نہیں ہوتا انبیاء علیہم السلام کی دعائیں سبق آموز ہوتی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ کیا چیز مانگنے کی ہے' اس دعائے ابراہیمی کے دو جز ہیں' ایک شہر مکہ کو خوف وخطر سے آزاد جائے امن بنا دینا' دوسرے اپنی اولاد کو بت پرستی سے ہمیشہ کے لئے نجات دلانا۔

غور سے کام لیا جائے تو انسان کی صلاح وفلاح کے یہی دو بنیادی اصول ہیں' کیونکہ انسانوں کو اگر اپنے رہنے سہنے کی جگہ میں خوف وخطر اور دشمنوں کے حملوں سے امن واطمینان نہ ہو تو نہ دنیوی اور مادی اعتبار سے ان کی زندگی خوشگوار ہو سکتی ہے اور نہ دینی اور روحانی اعتبار سے دنیا کے سارے کاموں اور راحتوں کا مدار تو امن واطمینان پر ہونا ظاہر ہی ہے' جو شخص دشمنوں کے نرغوں اور مختلف قسم کے خطروں میں گھرا ہوا ہو اس کے سامنے دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت' کھانے پینے' سونے جاگنے کی بہترین آسانیاں' اعلیٰ قسم کے محلات اور بنگلے مال ودولت کی بہتات سب تلخ ہو جاتی ہیں۔

دینی اعتبار سے بھی ہر طاعت وعبادت اور احکام الٰہیہ کی تعمیل انسان اسی وقت

کر سکتا ہے جب اس کو کچھ سکون واطمینان نصیب ہو۔

اس لئے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی پہلی دعاء میں انسانی فلاح کی تمام ضروریات معاشی واقتصادی اور دینی واخروی سب داخل ہو گئیں، اس ایک جملہ سے حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے لئے دنیا کی تمام اہم چیزیں مانگ لیں۔

اس دعاء سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کی ہمدردی اور ان کی معاشی راحت کا انتظام بھی حسب قدرت باپ کے فرائض میں سے ہے، اس کی کوشش زہد اور ترک دنیا کے منافی نہیں۔

دوسری دعاء میں بھی بڑی جامعیت ہے، کیونکہ وہ گناہ جس کی مغفرت کا امکان نہیں، وہ شرک وبت پرستی ہے اس سے محفوظ رہنے کی دعاء فرمادی، اس کے بعد اگر کوئی گناہ سرزد بھی ہو جائے تو اس کا کفارہ دوسرے اعمال سے بھی ہوسکتا ہے، اور کسی کی شفاعت سے بھی معاف کئے جاسکتے ہیں، اور اگر عبادت اصنام کا لفظ صوفیائے کرام کے اقوال کے مطابق اپنے وسیع مفہوم میں لیا جائے کہ ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ سے غافل کرے وہ اس کا بت ہے، اور اس کی محبت سے مغلوب ہو کر خدا تعالیٰ کی نافرمانی پر اقدام کر لینا ایک طرح سے اس کی عبادت ہے، تو اس دعاء یعنی عبادت اصنام سے محفوظ رہنے میں تمام گناہوں سے حفاظت کا مضمون آجاتا ہے۔

تیسری دعاء

تیسری آیت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور حکیمانہ دعاء اس طرح مذکور ہے کہ: رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ الآیۃ اے میرے پروردگار! میں نے اپنی کچھ ذریت یعنی اہل وعیال کو ایک ایسے دامن کوہ میں ٹھہرا دیا ہے جس میں کوئی کھیتی وغیرہ نہیں ہوسکتی اور بظاہر وہاں زندگی کا کوئی سامان نہیں یہ دامن کوہ آپ کے عظمت والے گھر کے پاس ہے، تاکہ یہ لوگ نماز قائم کریں، اس لئے آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیں، کہ ان کے اُنس اور آبادی کا سامان ہو جائے، اور ان کو ثمرات (پھل) عطا فرمایئے تاکہ یہ لوگ شکر گزار رہوں۔

اس دعاء کا پس منظر

حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعاء کا واقعہ یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر جو طوفان نوح میں بے نشان ہوگئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اس کی دوبارہ تعمیر کا ارادہ فرمایا تو اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو اس کے لئے منتخب فرمایا کہ ان کو ملک شام سے ہجرت کر کے حضرت ہاجرہؓ اور صاحبزادے اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ اس بے آب وگیاہ مقام کو مسکن بنانے کے لئے مامور فرمایا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس وقت شیر خوار بچے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حسب حکم ان کو اور ان کی والدہ ہاجرہؓ کو موجودہ بیت اللہ اور چاہ زمزم کے قریب ٹھہرا دیا' اس وقت یہ جگہ پہاڑوں سے گھری ہوئی ایک چٹیل میدان تھی' دور دور تک نہ پانی نہ آبادی' ابراہیم علیہ السلام نے ان کے لئے ایک توشہ دان میں کچھ کھانا اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک شام کی طرف واپس ہونے کا حکم ملا' جس جگہ حکم ملا تھا وہیں سے تعمیل حکم کے لئے روانہ ہوگئے' بیوی اور شیر خوار بچہ کو اس لق ودق جنگل میں چھوڑنے کا جو طبعی اور فطری اثر تھا اس' کا اظہار تو اس دعاء سے ہوگا جو بعد میں کی گئی مگر حکم ربانی کی تعمیل میں اتنی دیر بھی گوارا نہیں فرمائی کہ حضرت ہاجرہ کو خبر دے دیں' اور کچھ تسلی کے الفاظ کہہ دیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جب حضرت ہاجرہ نے ان کو جاتے ہوئے دیکھا تو بار بار آوازیں دیں کہ اس جنگل میں آپ ہمیں کس پر چھوڑ کر جارہے ہیں' جہاں نہ کوئی انسان ہے نہ زندگی کا سامان' مگر خلیل اللہ نے مڑ کر نہیں دیکھا' تب حضرت ہاجرہ کو خیال آیا کہ اللہ کا خلیل ایسی بے وفائی نہیں کر سکتا' شاید اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ملا ہے' تو آواز دے کر پوچھا کہ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہاں سے چلے جانے کا حکم دیا ہے' تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مڑ کر جواب دیا کہ ہاں' حضرت ہاجرہؓ نے یہ سن کر فرمایا اذاً لا یضیعنا' ''یعنی اب کوئی پرواہ نہیں' جس

مالک نے آپ کو یہاں سے چلے جانے کا حکم دیا ہے وہ ہمیں بھی ضائع نہ کرے گا۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام آگے بڑھتے رہے، یہاں تک کہ ایک پہاڑی کے پیچھے پہنچ گئے، جہاں ہاجرہ واسمٰعیل علیہما السلام آنکھوں سے اوجھل ہو گئے، تو اس وقت بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ دعاء مانگی جو اس آیت میں مذکور ہے۔

پیغمبرانہ استقامت

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک طرف تو مقام خلیل اللہی کا حق ادا کیا کہ جس وقت اور جس جگہ ان کو یہ حکم ملا کہ آپ ملک شام واپس چلے جائیں اس بے آب وگیاہ لق ودق میدان میں اہلیہ اور شیر خوار بچے کو چھوڑ کر چلے جانے اور حکم ربانی کی تعمیل میں ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں فرمائی، اس کی تعمیل میں اتنی دیر لگانا بھی گوارا نہیں فرمایا کہ اہلیہ محترمہ کے پاس جا کر تسلی کر دیں، اور کہہ دیں کہ مجھے یہ حکم ملا ہے آپ گھبرائیں نہیں بلکہ جس وقت جس جگہ حکم ملا فوراً حکم ربانی کی تعمیل کے لئے چل کھڑے ہوئے۔

دوسری طرف اہل وعیال کے حقوق اور ان کی محبت کا یہ حق ادا کیا کہ پہاڑی کے پیچھے ان سے اوجھل ہوتے ہی حق تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی حفاظت اور امن واطمینان کے ساتھ رہنے کی دعاء فرمائی، ان کی راحت کا سامان کر دیا، کیونکہ وہ اپنی جگہ مطمئن تھے کہ تعمیل حکم کے ساتھ جو دعاء کی جائے گی بارگاہ کریم سے وہ ہرگز رد نہ ہوگی، اور ایسا ہی ہوا کہ یہ بے کس و بے بس عورت اور بچہ نہ صرف خود آباد ہوئے بلکہ ان کے طفیل میں ایک شہر آباد ہو گیا اور نہ صرف یہ کہ ان کو ضروریات زندگی اطمینان کے ساتھ نصیب ہوئیں بلکہ ان کے طفیل میں آج تک اہل مکہ پر ہر طرح کی نعمتوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

یہ ہے پیغمبرانہ استقامت اور حسن انتظام، کہ ایک پہلو کی رعایت کے وقت دوسرا پہلو کبھی نظر انداز نہیں ہوتا، وہ عام صوفیائے کرام کی طرح مغلوب الحال نہیں ہوتے، اور یہی وہ تعلیم ہے جس کے ذریعے ایک انسان انسان کامل بنتا ہے۔

کامل یقین

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب حق تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملا کہ شیر خوار بچے اور اس کی والدہ کو اس خشک میدان میں چھوڑ کر ملک شام چلے جائیں تو اسی حکم سے اتنا تو یقین ہو چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضائع نہ فرماویں گے بلکہ ان کے لئے پانی ضرور مہیا کیا جائے گا اس لئے بواد غیر ذی ماء نہیں کہا' بلکہ غیر ذی زرع فرما کر درخواست یہ کی کہ ان کو پھل اور ثمرات عطا ہوں خواہ کسی دوسری جگہ ہی سے لائے جائیں' یہی وجہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں آج تک بھی کاشت کا کوئی خاص انتظام نہیں' مگر دنیا بھر کے پھل اور ہر چیز کے ثمرات وہاں اتنے پہنچتے ہیں کہ دوسرے بہت سے شہروں میں ان کا ملنا مشکل ہے۔(بحر محیط)

بیت اللہ کی بناء

امام قرطبیؒ نے تفسیر سورہ بقرہ میں متعدد روایات سے ثابت کیا ہے کہ سب سے پہلے بیت اللہ کی تعمیر آدم علیہ السلام نے کی ہے' جب ان کو زمین پر اتارا گیا تو بطور معجزہ جبل سر اندیپ سے اس جگہ تک ان کو پہنچایا گیا اور جبرئیل امین نے بیت اللہ کی جگہ کی نشاندہی بھی کی' اس کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر کی' وہ خود اور ان کی اولاد اس کے گرد طواف کرتے تھے یہاں تک کہ طوفان نوح میں بیت اللہ کو اٹھالیا گیا اور اس کی بنیادیں زمین میں موجود رہیں' حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انہی بنیادوں پر بیت اللہ کی نئی تعمیر کا حکم ملا' حضرت جبریل امین نے قدیم بنیادوں کی نشان دہی کی' پھر یہ بناء ابراہیمی عہد جاہلیت عرب میں منہدم ہوگئی' تو قریش جاہلیت نے از سر نو تعمیر کی' جس کی تعمیر میں ابو طالب کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نبوت سے پہلے حصہ لیا۔

اس میں بیت اللہ کی صفت محرم ذکر کی گئی ہے' محرم کے معنی معزز کے بھی ہو سکتے ہیں اور محفوظ کے بھی' بیت اللہ شریف میں یہ دونوں صفتیں موجود ہیں کہ ہمیشہ معزز اور مکرم رہا ہے اور ہمیشہ دشمنوں سے محفوظ بھی رہا ہے۔

مغفرت کی دعاء

آخر میں ایک جامع دعاء فرمائی رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ''یعنی اے ہمارے پروردگار! میری اور میرے والدین کی اور تمام مومنین کی مغفرت فرما' اس دن جب کہ محشر میں تمام زندگی کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

اس میں والدین کے لئے بھی مغفرت کی دعاء فرمائی' حالانکہ والد یعنی آزر کا کافر ہونا قرآن میں مذکور ہے' ہوسکتا ہے کہ یہ دعاء اس وقت کی ہو جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کافروں کی سفارش اور دعائے مغفرت سے منع نہیں کیا گیا تھا' جیسے دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے و اغفر لا بی انه کان من الضآلین آیت مذکورہ سے دعاء کے آداب یہ معلوم ہوئے کہ بار بار الحاح وزاری کے ساتھ کی جائے' اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بھی کی جائے اس طرح دعاء کی قبولیت کی بڑی امید ہو جاتی ہے۔

عین الیقین کی طلب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقائق اشیاء کی جستجو اور طلب کا طبعی ذوق تھا اور وہ ہر شے کی حقیقت تک پہنچنے کی سعی کو اپنی زندگی کا خاص مقصد سمجھتے تھے تا کہ ان کے ذریعہ ذات واحد (اللہ جل جلالہ) کی ہستی' اس کی وحدانیت اور اس کی قدرت کاملہ کے متعلق علم الیقین کے بعد حق الیقین حاصل کر سکیں۔

آزر' جمہور اور نمرود کے ساتھ مناظروں میں ان کے اس طبعی ذوق کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ''حیات بعد الممات'' یعنی مرجانے کے بعد جی اٹھنے کے متعلق اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا کہ وہ کس طرح ایسا کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا' اے ابراہیم! کیا تم اس مسئلہ پر یقین و ایمان نہیں رکھتے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فوراً جواب دیا کیوں نہیں! میں بلا توقف اس پر ایمان رکھتا ہوں لیکن میرا یہ سوال ایمان و یقین کے خلاف اس لئے نہیں ہے کہ میں علم الیقین کے ساتھ ساتھ عین

الیقین اور حق الیقین کا خواستگار ہوں میری تمنا یہ ہے کہ تُو مجھ کو آنکھوں سے مشاہدہ کرا دے کہ ''حیات بعد الممات'' کی شکل کیا ہوگی' تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا اگر تم کو اس کے مشاہدہ کی طلب ہے تو چند پرندے لو اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سامنے والے پہاڑ پر ڈال دو اور پھر فاصلہ پر کھڑے ہو کر ان کو پکارو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا جب ابراہیم علیہ السلام نے ان کو آواز دی تو ان سب کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہو کر فوراً اپنی اپنی شکل پر آ گئے اور زندہ ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اڑتے ہوئے چلے آئے۔

سورہ بقرہ میں اس واقعہ کو اس معجزانہ بلاغت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (البقرہ۲ آیت۲۶۰)

(یاد کر) جب ابراہیمؑ نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے دکھلا تو کس طرح مردوں کو زندہ کر دے گا' کہا کیا تُو ایمان نہیں رکھتا؟ کہا کیوں نہیں لیکن دلی اطمینان چاہتا ہوں' کہا پس چار پرندے لے پھر ان کو اپنے ساتھ مانوس کر پھر رکھ دے ہر ہر پہاڑ پر ان کے جزء جزء ڈال کر پھر ان کو بلاوہ آئیں گے تیرے پاس دوڑتے ہوئے اور تُو جان بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا۔

سلف صالحین سے ان آیات کی تفسیر یہی ثابت ہے اور بعض روایات حدیثی بھی اس کی تائید کرتی ہیں' اس لئے جن حضرات نے اس مسئلہ کی غرابت کے پیش نظر ان آیات میں طرح طرح کی تاویلات کر کے دور از کار باتیں بیان کی ہیں وہ ناقابل التفات ہیں' ہم اس سے قبل واضح کر چکے ہیں کہ جس طرح یہ راہ غلط ہے کہ ہر موقع پر اچنبھوں اور عجوبہ کاریوں کی داستان سرائی ہو اور رطب و یابس روایات کے اعتماد پر بے اصل باتوں پر یقین کیا جائے اسی طرح یہ بھی گمراہی کی راہ ہے کہ انبیاء سے متعلق جن خوارق عادات (معجزات) کا ذکر نصوص قرآنی اور صحیح روایات سے معلوم ہو جائے ان کا بھی اس لئے انکار کیا جائے یا باطل تاویلات گھڑی جائیں کہ مدعیان عقل و فلسفہ (مادیین) ہمارے اس یقین و علم پر ٹھٹھا کریں اور اس کا مذاق اڑائیں۔

یقین

مضبوط اعتقاد اور ادغان محکم کو کہتے ہیں جو کسی بھی حالت میں شک وشبہ کی راہ سے متزلزل نہ ہو سکے‘ اس لئے یہ (یقین) ایمان بالحق کے لئے اساس وبنیاد کی حیثیت رکھتا ہے البتہ اعتقاد جازم کے باوجود مراتب ودرجات کے لحاظ سے اس میں تفاوت بھی پایا جاتا ہے جس کو علم اصطلاح میں علم الیقین‘ عین الیقین اور حق الیقین کہا جاتا ہے اگر کسی مسئلہ میں جہل ونادانی کے خلاف دلیل وبرہان کے ذریعہ علم ودانش اس حد تک حاصل ہو جائے کہ تردد اور تذبذب کی راہیں مسدود ہو کر رہ جائیں تو اس کا نام علم الیقین ہے اور اگر یہ علم دلیل وبرہان سے آگے مشاہدہ محسوس کی حد میں داخل ہو جائے اور دلیل کے ساتھ پوری پوری مطابقت نظر آجائے تو پھر اس حاصل شدہ یقین کو عین الیقین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

علم الیقین اور عین الیقین تک رسائی کے باوجود فطرت انسانی ابھی مزید یقین کی طالب ہوتی ہے اور وہ چاہتی ہے کہ جس شے کو محکم دلیل کی روشنی میں سمجھا جانا نیز مشاہدہ و حس کے ذریعہ اس کو مزید تقویت بھی ملی کیا اچھا ہو کہ اس کا کیف وکم سب ہی سامنے آجائے اور حقیقت حال تک پہنچنے کی راہ نکل آئے پس جب فطرت انسانی یقین کے اس درجہ پر قابو پالیتی ہے تو اس کو حق الیقین کہا جاتا ہے...... مثلاً سیب ایک بہترین پھل ہے‘ اس کے جاننے ومعلوم کرنے کا پہلا درجہ یہ ہے کہ عوام وخواص اور ثقہ وغیر ثقہ سے تواتر اور شہرت کی اس حد تک اس کے وجود اس کی تعریف کو سنا کہ جس کے انکار کے لئے کوئی تردد‘ تذبذب اور شک وشبہ باقی نہیں رہا تو سیب کے متعلق اس یقین کا نام علم الیقین ہے اور حسن اتفاق سے کشمیر جا کر آنکھوں سے اس کو دیکھ لیا تو یقین کا یہ درجہ عین الیقین کے نام سے موسوم ہے اور اگر آنکھ سے رنگ وروپ کا مشاہدہ کیا ناک سے اس کی خوشبو کو پہچانا اور زبان پر رکھ کر ذائقہ کی مدد سے اس کی لطافت‘ خستگی‘ شیرینی غرض اس کی حقیقت کے تمام اوصاف کو حاصل کر لیا تو یہ حق الیقین ہے اور یقین کا یہ آخری درجہ ہے جو فطرت انسانی کے تقاضائے تشنگی کی سیرابی کے لئے کافی ووافی ہوتا اور حضرت انسان کی دسترس کی معراج سمجھا جاتا ہے۔

البتہ یہ الگ بات ہے کہ مختلف انسانوں کی صلاحیت و استعداد اور خود شے مطلوب کی حقیقت و کنہ کے پیش نظر حق الیقین کے بھی مختلف مراتب و درجات ہیں جن کی تشریح و توضیح کا یہ مقام نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہ السلام کی دعا

بیت اللہ تعمیر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بتایا کہ وہ ملت ابراہیمی کے لئے (قبلہ) اور ہمارے سامنے جھکنے کا نشان ہے' اس لئے یہ توحید کا مرکز قرار دیا جاتا ہے تب حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی ذریت کو اقامت صلوٰۃ' زکوٰۃ کی ہدایت دے اور استقامت بخشے اور ان کے لئے پھلوں' میووں اور رزق میں برکت عطا فرمائے اور تمام اقطاع عالم کے بسنے والوں میں سے ہدایت یافتہ گروہ کو اس طرف متوجہ کرے کہ وہ دور دور سے آئیں اور مناسک حج ادا کریں اور ہدایت و رشد کے اس مرکز میں جمع ہو کر اپنی زندگی کی سعادتوں سے دامن بھریں۔

قرآن عزیز نے بیت اللہ کی تعمیر' تعمیر کے وقت ابراہیم علیہ السلام و اسمٰعیل علیہ السلام کی مناجات' اقامت صلوٰۃ اور مناسک حج کے ادا کے لئے شوق و تمنا کے اظہار اور بیت اللہ کے مرکز توحید ہونے کے اعلان کا جگہ جگہ ذکر کیا ہے اور نئے نئے اسلوب و طرز ادا سے اس کی عظمت اور جلالت و جبروت کو ان آیات میں واضح فرمایا ہے۔ سورہ آل عمران میں ہے کہ

بلاشبہ پہلا گھر جو انسانوں کے لئے (اللہ پرستی کا معبد و مرکز) بنایا گیا ہے وہ یہی (عبادت گاہ) ہے جو مکہ میں ہے' برکت والا اور تمام انسانوں کے لئے سرچشمہ ہدایت اس میں (دین حق) کی روشن نشانیاں ہیں از انجملہ مقام ابراہیم ہے (یعنی ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے اور عبادت کرنے کی جگہ' جو اس وقت سے لے کر آج تک بغیر کسی شک و شبہ کے مشہور و معین رہی ہے اور (از انجملہ یہ بات ہے کہ) جو کوئی اس کی حدود میں داخل ہوا' وہ امن و حفاظت میں آ گیا اور (از انجملہ یہ کہ) اللہ کی طرف سے لوگوں کے لئے یہ بات ضروری ہو گئی کہ اگر اس تک پہنچنے کی استطاعت پائیں تو اس گھر کا حج کریں' بایں ہمہ جو کوئی (اس

حقیقت سے) انکار کرے (اور اس مقام کی پاکی وفضیلت کا اعتراف نہ کرے) تو یاد رکھو اللہ کی ذات تمام دنیا سے بے نیاز ہے (وہ اپنے کاموں کے لئے کسی فرد اور قوم کا محتاج نہیں !)

اور بقرہ میں ہے کہ : اور (پھر دیکھو) جب ایسا ہوا تھا کہ ہم نے (مکہ کے) اس گھر (یعنی خانہ کعبہ) کو انسانوں کی گروہ آوری کا مرکز اور امن وحرکت کا مقام ٹھہرا دیا اور حکم دیا کہ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ (ہمیشہ کے لئے) نماز کی جگہ بنائی جائے اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو حکم دیا تھا کہ ہمارے نام پر جو گھر بنایا گیا ہے اسے طواف کرنے والوں' عبادت کے لئے ٹھہرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے (ہمیشہ) پاک رکھنا اور ظلم و معصیت کی گندگیوں سے آلودہ نہ کرنا ! اور پھر جب ایسا ہوا تھا کہ ابراہیم نے اللہ کے حضور دعا مانگی تھی اے پروردگار ! اس جگہ کو جو دنیا کی آباد سرزمینوں سے دور اور سرسبزی اور شادابی سے یک قلم محروم ہے امن وامان کا ایک آباد شہر بنادے اور اپنے فضل وکرم سے ایسا کر کہ یہاں کے بسنے والوں میں جو لوگ تجھ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں ان کے رزق کے لئے ہر طرح کی پیداوار مہیا ہو جائے ! اس پر ارشاد الٰہی ہوا تھا کہ تمہاری دعا قبول کی گئی اور یہاں کے باشندوں میں سے جو کوئی کفر کا شیوہ اختیار کرے گا' سو اسے بھی ہم سروسامان رزق سے فائدہ اٹھانے دیں گے البتہ یہ فائدہ اٹھانا بہت تھوڑا ہوگا' کیونکہ بالآخر اسے پاداش عمل میں چار وناچار دوزخ میں جانا ہے اور جو بد بخت نعمت کی راہ چھوڑ کر عذاب کی راہ اختیار کر لے تو کیا ہی بری اس کی راہ ہے اور کیا ہی برا اس کا ٹھکانا ہے ! اور پھر دیکھو وہ کیسا عظیم الشان اور انقلاب انگیز وقت تھا) جب ابراہیم خانہ کعبہ کی بنیاد چن رہا تھا اور اسمٰعیل بھی اس کے ساتھ شریک تھا ان کے ہاتھ تو پتھر چن رہے تھے' اور دل وزبان پر یہ دعا طاری تھی ۔

اے " پروردگار ! ہم تیرے دو عاجز بندے تیرے مقدس نام پر اس گھر کی بنیاد رکھ رہے ہیں ہمارا یہ عمل تیرے حضور قبول ہو ! بلاشبہ تُو ہی ہے جو دعاؤں کا سننے والا اور مصالح عالم کا جاننے والا ہے اے پروردگار اپنے فضل وکرم سے ہمیں ایسی توفیق دے کہ ہم سچے مسلم یعنی تیرے حکموں کے فرمانبردار ہو جائیں اور ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی امت پیدا کر دے جو تیرے حکموں کی فرمانبردار ہو ! اللہ ہماری عبادت کے سچے طور طریقے بنادے

اور ہمارے تصوروں سے درگزر کر‘ بلاشبہ تیری ہی ذات ہے جو رحمت سے درگزر کرنے والی ہے اور جس کی رحیمانہ درگزر کی کوئی انتہا نہیں!

اے الٰہی اپنے فضل وکرم سے ایسا کیجئے کہ اس بستی کے بسنے والوں میں تیرا ایک رسول معبوث ہو جو انہی میں سے ہو‘ وہ تیری آیتیں پڑھ کر لوگوں کو سنائے کتاب اور حکمت کی انہیں تعلیم دے اور اپنی پیغمبرانہ تربیت سے ان کے دلوں کو مانجھ دے اے پروردگار! بلاشبہ تیری ہی ذات ہے جو حکمت والی اور سب پر غالب ہے۔ اور سورۃ الحج میں ہے کہ: اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کردی ور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر اور ان لوگوں کے لئے پاک رکھ جو طواف کرنے والے ہوں‘ عبادت میں سرگرم رہنے والے ہوں‘ رکوع وسجود میں جھکنے والے ہوں! (اور حکم دیا کہ) ”لوگوں میں حج کا اعلان پکار دے‘ لوگ تیرے پاس دنیا کی تمام دور دراز راہوں سے آیا کریں گے پاپیادہ اور ہر طرح کی سواریوں پر جو (مشقت سفر سے) تھکی ہوئی ہوں گی وہ اس لئے آئیں گے کہ اپنے فائدہ پانے کی جگہ میں حاضر ہو جائیں اور ہم نے جو پالتو جانور پائے ان کے لئے مہیا کردیئے ہیں ان کی قربانی کرتے ہوئے مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لیں‘ پس قربانی کا گوشت خود بھی کھاؤ اور فقیروں کو بھی کھلاؤ پھر قربانی کے بعد وہ اپنے جسم ولباس کا میل کچیل دور کردیں (یعنی احرام اتار دیں) نیز اپنی نذریں پوری کریں اور اس خانہ قدیم (یعنی خانہ کعبہ) کے گرد پھیرے پھر لیں“

تو دیکھو (حج کی) بات یوں ہوئی اور جو کوئی اللہ کی ٹھہرائی ہوئی حرمتوں کی عظمت مانے تو اس کے لئے اس کے پروردگار کے حضور بڑی ہی بہتری ہے اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ ان جانوروں کو چھوڑ کر جن کا حکم قرآن میں سنا دیا گیا ہے تمام چار پائے تمہارے لئے حلال کئے گئے ہیں‘ پس چاہئے کہ بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو‘ نیز جھوٹ بولنے سے‘ صرف اللہ ہی کے ہو کر رہو‘ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو‘ جس کسی نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو اس کا حال ایسا سمجھو‘ جیسے بلندی سے اچانک نیچے گر پڑا‘ جو چیز اس طرح گرے گی‘ اسے یا تو کوئی پرندا اچک لے گا یا ہوا کا جھونکا کسی دور دراز گوشہ میں لے جا کر پھینک دے گا! (مال حقیقت) یہ ہے‘ پس یاد رکھو جس کسی نے اللہ کی نشانیوں کی عظمت مانی تو اس نے ایسی بات مانی جو فی الحقیقت

دلوں کی پرہیز گاری کی باتوں میں سے ہے'ان چار پایوں میں ایک مقررہ وقت تک تمہارے لئے طرح طرح کے فائدے ہیں پھر اس خانہ قدیم تک پہنچا کر ان کی قربانی کرنی ہے۔

نیز سورہ حج کی آیت ۳۶'۳۷ میں ہے کہ: اور دیکھو قربانی کے یہ اونٹ جنہیں دور دور سے حج کے موقع پر لایا جاتا ہے تو ہم نے اسے ان چیزوں میں سے ٹھہرا دیا ہے جو تمہارے لئے اللہ کی عبادت کی نشانیوں میں سے ہیں اس میں تمہارے لئے بہتری کی بات ہے پس چاہیئے کہ انہیں قطار در قطار ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام یاد کرو' پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں یعنی ذبح ہو جائیں تو ان کے گوشت میں سے خود بھی کھاؤ اور فقیروں اور زائروں کو بھی کھلاؤ' اس طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا تاکہ احسان الٰہی کے شکر گزار رہو! یاد رکھو اللہ تک ان قربانیوں کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے نہ خون' اس کے حضور جو کچھ پہنچ سکتا ہے وہ تو صرف تمہارا تقویٰ ہے یعنی تمہارے دل کی نیکی ہے ان جانوروں کو اس طرح تمہارے لئے مسخر کر دیا کہ اللہ کی رہنمائی پر اس کے شکر گزار رہو اور اس کے نام کی بڑائی کا آوازہ بلند کرو اور نیک کرداروں کے لئے قبولیت حق کی خوش خبری ہے۔ (قصص الانبیاء)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش

عبداللہ بن احمد نے ذکر کیا' وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے شیبان نے خبر دی' ان سے ابوہلال نے ذکر کیا' ان سے بکر نے ذکر کیا' وہ فرماتے ہیں کہ:

جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے جانے لگے تو ساری مخلوق اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آہ و فغاں کرنے لگی کہ اے پروردگار! تیرا خلیل آگ میں ڈالا جا رہا ہے ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس آگ کو بجھا دیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ میرا خلیل (دوست) ہے اور روئے زمین میں اس کے علاوہ میرا کوئی دوست نہیں ہے اور میں اس کا رب ہوں' میرے علاوہ اس کا اور کوئی رب نہیں ہے اگر اسے تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو اس کی مدد کر سکتے ہو ورنہ اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دو۔

ابوبکر فرماتے ہیں کہ پھر پانی کے انتظامات والا فرشتہ آیا اور عرض کرنے لگا کہ اے

میرے پروردگار! تیرا خلیل آگ میں ڈالا جانے لگا ہے، مجھے اجازت ہو تا کہ میں پانی سے اس آگ کو بجھا دوں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ میرا خلیل ہے روئے زمین پر اس کے علاوہ میرا اور کوئی خلیل نہیں اور میں اس کا پروردگار ہوں میرے علاوہ اس کا اور کوئی پروردگار نہیں ہے، اگر وہ تجھ سے مدد چاہے تو اس کی مدد کر سکتے ہو ورنہ چھوڑ دو۔

ابوبکر فرماتے ہیں کہ جس وقت وہ آگ میں پھینکے گئے تو انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی جسے ابو ہلال راوی بھول گئے (حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دعا یہ تھی اللھم انک واحد فی السماء وانی فی الارض واحد اعبد یعنی اے اللہ تو آسمانوں میں اکیلا ہے اور میں زمین میں تیرا اکیلا پرستار ہوں)۔

ابوبکر فرماتے ہیں کہ اس وقت فوراً اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ

ترجمہ: تو ہم نے حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ابراہیم کے حق میں۔

یہ حکم سنتے ہی تمام اہل مشرق و مغرب کی آگ بجھ گئی اور اس روز کوئی ہانڈی نہ پک سکی۔ (یہ روایت نسخہ اول میں نہیں مگر امام احمد کی کتاب الزہد پر ہے) احمد بن احمد نے بتایا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ نے بتایا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن سندی نے خبر دی۔ انہیں حسن بن علویہ نے خبر دی، ان سے اسماعیل بن عیسیٰ نے ذکر کیا، ان سے اسحٰق بن بشر نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مقاتل و حضرت سعید نے فرمایا:

جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لیے لایا گیا اور ان کے کپڑے اتارے گئے اور ہاتھ پاؤں باندھ کر منجنیق میں ڈالے گئے تو آسمان اور زمین، پہاڑ، سورج چاند، عرش، کرسی، بادل، ہوا، فرشتے آہ و فغاں کرنے لگے۔ ہر ایک کہنے لگا کہ اے پروردگار! تیرا خاص الخاص بندہ جلایا جا رہا ہے ہمیں اس کی مدد کی اجازت دیجئے۔ آگ رو کر کہنے لگی اے میرے پروردگار! تو نے بنی آدم کے لیے مجھے مسخر کر دیا تو اب تیرا خاص الخاص بندہ میرے اندر ڈال کر جلایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کی طرف پیغام بھیجا کہ دیکھو وہ میرا خاص بندہ ہے اس نے مجھے ہی معبود جانا ہے اور میرے لیے ہی ستایا جا رہا ہے اگر اس نے مجھے پکارا

تو میں فوراً لبیک کہوں گا' اور اگر وہ تم سے مدد کا طلب گار ہے تو تم اس کی مدد کر سکتے ہو۔

جس وقت انہیں پھینک دیا گیا تو آگ میں گرنے سے قبل جبرئیل علیہ السلام ان کے سامنے آئے اور کہا السلام علیک یا ابراھیم! میں جبرئیل ہوں! کیا کوئی حاجت اور ضرورت ہے؟ فرمانے لگے ہاں حاجت اور ضرورت تو ہے مگر تجھ سے نہیں اپنے رب سے ہے۔ (حلیۃ الاولیاء میں اس سے آگے یوں ہے کہ جب وہ آگ میں ڈالے گئے تو اسرافیل پہلے وہاں موجود تھے آگ نے صرف رسیوں کو جلایا پھر اللہ نے حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم کیلئے ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا۔ اگر سلاماً کا لفظ نہ فرماتے تو سردی کی وجہ سے منجمد ہو جاتی) (الرقۃ والبکاء لابن قدامہ)

حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک عجیب تمنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واقعہ سنایا۔ آپ نے بتایا کہ ایک بار کسی آدمی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا: حضرت آپ کی آنکھیں کس وجہ سے جاتی رہیں اور آپ کی کمر کس وجہ سے جھک گئی ہے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا' آنکھیں تو یوسف کے غم میں روتے روتے جاتی رہیں اور کمر اس کے بھائی بنیامین کے صدمے سے جھک گئی ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اسی وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور بولے: ''آپ خدا کی شکایت کر رہے ہیں؟'' حضرت یعقوب علیہ السلام بولے: ''نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے غم اور دُکھ کی فریاد پیش کر رہا ہوں۔'' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: ''آپ نے اپنا جو دُکھ بیان کیا ہے خدا کو سب معلوم ہے۔'' پھر جبرئیل علیہ السلام چلے گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے کمرے میں داخل ہوئے اور کہنے لگے: اے میرے پروردگار! کیا تجھے ایک بوڑھے آدمی پر رحم نہیں آتا' تو نے میری آنکھیں بھی چھین لیں اور میری کمر بھی جھکا دی۔ پروردگار! میرے دونوں پھولوں کو مجھے لوٹا دے کہ دونوں کو صرف ایک بار سونگھ لوں پھر تو جو چاہے میرے ساتھ سلوک کر۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پھر تشریف لائے اور بولے' اے یعقوب! اللہ تعالیٰ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یعقوب خوش ہو جاؤ' اگر تمہارے دونوں بیٹے مر گئے ہوتے تو بھی تمہاری خاطر انہیں زندہ کر کے اُٹھا دیتا تا کہ تم دونوں کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے۔ (ترغیب وترہیب' بحوالہ بکھرے موتی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام

ستر بنی اسرائیل کا انتخاب اور انکی ہلاکت کا واقعہ

بارگاہ خداوندی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آہ وفغاں

موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی کتاب تورات لا کر بنی اسرائیل کو دی تو اپنی کجروی اور حیلہ جوئی کی وجہ سے کہنے لگے کہ ہمیں یہ کیسے یقین آئے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے، ممکن ہے آپ اپنی طرف سے لکھ لائے ہوں، ان کو اطمینان دلانے کیلئے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ارشاد ہوا کہ اس قوم کے منتخب آدمیوں کو آپ کوہ طور پر لے آئیں تو ہم ان کو بھی خود اپنا کلام سنا دیں گے جس سے ان کو یقین آجائے، موسیٰ علیہ السلام نے ان میں سے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا اور کوہ طور پر لے گئے، حسب وعدہ انہوں نے اپنے کانوں اللہ تعالیٰ کا کلام سن لیا مگر جب یہ حجت بھی پوری ہوگئی تو کہنے لگے ہمیں کیا معلوم یہ آواز اللہ تعالیٰ ہی کی ہے یا کسی اور کی، ہم تو جب یقین کریں جب کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں، ان کا یہ سوال چونکہ ہٹ دھرمی اور جہالت پر مبنی تھا، اس پر غضب الٰہی متوجہ ہوا، ان کے نیچے سے زلزلہ آیا اور اوپر سے بجلی کی کڑک آئی جس سے یہ بے ہوش ہوکر گر گئے اور بظاہر مردہ ہوگئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

بہر حال یہ لوگ ایسے ہوکر گر گئے جیسے مردے ہوتے ہیں خواہ حقیقۃً مر ہی گئے ہوں یا

ظاہر میں مردہ نظر آتے ہوں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس واقعہ سے سخت صدمہ پہنچا، اول تو اس لئے کہ یہ لوگ اپنی قوم کے منتخب لوگ تھے، دوسرے اس لئے کہ اب اپنی قوم میں جا کر کیا جواب دیں گے وہ یہ تہمت لگائیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان سب کو کہیں لے جا کر قتل کرا دیا ہے اور اس تہمت کے بعد یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالیں گے، اس لئے اللہ جلّ شانہ، سے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں جانتا ہوں کہ اس واقعہ سے آپ کا مقصود ان کو ہلاک کرنا نہیں کیونکہ اگر یہ مقصود ہوتا تو اب سے پہلے بہت سے واقعات تھے جن میں یہ ہلاک کئے جا سکتے تھے، فرعون کے ساتھ غرق کر دیئے جاتے یا گوسالہ پرستی کے وقت سب کے سامنے ہلاک کر دیئے جاتے اور آپ چاہتے تو مجھے بھی ان کے ساتھ ہلاک کر دیتے مگر آپ نے یہ نہیں چاہا تو معلوم ہوا کہ اس وقت بھی ان کا ہلاک کرنا مقصود نہیں بلکہ سزا دینا اور تنبیہ کرنا مقصود ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ہم سب کو چند بیوقوفوں کے عمل کی وجہ سے ہلاک کر دیں۔ اس جگہ اپنے آپ کو ہلاک کرنا اس لئے ذکر کیا کہ ان ستر آدمیوں کی اس طرح غائبانہ ہلاکت کا نتیجہ یہی تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ہاتھوں ہلاک کئے جائیں۔ پھر عرض کیا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ محض آپ کا امتحان ہے جس کے ذریعہ آپ بعض لوگوں کو گمراہ کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شکایت و ناشکری کرنے لگیں، اور بعض کو ہدایت پر قائم رکھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور مصلحتوں کو سمجھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں، میں بھی آپ کے فضل سے آپ کے حکیم ہونے کا علم رکھتا ہوں، لہٰذا اس امتحان میں مطمئن ہوں اور آپ ہی تو ہمارے خبر گیراں ہیں ہم پر مغفرت اور رحمت فرمایئے اور آپ سب معافی دینے والوں سے زیادہ معافی دینے والے ہیں اس لئے ان کی اس گستاخی کو بھی معاف کر دیجئے چنانچہ وہ سب لوگ صحیح سالم اٹھ کھڑے ہوئے اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ ستر آدمی جن کا ذکر اس آیت میں ہے وہ نہیں جنہوں نے اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً کی درخواست کی تھی اور اس پر صاعقہ کے ذریعہ ہلاک کئے گئے تھے بلکہ یہ وہ لوگ تھے جو خود تو گوسالہ پرستی میں شریک نہ تھے مگر قوم کو اس حرکت سے روکنے کی کوئی کوشش بھی نہ کی تھی اس کی سزا میں ان پر زلزلہ آیا اور بے ہوش ہو گئے، واللہ اعلم۔

بہر حال یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی دعا میں یہ بھی کہا کہ

وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ

یعنی اے ہمارے پروردگار آپ ہمارے لئے اس دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دیجئے اور آخرت میں بھی، کیونکہ ہم آپ کی طرف خلوص واطاعت سے رجوع کرتے ہیں۔

دعا کا جواب

اس کے جواب میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ اول تو میری رحمت مطلقاً میرے غضب پر سابق ہے چنانچہ میں اپنا عذاب اور غضب تو صرف اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اگرچہ مستحق عذاب ہر نافرمان ہوتا ہے لیکن پھر بھی سب پر عذاب واقع نہیں کرتا، بلکہ ان میں سے خاص خاص لوگوں پر عذاب واقع کرتا ہوں جو انتہائی سرکش اور متمرد ہوتے ہیں، اور میری رحمت ایسی عام ہے کہ سب اشیاء کو محیط ہو رہی ہے باوجودیکہ ان میں سے بہت سے لوگ مثلاً سرکش اور نافرمان اس کے مستحق نہیں مگر ان پر بھی ایک گونہ رحمت ہے گو دنیا ہی میں سہی، پس جب میری رحمت سب غیر مستحقین کیلئے بھی عام ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کیلئے تو کامل طور پر ضرور ہی لکھ دوں گا جو حسب وعدہ اس کے مستحق بھی ہیں بوجہ اس کے کہ اطاعت کرتے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، تو یہ لوگ پہلے ہی سے مستحق رحمت ہیں اس لئے آپ کو قبول دعا کی بشارت دیتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا ان لوگوں کے حق میں بلا کسی شرط کے قبول کر لی گئی یعنی مغفرت و معافی کی بھی اور رحمت کی بھی۔

اور دوسری دعا جس میں دنیا و آخرت کی مکمل بھلائی ان کیلئے لکھ دینے کی درخواست تھی اس کے متعلق چند شرائط لگائی گئیں، مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تو ہر مومن و کافر پر رحمت عام ہو سکتی ہے مگر عالم آخرت اچھے برے کے امتیاز کا مقام ہے یہاں رحمت کے مستحق صرف وہ

لوگ ہوں گے جو چند شرائط کو پورا کریں، اول یہ کہ وہ تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کریں، یعنی تمام واجبات شرعیہ کو ادا کریں اور ناجائز کاموں سے دور رہیں، دوسرے یہ کہ وہ اپنے اموال میں سے اللہ تعالیٰ کے لئے زکوٰۃ نکالیں، تیسرے یہ کہ ہماری سب آیات پر بلاکسی استثناء اور تاویل کے ایمان لائیں، یہ موجودہ لوگ بھی اگر یہ صفات پوری اپنے اندر پیدا کر لیں تو ان کیلئے بھی دنیا و آخرت کی مکمل بھلائی لکھ دی جائے گی۔ لیکن اس کے بعد کی آیت میں اس طرف اشارہ کر دیا کہ ان صفات کو پوری جامعیت کے ساتھ حاصل کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو ان کے بعد آخر زمانہ میں آئیں گے اور نبی امی کا اتباع کریں گے اور اس کے نتیجہ میں وہ مکمل فلاح کے مستحق ہوں گے۔ (قصص الانبیاء)

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خداوندی میں مناجات

اعلاناً دعوت اسلام

تین سال کے بعد جب کہ کثرت سے مرد عورت اسلام میں داخل ہونے لگے اور لوگوں میں اس کا چرچا ہوا تو خداوند عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ علی الاعلان لوگوں کو کلمہ حق پہنچائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی اور مکہ کی پہاڑی صفاء پر چڑھ کر اور قبائل قریش کا نام لے لے کر آواز دی، جب تمام قبائل جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً سب سے دریافت کیا کہ اگر میں آپ کو یہ خبر دوں کہ غنیم کا لشکر تم پر چڑھا چلا آ رہا ہے اور قریب ہے کہ تم پر لوٹ ڈال دے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے، سب یہ سن کر یک زبان ہو کر بولے کہ بیشک ہم آپ کی خبر کو بالکل حق سمجھیں گے کیونکہ ہم نے آج تک کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ تم نے اپنے باطل عقائد کو نہ چھوڑا تو خدا تعالیٰ کا سخت عذاب تم پر آنے والا ہے۔ اور فرمایا:

جہاں تک مجھے معلوم ہے دنیا میں کوئی انسان اپنی قوم کے لئے اس تحفہ سے بہتر تحفہ لے کر نہیں آیا جو میں تمہارے لئے لایا ہوں۔ میں تمہارے لئے دین و دنیا کی فلاح و بہبود

لے کر آیا ہوں اور خداوند عالم نے مجھے فرمایا ہے کہ تمہیں اس کی طرف دعوت دوں۔ خدا کی قسم اگر میں تمام دنیا کے انسانوں سے جھوٹ بولتا تب بھی تمہارے سامنے جھوٹ نہ بولتا اور اگر ساری دنیا کو دھوکہ دیتا تب بھی تمہیں دھوکہ نہ دیتا اس ذات قدوس کی قسم ہے جو ایک ہے اور جس کا کوئی سہیم و شریک نہیں کہ میں تمہاری طرف خصوصاً اور تمام عالم کی طرف عموماً خدا تعالیٰ کا رسول پیغمبر ہوں۔ (از دروس السیرت ص ۱۰)

تمام عرب کی مخالفت و عداوت اور آپ کی استقامت

یہ دعوت و تبلیغ کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا، عرب کو جب یہ معلوم ہوا کہ آپ کی وحی میں ان کے بتوں کی حقیقت کھولی گئی ہے۔ ان کی پرستش کرنے والوں کی بیوقوفی ظاہر کی گئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے پاس آئی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی باتوں سے روک دیں اور یا آپ ان کی حمایت چھوڑ دیں، ابو طالب نے ایک عمدہ پیرائے میں جواب دیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کلمہ حق کی نشر و اشاعت میں سرگرم اور بتوں کی عبادت سے لوگوں کو منع کرتے رہے۔ جب عرب کو اس پر صبر نہ ہو سکا تو پھر ابو طالب پاس آئے اور سختی سے ان سے مطالبہ کیا کہ یا آپ اپنے بھتیجے کو باز رکھیں ورنہ ہم سب تمہارے خلاف جنگ کریں گے یہاں تک کہ فریقین میں سے کوئی ایک فنا ہو جائے۔

تمام قبائل عرب کے مقابلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

اب تو ابو طالب کو بھی فکر ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں گفتگو کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عم بزرگوار! ”خدا کی قسم اگر وہ میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب لا کر رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں خدا کا کلمہ اس کی مخلوق کو نہ پہنچاؤں تو میں ہرگز اس کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ یا خدا کا سچا دین لوگوں میں پھیل جائے اور یا کم از کم اسی جدوجہد میں اپنی جان دے دوں“۔

ابوطالب نے جب یہ رنگ دیکھا تو کہا اچھا جاؤ تم اپنا کام کرتے رہو میں بھی تمہاری حمایت ونصرت سے کسی وقت ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔

لوگوں میں نفرت پھیلانا اور اس کا الٹا نتیجہ

جب قریش نے دیکھا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں اور ادھر موسم حج قریب ہے اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ میں سرگرم کوشش کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام حق کی مقناطیسی کشش سے سب واقف تھے اس لئے اندیشہ ہے کہ اب ان کا مذہب تمام دنیا کے اطراف میں پھیل جائیگا تو سب نے جمع ہو کر یہ طے کیا کہ مکہ کے تمام راستوں پر اپنے آدمی بٹھا دیئے جائیں تاکہ اطراف عالم سے جو لوگ حج کے لئے آئیں انہیں دور ہی سے کہہ دیا جائے کہ یہاں ایک ساحر ہے جو اپنے کلام سے باپ بیٹے اور خاوند بیوی میں اور تمام رشتہ داروں میں ہی تفریق ڈال دیتا ہے تم اس کے پاس نہ جاؤ لیکن۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد   کسے کش تف زند ریشش بسوزد

جس چراغ کو حق تعالیٰ روشن فرمائیں جو شخص (بجھانے کے لئے) اس پر پھونک مارتا ہے اس کی ہی داڑھی جل جاتی ہے۔

خدا کی قدرت ان کا یہ طرز عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کا کام کر گیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ممکن تھا کہ بہت سے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ سنتے، لیکن ان کی اس جدوجہد نے سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشتاق بنا دیا۔

قریش کی ایذاء رسانی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت

جب قریش اپنی تدبیروں میں ناکام رہے اور دیکھا کہ روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت عام ہوتی جاتی ہے اور لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں تو اب ہر قسم کی ایذاء رسانی شروع کی، مکہ کے چند اوباش لوگوں کو جمع کر کے اس پر آمادہ کیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر مجلس میں استہزاء کریں اور جس صورت سے ممکن ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ اور آپ کا معجزہ

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف کے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب سجدہ میں گئے تو ابوجہل نے موقعہ کو غنیمت سمجھ کر ارادہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک کچل ڈالے مگر ۔

''دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تراست''

اگر دشمن قوی ہے تو نگہبان اس سے زیادہ قوی ہے

جب پتھر لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچتا ہے تو ہاتھ کانپ جاتے ہیں پتھر ہاتھ سے گر جاتا ہے۔ رنگ فق ہو جاتا ہے اور بھاگ کر اپنی جماعت کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی جانب ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تو ایک عجیب وضع کا اونٹ منہ کھولے ہوئے میری طرف جھپٹا اور قریب تھا کہ مجھے کھا جائے میں نے ایسا اونٹ آج تک کبھی نہیں دیکھا یہ واقعہ ہے جو کفار کے مجمع میں سب کے سامنے پیش آیا، اور خود کفار کے سردار ابوجہل نے اس کا اقرار کیا۔

ابوجہل، عقبہ بن ابی معیط، ابولہب، عاص بن وائل، اسود بن یغوث، اسود بن عبدالمطلب، ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث یہ لوگ ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے آزادر ہتے تھے۔ ان میں سے کسی کو اسلام کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ سب کے سب نہایت ذلیل ہو کر ہلاک ہوئے۔ کچھ غزوۂ بدر میں تلوار کے گھاٹ اتر گئے اور کچھ نہایت گندے اور سخت امراض میں گل سڑ کر مر گئے۔

قریش کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی طمع دینا اور آپ کا جواب

جب کفار قریش نے دیکھ لیا کہ یہ تدبیر بھی کارگر نہیں ہوتی تو سب نے مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ وہ اپنے سب سے زیادہ چالاک سردار عتبہ بن ربیعہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی دنیاوی طمع دلائے، شاید اس تدبیر سے

آپ اپنے دعوے میں خاموش ہو بیٹھیں۔ عتبہ بن ربیعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے پاس جا کر کہا بھتیجے "تم حسب و نسب کے اعتبار سے ہم سب میں بہتر ہو، اور اس کے باوجود تم نے اپنی جماعت میں ایک تفریق ڈالدی اور ان کے معبودوں کو اور ان کو برا بھلا کہا، ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو جاہل ٹھہرایا، تم آج اپنے دل کی بات کہہ دو۔ اگر ان سارے قصوں سے تمہاری غرض یہ ہے کہ بڑی دولت جمع کرلو تو سنو ہم تمہارے واسطے اتنا مال جمع کر دینے کے لئے تیار ہیں کہ تم اہل مکہ میں سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤ اور اگر یہ چاہتے ہو کہ تمہیں سرداری حاصل ہو جائے تو اس پر راضی ہیں کہ تمام قریش کا سردار بنادیں اور آپ کے حکم کے بغیر کوئی ذرہ نہ ہلائیں اور اگر آپ کی غرض بادشاہت ہے تو ہم آپ کو اپنا سب کا بادشاہ بھی بنا سکتے ہیں اور اگر تم پر معاذ اللہ کسی جن کا اثر ہے اور یہ اسی کا کلام (وحی) تم لوگوں کو سناتے ہو اور تم اس کے دفع کرنے سے عاجز ہو تو ہم آپ کیلئے کوئی طبیب تلاش کریں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج کرے۔ (سیرت مغلطائی ص ۲۰)

جب عتبہ اپنے کلام سے فارغ ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی داستان کے جواب میں ایک سورت قرآن سنادی جس کو سن کر عتبہ ہکا بکا رہ گیا اور اپنی قوم میں واپس آ کر کہنے لگا کہ خدا کی قسم آج میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ اس سے پہلے اپنی عمر میں کبھی نہیں سنا تھا خدا کی قسم نہ وہ شعر ہے نہ نجومیوں کا کلام ہے اور نہ سحر میری رائے یہ ہے کہ تم سب اس شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء سے باز آؤ، کیونکہ ان کا جو کلام میں نے سنا ہے واللہ ان کی شان عظیم ظاہر ہونے والی ہے میں تمہارا خیر خواہ ہوں تم میری بات مانو اور زیادہ نہیں تو کچھ دنوں انتظار کرو اگر عرب ان پر غالب آ گئے تو تم مفت میں اس تکلیف سے نجات پاؤ گے اور اگر وہ عرب پر غالب آ گئے تو ان کی عزت ہماری ہی عزت ہے کیونکہ وہ ہمارے ہی قبیلہ سے ہیں۔ قریش اپنے سب سے زیادہ ہوشیار سردار کی یہ باتیں سن کر حیرت میں رہ گئے اور یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ اس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جادو کر دیا ہے۔ (دروس السیر ۃ ص ۱۴) جب قریش کا کوئی حیلہ کارگر نہ ہوا تو اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور متعلقین و اقربا کو بھی ستانا اور طرح طرح کی ایذائیں

دینا شروع کیا، حضرت بلالؓ وغیرہ صحابہ کو سخت ایذائیں دی گئیں۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کی والدہ ماجدہ اسی بناء پر نہایت دردناک طریقہ سے شہید کی گئیں، اور یہ سب سے پہلا واقعہ شہادت ہے جو اسلام میں پیش آیا۔ (قصص الانبیاء)

حضرت داؤد علیہ السلام کی آہ وفغان

یزید بن ہارون نے خبر دی' ان سے مسعودی نے انہوں نے یونس بن خباب سے نقل کیا ہے کہ داؤد علیہ السلام سجدے میں مسلسل چالیس روز تک روتے رہے حتیٰ کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر سبزہ اگ آیا اس کے بعد وہ بارگاہ ایزدی میں عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار! اتنے لمبے سجدے کی وجہ سے میری پیشانی مجروح ہوگئی' آنکھوں سے آنسو آنا بند ہو گئے' اور میری خطا اب تک جوں کی توں ہے۔

بارگاہ صمدی سے جواب ملا۔ اے داؤد! کیا تم پیاسے ہو! کہ تمہیں پانی پلایا جائے یا بھوکے ہو کہ کھانا کھلایا جائے' یا کسی نے تم پر ظلم کیا ہے کہ اس کے خلاف تمہاری امداد کی جائے۔

روای کہتے ہیں کہ یہ سن کر داؤد علیہ السلام نے ایک دردبھری آہ لی جس کی وجہ سے آس پاس کے سبزے میں آگ بھڑک اٹھی اس پر ان کی خطا کی معافی ہوئی۔

شیخ موفق الدین احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا ان سے ابن جابر نے ذکر کیا وہ اسمٰعیل بن ابی مہاجر سے نقل کرتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کو زیادہ رونے کی وجہ سے جب سخت سست کہا جاتا تو وہ فرماتے کہ چھوڑو! رونے کا دن آنے سے پہلے ہی میں رولوں اور ہڈیوں کے گھل جانے اور داڑھیوں کے سفید ہونے سے قبل ہی میں رولوں۔

اور اس وقت کے آنے سے پہلے پہلے رولوں کہ مضبوط وتندخو فرشتوں کو میرے متعلق کوئی حکم دیا جائے جو اللہ کے حکم میں کسی قسم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جس بات کا حکم دیا جائے وہی کر گزرتے ہیں۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

دوسری روایت

حفص بن عمر عدنی نے خبر دی' وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ہمارے صعنہ کے رہنے

والے احباب نے وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام سے خطا ہوئی تو جنگلات کی طرف چلے گئے اس قدر روئے کہ ان کے ساتھ جنگل کے جانور بھی رونے لگے۔ پھر (اپنی قوم) بنی اسرائیل میں آتے اور رونے لگتے ساری قوم ان کے ساتھ رونے لگتی' اس کے بعد اپنے گھر آ کر روتے' انہیں دیکھ کر گھر والے بھی رونے لگتے۔

ایک عرصہ دراز تک اسی طرح روتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو سجدے میں گر کر اتنے روئے کہ زمین میں آنسوؤں کی کثرت کی وجہ سے سبزہ اگ آیا اس کے بعد ایک پرسوز سانس لیا جس کی وجہ سے لکڑیاں بھڑک اٹھیں اور ان کے سانس کی گرمی سے ان میں آگ لگ گئی۔

چنانچہ ندا آئی کہ اے داؤد! کیا تجھ پر کسی نے ظلم کیا کہ تیری مدد کریں یا تو ننگا ہے کہ تجھے کپڑے پہنائیں' یا تجھے پیاس لگی ہے کہ پانی پلائیں یا بھوک لگی ہے کہ کھانا کھلائیں؟

عرض کیا اے میرے پروردگار! ان میں سے تو کوئی بات نہیں مگر مجھے تو میرے گناہ نے ہلاک کر دیا۔ اس پر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ چنانچہ سجدے میں گر کر پھر رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ آواز بندھ گئی اس کے بعد ان پر رحم کیا گیا۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

تیسری روایت

محمد بن حسین فرماتے ہیں کہ ہم سے مغیرہ بن محمد نے بیان کیا' ان سے بکر بن خنیس نے بیان کیا' اس سے ابو عبداللہ شامی نے' وہ نوف شامی سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو وہ بنی اسرائیل کے سامنے رونے لگے' انہیں دیکھ کر بنی اسرائیل بھی رونے لگے' اس کے بعد جنگل کی طرف نکل گئے اور وہاں رونا شروع کیا' انہیں روتا دیکھ کر جنگل کے درندے اور وحشی جانور بھی رونے لگے' پھر اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے رونے لگے حتیٰ کہ پرندے ان کے گرد جمع ہو کر رونے لگے' اسی پر بس نہیں کہ بلکہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہو کر پہاڑوں کی طرف جا نکلے اور پکارنے لگے کہ اے میرے معبود! اپنے گناہ کی معافی کے لیے تیری ہی طرف دوڑا ہوں۔ صبح سے شام تک یہی

حالت رہتی' شام کو اپنے گھر لوٹتے اور اپنی عبادات گاہ میں داخل ہو کر نماز شروع فرما دیتے اور روتے رہتے اور سجدے میں گڑگڑاتے رہتے۔

راوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے چھوٹے بیٹے نے دروازے پر آ کر دستک دی اور آواز دے کر کہا۔ اے میرے ابا جان! رات کی تاریکی چھا گئی' روزے دار اپنا روزہ افطار کر چکے! انہوں نے معصوم بچے کی آواز سن کر کہا۔ اے میرے لخت جگر! تیرا باپ پہلی حالت پر نہیں رہا' بلکہ وہ ایک بہت بڑی آزمائش میں پھنس چکا ہے' تیرے باپ کو نہ کھانے کی فرصت ہے اور نہ ہی تجھ سے ملنے کی۔ بچہ یہ سن کر روتا ہوا اپنی والدہ کے پاس آیا اور پوری داستان سنائی۔ وہ اٹھ کر آئی اور آواز دے کر کہا کہ اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' رات آ چکی' افطاری کا وقت ہو چکا' کیا آپ کے لیے کھانا نہ لے آئیں؟ انہوں نے دروازے کے پیچھے ہی سے جواب دیا کہ غلطی سرزد ہونے کے بعد داؤد کو کھانے کی فرصت کہاں ہے!

ایک مدت تک اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ ان کی توبہ قبول ہوئی اور معافی کا اعلان ہوا۔ وہب بن منبہؒ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کے پاس ایک بستر تھا جس میں مٹی بھری ہوئی تھی۔ وہ اس پر نماز پڑھا کرتے تھے' چنانچہ نماز پڑھتے اور سجدے میں اس قدر روتے کہ سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی' اس کے بعد آنسوؤں کی لڑی بہہ پڑتی جس کی وجہ سے سجدہ کے مقام سے بستر کا نچلا حصہ بھی تر ہو جاتا' اور سجدے میں یوں پکارتے تھے کہ میری پیشانی زخمی ہو گئی' آنسو خشک ہو گئے جبکہ میری خطا ابھی تک جوں کی توں ہے (یعنی اس کی معافی نہیں ہوئی) اس پر اللہ کی طرف سے جواب ملا کہ اے داؤد کیا تمہیں پیاس لگی ہے کہ پانی پلایا جائے' یا بھوکے ہو کہ کھانا کھلایا جائے' یا تن ڈھانپنے کے لیے پوشاک نہیں کہ کپڑے پہنائے جائیں!؟

راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر اور زیادہ رونے لگے اور رونے کی کثرت کی وجہ سے گلا رندھ گیا فقط معمولی سی آواز نکلتی تھی۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ان کی بخشش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی آہ وفغاں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ یحییٰ بن زکریا علیہ السلام جب کہ ان کی عمر آٹھ سال کی تھی بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ وہاں بیت المقدس کے راہبوں کو دیکھا کہ انہوں نے بالوں سے بنے ہوئے جبے پہنے ہوئے ہیں اوراون کی ٹوپیاں سروں پر ہیں۔ان کی مشقت اور مجاہدے کو دیکھا کہ ہنسلی کی ہڈی کے قریب سوراخ کر کے ان میں زنجیریں ڈال رکھی ہیں اور بیت المقدس کے اطراف میں انہیں باندھ رکھا ہے۔

اس منظر سے انہیں خوف محسوس ہوااور اپنے والدین کی طرف لوٹے' راستے میں ان کا گذر بچوں کے پاس سے ہوا جو کھیل رہے تھے' انہوں نے آواز دے کر پکارا کہ اے یحییٰ آؤ کھیلیں! انہوں نے جواب دیا کہ ہم کھیل کے لیے پیدا نہیں ہوئے' اسی سے متعلق ارشاد باری عزاسمہ ہے۔

وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا

ترجمہ: ''اور ہم نے ان کو لڑکپن ہی میں سمجھ عطا فرمائی تھی''

والدین کے پاس آ کر ان سے کہا کہ وہ ان کے لیے بالوں کا ایک جبہ بنوا دیں' چنانچہ انہوں نے ایک بالوں کا جبہ بنا کر انہیں دیدیا۔ وہ اسے پہن کر بیت المقدس آئے' سارا دن راہبوں کی خدمت کرتے اور رات کو وہیں رہتے' حتیٰ کہ اسی حال میں پندرہ سال گذر گئے۔اچانک انہیں وہاں خوف محسوس ہوا تو اسے چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل گئے اور غاروں وگھاٹیوں' میں رہنے لگے' ان کے والدین ان کی تلاش میں نکلے' چنانچہ جس وقت وہ تلاش کرتے کرتے ثنیہ کے پہاڑوں سے اتر رہے تھے تو دیکھا کہ وہ بحیرہ اردن کے کنارے بیٹھے ہوئے ہیں اور دونوں پاؤں پانی میں لٹکائے ہوئے ہیں۔اور پیاس کی شدت سے مرنے کے قریب ہیں مگر زبان سے یوں کہہ رہے ہیں کہ ''تیری عزت کی قسم! جب تک مجھے اپنا ٹھکانہ نہ معلوم ہوگا میں پانی چھوؤں گا بھی نہیں۔ان کے والدین کے پاس ایک تنوری روٹی تھی انہوں نے اس سے کہا کہ یہ روٹی کھالو اور پانی پی لو!'' چنانچہ اس

نے روٹی کھائی اور پانی پی لیا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ اس بھلائی اور فرماں برداری پر بھی ان کی تعریف کی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَّبَرًّام بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَکُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا

ترجمہ: ''اور اپنے والدین کی خدمت گزار تھے اور سرکشی کرنے والے اور نافرمانی کرنیوالے نہ تھے''۔

اس کے بعد ان کے والدین انہیں بیت المقدس لے آئے۔ جب نماز پڑھتے تو رونے لگتے تھے' ان کے رونے کی وجہ سے حضرت زکریاؑ بھی رونے لگتے' اور اس قدر روتے کہ روتے روتے بیہوش ہو جاتے' اور اس رونے نے اس کے رخساروں کا گوشت اڑا دیا۔ جس کی وجہ سے ان کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

ان کی والدہ نے کہا کہ اے یحییٰ اگر چاہو تو اس خالی جگہ پر رکھنے کے لیے بالوں کا ایک پٹہ بنا دوں تا کہ لوگوں کو ڈاڑھ نہ دکھائی دیں' عرض کیا کہ بنا دیں۔ چنانچہ والدہ نے بالوں کے دو گچھے بنا کر اس کے رخساروں پر رکھ دیئے۔ اب جب وہ روتے تو وہ دونوں گچھے آنسوؤں میں تر ہو جاتے' ان کی ماں اٹھ کر ان تر گچھوں سے آنسوؤں کو نچوڑتی' یحییٰ علیہ السلام جب دیکھتے کہ نچوڑتے وقت ان کے آنسو والدہ کے ہاتھوں کلائیوں پر بہہ رہے ہیں' تو بے ساختہ پکار کر کہتے کہ اے اللہ! یہ میرے آنسو ہیں' اور یہ میری والدہ ہے' اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

(الرقة والبکاء لابن قدامه)

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
کی بارگاہ خداوندی میں
آہ وزاری کے واقعات

صرف بارگاہ خداوندی میں دعا کرنا

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ بہت زیادہ محتاج اور بدحال ہو گئے تو مجھے میرے گھر والوں نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر کچھ مانگ لوں۔ چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے پہلی جو بات سنی تھی وہ یہ تھی کہ آپ فرما رہے تھے جو اللہ تعالیٰ سے غنا طلب کرے گا (غنا یہ ہے کہ دل میں دنیا کی طلب وحرص نہ رہے) اسے اللہ تعالیٰ غنا عطا فرما دیں گے اور جو عفت طلب کرے گا (عفت یہ ہے کہ آدمی اللہ کی تمام منع کی ہوئی چیزوں سے اور مانگنے سے رکے اور پاکدامن ہو) اللہ تعالیٰ اسے عفت عطا فرمائیں گے اور جو ہم سے کوئی چیز مانگے گا اور وہ چیز ہمارے پاس موجود ہوئی تو ہم اسے اپنے لئے بچا کر نہیں رکھیں گے بلکہ ہم اسے وہ چیز دے دیں گے۔ یہ سن کر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ مانگا اور ویسے ہی واپس آ گیا (ہم نے فقر و فاقہ اور تکلیفوں کے ساتھ دین کی محنت کی جس کے نتیجہ میں) بعد میں دنیا ہم پر ٹوٹ پڑی۔ (اخرجہ ابن جریر)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کچھ وعدہ فرما رکھا تھا جب بنو قریظہ یہودیوں کا علاقہ فتح ہو گیا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ اپنا وعدہ پورا فرمائیں اور مجھے عطا فرمائیں میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے جو اللہ سے غنا کو طلب کرے گا اللہ اسے غنی بنا دیں گے اور جو قناعت اختیار کرے گا اللہ اسے قناعت عطا فرما دیں گے (قناعت یہ ہے کہ انسان کو تھوڑی بہت جتنی دنیا ملے اسی پر راضی ہو جائے) جب میں نے یہ سنا تو میں نے اپنے دل میں کہا ایسی بات ہے تو پھر میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں مانگوں گا۔ (اخرجہ البزار)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا میں اس کے لئے جنت کا ضامن بنتا ہوں۔ میں نے عرض کیا میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ثوبان کبھی بھی کسی سے کچھ نہیں مانگا کرتے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ)

آندھی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آہ وزاری

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابر... آندھی وغیرہ ہوتی تھی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر اُس کا اثر ظاہر ہوتا تھا اور چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا تھا اور خوف کیوجہ سے کبھی اندر تشریف لیجاتے کبھی باہر تشریف لاتے اور یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ خَیۡرَھَا وَخَیۡرَمَا فِیۡھَا وَخَیۡرَ مَا اُرۡسِلَتۡ بِہٖ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیۡھَا وَشَرِّمَا اُرۡسِلَتۡ بِہٖ...

(ترجمہ) یا اللہ اس ہوا کی بھلائی چاہتا ہوں اور جو اس ہوا میں ہو... بارش وغیرہ اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور جس غرض کے لئے یہ بھیجی گئی... اس کی بھلائی چاہتا ہوں... یا اللہ میں اس ہوا کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور جو چیز اس میں ہے... اور جس غرض سے یہ بھیجی گئی اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور جب بارش شروع ہو جاتی تو چہرہ پر انبساط شروع ہوتا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! سب لوگ جب ابر دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ بارش کے آثار معلوم ہوئے... مگر آپ پر ایک گرانی محسوس ہوتی ہے... حضور نے ارشاد فرمایا... عائشہ رضی اللہ عنہا! مجھے اس کا کیا اطمینان ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو... قوم عاد کو ہوا کے ساتھ ہی عذاب دیا گیا اور وہ ابر کو دیکھ کر خوش ہوئے تھے کہ اس ابر میں ہمارے لئے پانی برسایا جائے گا حالانکہ اس میں عذاب تھا (درمنثور) اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے... فَلَمَّا رَاَوۡهُ عَارِضًا مُّسۡتَقۡبِلَ اَوۡدِیَتِهِمۡ الآیۃ (ترجمہ) ان لوگوں نے (یعنی قوم عاد نے) جب اس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ

بادل تو ہم پر بارش برسانے والا ہے (ارشاد خداوندی ہوا کہ) نہیں برسنے والا نہیں بلکہ یہ وہی (عذاب ہے) جس کی تم جلدی مچاتے تھے (اور نبی سے کہتے تھے کہ اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب لا) ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے ہلاک کر دے گی... چنانچہ وہ لوگ اس آندھی کی وجہ سے ایسے تباہ ہو گئے کہ سوائے اُن کے مکانات کے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں (بیان القرآن)

فائدہ: یہ اللہ کے خوف کا حال اسی پاک ذات کا ہے جس کا سید الاوّلین والآخرین ہونا خود اسی کے ارشاد سے سب کو معلوم ہے... خود کلام پاک میں یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں گے کہ اُن میں آپ کے ہوتے ہوئے اُن کو عذاب دیں... اس وعدۂ خداوندی کے باوجود پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خوفِ الٰہی کا یہ حال تھا کہ ابر اور آندھی کو دیکھ کر پہلی قوموں کے عذاب یاد آجاتے تھے... اسی کیساتھ ایک نگاہ اپنے حال پر بھی کرنا ہے کہ ہم لوگ ہر وقت گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں اور زلزلوں اور دوسری قسم کے عذابوں کو دیکھ کر بجائے اس سے متاثر ہو کر... توبہ استغفار... نماز وغیرہ میں مشغول ہونے کے دوسری قسم قسم کی لغو تحقیقات میں پڑ جاتے ہیں... (فضائل اعمال)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ وزاری

ابن مردویہ میں ہے کہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے' آپ کے اور ان کے درمیان پردہ تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا' عبید! تم کیوں نہیں آیا کرتے؟ حضرت عبید نے جواب دیا' اماں جان! صرف اس لیے کہ کسی شاعر کا قول ہے: "زُرْغِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا" (یعنی کم کم آؤ تاکہ محبت بڑھے) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' اب ان باتوں کو چھوڑ دو۔ اماں جان ہم یہ پوچھنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں کہ سب سے زیادہ عجیب بات جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھی ہو وہ ہمیں بتاؤ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو دیں اور فرمانے لگیں'

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کام عجیب تر تھے۔ اچھا ایک واقعہ سنو! ایک رات میری باری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے ساتھ سوئے' پھر مجھ سے فرمانے لگے' عائشہ! میں اپنے رب تعالیٰ کی کچھ عبادت کرنا چاہتا ہوں' مجھے جانے دو۔

میں نے کہا' یارسول اللہ! خدا تعالیٰ کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب چاہتی ہوں اور یہ بھی میری چاہت ہے کہ آپ اللہ عزوجل کی عبادت بھی کریں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ایک مشک میں سے پانی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑے ہوگئے' پھر جو رونا شروع کیا تو اتنا روئے کہ داڑھی مبارک تر ہوگئی' پھر سجدے میں گئے اور اس قدر روئے کہ زمین تر ہوگئی' پھر کروٹ کے بل لیٹ گئے اور روتے ہی رہے۔ یہاں تک کہ (حضرت) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر نماز کے لیے بلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو رواں دیکھ کر دریافت کیا کہ اے خدا تعالیٰ کے سچے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال! میں کیوں نہ روؤں! مجھ پر آج کی رات یہ آیت اُتری ہے: "اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ...... الخ" یعنی سورہ آل عمران کا آخری رکوع ویل یعنی ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو اسے پڑھے اور پھر اس رکوع میں غور و تدبر نہ کرے۔ (تفسیر ابن کثیر' بحوالہ بکھرے موتی)

سورج گرہن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مناجات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہو گیا... صحابہ رضی اللہ عنہم کو فکر ہوئی کہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا عمل فرمائیں گے کیا کریں گے... اس کی تحقیق کی جائے... جو حضرات اپنے اپنے کام میں مشغول تھے چھوڑ کر دوڑے ہوئے آئے... نوعمر لڑکے جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے اُن کو چھوڑ کر لپکے ہوئے آئے تا کہ یہ دیکھیں کہ حضور اس وقت کیا کریں گے...

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت کسوف کی نماز پڑھی جو اتنی لمبی تھی کہ لوگ غش کھا کر گرنے لگے...نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روتے تھے اور فرماتے تھے...اے رب کیا آپ نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں فرما رکھا کہ آپ ان لوگوں کو میرے موجود ہوتے ہوئے عذاب نہ فرمائیں گے اور ایسی حالت میں بھی عذاب نہ فرمائیں گے کہ وہ لوگ استغفار کرتے رہیں...سورۂ انفال میں اللہ جل شانہٗ نے اس کا وعدہ فرما رکھا ہے...

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ جب کبھی ایسا موقع ہو اور آفتاب یا چاند گرہن ہو جائے تو گھبرا کر نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرو...میں جو آخرت کے حالات دیکھتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو ہنسا کم کر دو اور رونے کی کثرت کر دو...جب کبھی ایسی حالت پیش آئے...نماز پڑھو...دُعا مانگو...صدقہ کرو...(فضائل اعمال)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام رات گریہ وزاری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہ آیت تلاوت فرماتے رہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(ترجمہ) ''اے اللہ اگر آپ ان کو سزا دیں جب بھی آپ مختار ہیں اور آپ اُن کے مالک اور مالک کو حق ہے کہ بندوں کو جرائم پر سزا دے اور اگر آپ اُن کو معاف فرما دیں تو بھی آپ مختار ہیں کہ آپ زبردست قدرت والے ہیں تو معافی پر بھی قدرت ہے اور حکمت والے ہیں تو معافی بھی حکمت کے موافق ہوگی'' (بیان القرآن) امام اعظم رحمہ اللہ کے متعلق بھی نقل کیا گیا ہے کہ وہ ایک شب تمام رات وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ پڑھتے رہے اور روتے رہے...مطلب آیت شریفہ کا یہ ہے کہ قیامت کے دن مجرموں کو حکم ہوگا کہ دُنیا میں تو سب ملے جلے رہے...مگر آج مجرم لوگ سب الگ

ہو جائیں اور غیر مجرم علیحدہ... اس حکم کو سن کر جتنا بھی رویا جاوے تھوڑا ہے کہ نہ معلوم اپنا شمار مجرموں میں ہوگا یا فرمانبرداروں میں... (فضائل اعمال)

قوم ثمود کی بستی پر جلدی سے گزرنا

غزوۂ تبوک مشہور غزوہ ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ روم کا بادشاہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے اور بہت بڑا لشکر لیکر شام کے راستے سے مدینہ کو آ رہا ہے... اس خبر پر ۵ رجب ۹ھ پنجشنبہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقابلہ کیلئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہو گئے... چونکہ زمانہ سخت گرمی کا تھا اور مقابلہ بھی سخت تھا اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اعلان فرما دیا تھا کہ روم کے بادشاہ سے مقابلہ کیلئے چلنا ہے تیاری کر لی جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کیلئے چندہ فرمانا شروع کیا...

یہی لڑائی ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر کا سارا سامان لے آئے اور جب ان سے پوچھا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا تو فرمایا کہ اُن کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے پورے سامان میں سے آدھا لے آئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک تہائی لشکر کا پورا سامان مہیا فرمایا اور اسی طرح ہر شخص اپنی حیثیت سے زیادہ ہی لایا... اس کے باوجود چونکہ عام طور سے تنگی تھی اس لئے دس دس آدمی ایک اونٹ پر تھے کہ نوبت بنوبت اس پر سوار ہوتے تھے... اسی وجہ سے اس لڑائی کا نام جیش العسرۃ (تنگی کا لشکر) بھی تھا... یہ لڑائی نہایت ہی سخت تھی کہ سفر بھی دور کا تھا اور موسم بھی اس قدر سخت کہ گرمی کی انتہا نہیں تھی اور اس کے ساتھ ہی مدینہ طیبہ میں کھجور کے پکنے کا زمانہ زور پر تھا کہ سارے باغ بالکل پکے ہوئے کھڑے تھے اور کھجور ہی پر مدینہ طیبہ والوں کی زندگی کا زیادہ دارومدار تھا کہ سال بھر کی روزی جمع کرنے کا گویا یہی زمانہ تھا... ان حالات میں یہ وقت مسلمانوں کے لئے نہایت سخت امتحان کا تھا کہ ادھر اللہ کا خوف... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جس کی وجہ سے بغیر جائے نہ بنتی تھی اور

دوسری جانب یہ ساری دقتیں کہ ہر وقت مستقل روک تھی... بالخصوص سال بھر کی محنت اور پکے پکائے درختوں کا یوں بے یار و مددگار چھوڑ جانا جتنا مشکل تھا وہ ظاہر ہے مگر اس سب کے باوجود اللہ کا خوف ان حضرات پر غالب تھا اس لئے بجز منافقین اور معذورین جن میں عورتیں اور بچے بھی داخل تھے اور وہ لوگ بھی جو بضرورت مدینہ طیبہ میں چھوڑے گئے یا کسی قسم کی سواری نہ مل سکنے کی وجہ سے روتے ہوئے رہ گئے تھے جن کے بارے میں آیۃ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ نازل ہوئی اور سب ہی حضرات ہمرکاب سفر تھے۔

راستہ میں قوم ثمود کی بستی پر گذر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن سے اپنے چہرۂ انور کو ڈھانک لیا اور اونٹنی کو تیز کر دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی حکم فرمایا کہ یہاں سے تیز چلو اور ظالموں کی بستیوں میں سے روتے ہوئے گذرو اور اس سے ڈرتے ہوئے گذرو کہ تم پر بھی خدانخواستہ وہ عذاب کہیں نازل نہ ہو جائے جو اُن پر نازل ہوا تھا...

فائدہ: اللہ کا پیارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور لاڈلا رسول صلی اللہ علیہ وسلم عذاب والی جگہ سے ڈرتا ہوا خوف کرتا ہوا گذرتا ہے اور اپنے جان نثار دوستوں کو جو اس سخت مجبوری کے وقت میں بھی جاں نثاری کے ثبوت دیتے ہیں روتے ہوئے جانے کا حکم فرماتا ہے کہ خدانخواستہ وہ عذاب اُن پر نہ نازل ہو جائے... ہم لوگ کسی بستی میں زلزلہ آ جائے تو اس کو سیر گاہ بناتے ہیں... کھنڈروں کی تفریح کو جاتے ہیں اور رونا تو درکنار رونے کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے... (فضائل اعمال)

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے

(اے محمدؐ! ہم تم کو تمہاری امت کے بارے میں راضی کر دیں گے)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر امت کے لیے یہ دعا مانگی "اے اللہ! میری امت، اے اللہ! میری امت، اے اللہ! میری امت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اے جبرئیل! تمہارا رب سب اچھی طرح جانتا ہے لیکن تم محمد کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ وہ کیوں رو رہے ہیں؟ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

حاضر ہوکر پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ بتائی (کہ قیامت کے دن میری امت کا کیا ہوگا؟) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے واپس آ کر اللہ تعالیٰ کو وجہ بتائی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''محمد کے پاس واپس جاؤ اور ان سے کہو ہم تم کو تمہاری امت کے بارے میں راضی کریں گے اور تمہیں رنجیدہ اور غمگین نہ ہونے دیں گے۔'' (حیاۃ الصحابہ بحوالہ بکھرے موتی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تنبیہ اور قبر کی یاد دہانی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز کے لئے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کیا کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ پیدا نہ ہو... لہٰذا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو... قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں وہ یہ آواز نہ دیتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں... تنہائی کا گھر ہوں مٹی کا گھر ہوں کیڑوں کا گھر ہوں... جب مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا مبارک ہے بہت اچھا کیا تو آ گیا... جتنے آدمی زمین پر چلتے تھے تو اُن سب میں مجھے زیادہ پسند تھا... آج جب تو میرے پاس آیا ہے تو میرے بہترین سلوک کو دیکھے گا اس کے بعد وہ قبر جہاں تک مردے کی نظر پہنچ سکے وہاں تک وسیع ہو جاتی ہے اور ایک دروازہ اس میں جنت کا کھل جاتا ہے جس سے وہاں کی ہوا اور خوشبوئیں اس کو آتی رہتی ہیں اور جب کوئی بدکردار قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے برا کیا جو تو آیا... زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے اُن سب میں تجھ ہی سے مجھے زیادہ نفرت تھی... آج جب تو میرے حوالہ ہوا ہے... تو میرے برتاؤ کو بھی دیکھ لے گا... اسکے بعد اس طرح سے اُس کو دباتی ہے کہ پسلیاں آپس میں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اور ستر اژدہے اس پر ایسے مسلط ہو جاتے ہیں کہ اگر ایک بھی زمین پر پھونکار مارے تو اُس کے اثر سے زمین پر گھاس تک باقی نہ رہے وہ اس کو قیامت تک ڈستے رہتے ہیں... اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے (مشکوٰۃ)

فائدہ: اللہ کا خوف بڑی ضروری اور اہم چیز ہے... یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم اکثر کسی گہری سوچ میں رہتے تھے اور موت کا یاد کرنا اس کے لئے مفید ہے... اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نسخہ ارشاد فرمایا... کبھی کبھی موت کو یاد کرتے رہنا بہت ہی ضروری اور مفید ہے... (فضائل اعمال)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز میں رونا

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ عجیب بات جو دیکھی ہو وہ ہمیں بتا دیں۔ پہلے تو وہ خاموش ہو گئیں پھر فرمایا ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! مجھے چھوڑو' آج رات میں اپنے رب کی عبادت کروں' میں نے عرض کیا اللہ کی قسم! مجھے آپ کا قرب بھی پسند ہے اور جس کام سے آپ کو خوشی ہو وہ بھی پسند ہے' چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور نماز میں روتے رہے اور اتنا روئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود گیلی ہو گئی اور بیٹھ کر اتنا روئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر (سجدہ میں) اتنا روئے کہ زمین تر ہو گئی پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اطلاع دینے آئے جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ آج رات مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے کہ جو آدمی اسے پڑھے اور اس میں غور و فکر نہ کرے اس کے لئے ہلاکت ہے وہ آیت یہ ہے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر آخیر تک۔ (آل عمران: ۱۹۰)

ترجمہ:۔ ''بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے۔'' (اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب ۳۲/۳)

حضرت مطرفؒ کے والد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے رونے کی ایسی آواز

آرہی تھی جیسے چکی کے چلنے کی ہوتی ہے۔ (اخرجہ ابوداؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے تین صف پیچھے سے ان کے رونے کی آواز سنی (حیاۃ الصحابہ)

دیندار فقراء جنت کے بادشاہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کے بادشاہ وہ لوگ ہیں جو پراگندہ اور بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں غبار آلود اور گرد سے اٹے ہوئے، وہ امیروں کے گھر جانا چاہیں تو انہیں اجازت نہیں ملتی، وہ اگر کسی بڑے گھرانے میں مانگا ڈالیں تو وہاں کی بیٹی انہیں نہیں ملتی ان مسکینوں سے انصاف کے برتاؤ نہیں برتے جاتے ان کی حاجتیں اور ان کی امنگیں اور مرادیں پوری ہونے سے پہلے وہ خود ہی فوت ہوجاتے ہیں اور آرزوئیں دل کی دل میں ہی رہ جاتی ہیں انہیں قیامت کے دن اس قدر نور ملے گا کہ اگر وہ تقسیم کیا جائے تو تمام دنیا کو کافی ہوجائے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار میں ہے کہ بہت سے وہ لوگ جو دنیا میں حقیر و ذلیل سمجھے جاتے ہیں کل قیامت کے دن تخت و تاج والے ملک و منال والے، عزت و جلال والے بنے ہوئے ہوں گے باغات میں، نہروں میں، نعمتوں میں، راحتوں میں مشغول ہوں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سب سے زیادہ میرا پسندیدہ ولی وہ ہے جو مومن ہو کم مال والا، کم جانوں والا، نمازی، عبادت و اطاعت گزار، پوشیدہ و علانیہ مطیع ہو، لوگوں میں اس کی عزت اور اس کا وقار نہ ہو، اس کی جانب انگلیاں نہ اٹھتی ہوں اور وہ اس پر صابر ہو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹکی بجا کر فرمایا: اس کی موت جلدی آجاتی ہے اس کی میراث بہت کم ہوتی ہے اس پر رونے والیاں تھوڑی ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب بندے غرباء ہیں جو اپنے دین کو لئے پھرتے ہیں جہاں دین کے کمزور ہونے کا خطرہ ہوتا ہے وہاں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں یہ قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جمع ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر: بحوالہ بکھرے موتی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض الوفات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ اپنی امی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ہم لوگوں پر پڑی تو آنکھیں ڈبڈبا گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سہارا لے کر اٹھ بیٹھے۔ جب فرقت و وصال کا وقت قریب آ گا تو ہمیں اپنی جدائی کی اطلاع دی اور فرمایا، تمہیں خوش آمدید ہو! اللہ تمہیں حیاتی بخشے، اللہ تمہیں اکٹھا رکھے! اللہ تمہاری بھرپور نصرت فرمائے! اللہ تمہیں اونچا کرے! اللہ تمہیں نفع پہنچائے! اللہ تمہیں توفیق خاص مرحمت فرمائے! اللہ تمہیں قبول فرمائے! اللہ تمہیں ہدایت دے! اللہ تمہیں سلامت رکھے! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کر رہا ہوں! اور اللہ کے حضور تمہارے بارے میں درخواست کرتا ہوں۔ اللہ کی زمین میں اللہ کے بندوں پر سرکشی مت کرو! کیونکہ اللہ نے مجھے اور تمہیں یہ حکم دیا ہے۔ (ترجمہ) یہ عالم آخرت ہم انہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا، اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے اور فرماتے ہیں کہ:

کیا ان متکبرین کا ٹھکانہ جہنم نہیں۔ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا وصال موعود کب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت بالکل قریب ہے اور حاضری اللہ کے حضور ہے! سدرۃ المنتہیٰ، جنۃ الماویٰ اور عرش اعلیٰ پر ٹھکانہ ہے۔ ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو غسل کون دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے گھرانے کے افراد جو بالترتیب قرابت دار ہیں۔ ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کن کپڑوں میں کفن دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چاہو تو میرے انہیں کپڑوں میں کفن دے دینا! یا یمنی سفید کپڑوں میں دے دینا، ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے؟

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور ہم بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا' ٹھہر جاؤ! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہارے نبی کی طرف سے تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے! جب تم لوگ مجھے غسل دے چکو! اور کفن پہنا چکو تو مجھے میری قبر کے ایک کنارے پر رکھ دینا' کیونکہ سب سے پہلے میرا دوست اور میرا ہمنشین جبرئیلؑ مجھ پر نماز پڑھے گا' اس کے بعد میکائیل' پھر اسرافیل اور ملک الموت جن کے ساتھ فرشتوں کی ایک بہت بڑی جمعیت ہوگی' اس کے بعد تم لوگ میرے کمرے میں داخل ہونا اور صلوٰۃ و اسلام پڑھنا۔ اور ہاں! دیکھو! بے جا تقدس' آہ وفغاں اور چیخ و پکار کر کے مجھے تکلیف مت پہنچانا' پہلے میرے گھرانے کے مرد حضرات مجھ پر نماز پڑھیں' اس کے بعد ان کی عورتیں اور پھر تم! اور میری طرف سے آپ حضرات کو بہت بہت سلام ہو! اور میرے صحابہ میں سے جو اس وقت موجود نہیں ہیں انہیں بھی میری طرف سے بہت بہت سلام پہنچا دینا! اور دیکھو میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ جو شخص بھی اسلام میں داخل ہوا اور آج سے لے کر قیامت تک جو بھی میری اتباع کرے' میری طرف سے اسے بھی سلام قبول ہو۔ ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں کون اتارے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے گھرانے کے مرد' فرشتوں کی ایک بہت جمعیت کے ساتھ جو تمہیں دیکھ رہے ہوں مگر تم انہیں نہ دیکھ سکو گے۔ (الرقة و البکاء لابن قدامه)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کو الوداع فرمانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (میرے والد اور میری جان ان پر قربان ہو) کے انتقال سے چھ دن پہلے ہمیں ان کے انتقال کی خبر ہو گئی تھی۔ جب جدائی کا وقت قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اماں جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع فرمایا۔ ہمارے اوپر آپ کی نظر پڑی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور فرمایا مرحبا! تمہیں خوش آمدید ہو! اللہ تمہاری عمر دراز کرے! اللہ تمہاری حفاظت فرمائے۔ اللہ تمہیں ٹھکانہ دے۔ اللہ تمہاری مدد فرمائے۔

اللہ تمہیں بلند فرمائے۔ اللہ تمہیں ہدایت دے۔ اللہ تمہیں رزق عطا فرمائے۔ اللہ تمہیں توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تمہیں سلامت رکھے۔ اللہ تمہیں قبول فرمائے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمہارا خیال رکھے اور تمہارے کام اسی کے سپرد کرتا ہوں۔ میں تمہیں اس بات سے واضح طور پر ڈراتا ہوں کہ اللہ کے مقابلہ میں اس کے بندوں کے متعلق اس کی زمین پر تکبر نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ ......تا...... وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (سورۃ قصص: ۸۳)

ترجمہ:۔ ''یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ (سورۃ زمر: ۶۰)

ترجمہ:۔ ''کیا ان متکبرین کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے؟''

پھر آپ نے فرمایا اللہ کا مقرر کردہ وقت اور اللہ تعالیٰ، سدرۃ المنتہیٰ (ساتویں آسمان پر بیری کا ایک درخت ہے فرشتوں کے پہنچنے کی حد وہیں تک ہے اور یہ ایک مرکزی مقام ہے۔ عرش الٰہی سے احکام یہیں پہنچتے ہیں) جنت الماویٰ (متقیوں کی آرام گاہ والی جنت) لبریز پیالے اور سب سے بلند رفیق (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف واپس جانے کا وقت بالکل قریب آ گیا ہے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! اس وقت آپ کو غسل کون دے؟ آپ نے فرمایا میرے خاندان کے مرد۔ سب سے زیادہ قریب کے رشتہ والا پھر اس کے بعد والا درجہ بدرجہ۔ پھر ہم نے پوچھا ہم آپ کو کس میں کفن دیں؟ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میرے ان ہی کپڑوں میں کفن دے دینا یا یمنی جوڑے میں یا مصری کپڑوں میں کفن دے دینا۔ پھر ہم نے کہا ہم میں سے کون آپ کی نماز جنازہ پڑھائے؟ یہ کہہ کر ہم بھی رو پڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذرا ٹھہرو اللہ تمہاری مغفرت فرمائے

اور تمہیں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے! جب تم مجھے غسل دے چکو اور میرے جنازہ کو میرے اس کمرے میں قبر کے کنارے پر رکھ دو تو پھر تم سب تھوڑی دیر باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے میرے خلیل اور ہم نشیں حضرت جبرائیل میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر حضرت میکائیل پھر حضرت اسرافیل پھر ملک الموتؑ اپنے پورے لشکر کے ساتھ پھر سارے فرشتے نماز جنازہ پڑھیں گے پھر تم ایک ایک جماعت بن کر اندر آ جانا اور مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا اور کسی عورت کو نوحہ کر کے نہ رونے دینا اور نہ شور مچانے دینا اور نہ بلند آواز سے رونے دینا ورنہ مجھے تکلیف ہوگی۔ پہلے میرے خاندان کے مرد اندر آ کر صلوٰۃ وسلام پڑھیں پھر تم لوگ، تم میری طرف سے اپنے لئے سلام قبول کر لو اور جتنے میرے بھائی اس وقت غائب ہیں انہیں میرا سلام کہہ دینا اور میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میرے بعد جو بھی تمہارے دین میں داخل ہو میں اسے بھی سلام کہہ رہا ہوں اور آج سے لے کر قیامت تک جو بھی میرے دین کا اتباع کرے گا میں اسے بھی سلام کہہ رہا ہوں پھر ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون آپ کو قبر میں اتارے؟ آپ نے فرمایا میرے خاندان کے مرد اور ان کے ساتھ بہت سے فرشتے ہوں گے۔ وہ فرشتے تو تمہیں دیکھ رہے ہوں گے لیکن تم انہیں نہ دیکھ سکو گے۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرات خلفائے راشدین
اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی
آہ وزاری کے ایمان افروز واقعات

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ کا ڈر

حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب اہل یمن آئے اور قرآن کریم سن کر رونے لگے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''ھکذا کنا'' (ہم بھی اسی طرح تھے) پھر دل سخت ہوگئے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد قست القلوب کا مطلب یہ ہے کہ دل مضبوط اور اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مطمئن ہوگئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو باجماع اہل سنت انبیاء کے علاوہ تمام دُنیا کے آدمیوں سے افضل ہیں اور اُن کا جنتی ہونا یقینی ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جنتی ہونے کی بشارت دی بلکہ جنتیوں کی ایک جماعت کا سردار بتایا اور جنت کے سب دروازوں سے اُن کی پکار اور بلاوے کی خوش خبری دی اور یہ بھی فرمایا کہ میری اُمت میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہوں گے۔

اس سب کے باوجود فرمایا کرتے کہ کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا... کبھی فرماتے کاش میں کوئی گھاس ہوتا کہ جانور اس کو کھالیتے...

کبھی فرماتے کاش میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا... ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور ایک جانور کو بیٹھا ہوا دیکھ کر ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا کہ تو کس قدر لطف میں ہے کہ کھاتا ہے پیتا ہے... درختوں کے سائے میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں کاش ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تجھ جیسا ہوتا (تاریخ الخلفاء) ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی بات پر مجھ میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں کچھ بات بڑھ گئی اور اُنہوں نے مجھے کوئی سخت لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گذرا... فوراً اُن کو خیال ہوا... مجھ

سے فرمایا کہ تو بھی مجھے کہہ دے تا کہ بدلہ ہو جائے... میں نے کہنے سے انکار کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ یا تو کہہ لو ورنہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کروں گا...

میں نے اس پر بھی جوابی لفظ کہنے سے انکار کیا...وہ تو اُٹھ کر چلے گئے...بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ یہ بھی اچھی بات ہے کہ خود ہی تو زیادتی کی اور خود ہی اُلٹی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کریں... میں نے کہا تم جانتے بھی ہو یہ کون ہیں... یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اگر یہ خفا ہو گئے تو اللہ کا لاڈلا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے خفا ہو جائے گا اور اس کی خفگی سے اللہ تعالیٰ شانہٗ ناراض ہو جائیں گے تو ربیعہ رضی اللہ عنہ کی ہلاکت میں کیا تردد ہے اس کے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ عرض کیا...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے... تجھے جواب میں اور بدلہ میں کہنا نہیں چاہیے... البتہ اسکے بدلہ میں یوں کہہ کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ تمہیں معاف فرمادیں...

فائدہ: یہ ہے اللہ کا خوف ایک معمولی سے کلمہ میں... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بدلہ کا اس قدر فکر اور اہتمام ہوا... کہ اوّل خود درخواست کی اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے اس کا ارادہ فرمایا کہ ربیعہ رضی اللہ عنہ بدلہ لے لیں... آج ہم سینکڑوں باتیں ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں... اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس کا آخرت میں بدلہ بھی لیا جائے گا یا حساب کتاب بھی ہو گا... (فضائل اعمال)

دوسرا واقعہ

بدر کے میدان میں ایک ہزار جنگجو سپاہیوں کے مقابلہ میں تین سو تیرہ ۳۱۳ مجاہدین کی مختصر سی جماعت دین کی حمایت میں تیغ بکف ہوئی۔ ان لوگوں کے پاس جذبۂ جاں نثاری کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ نہ سواریاں نہ ہتھیار۔

یہ رقت انگیز منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل درد سے بھر گیا۔ خضوع کا عالم طاری ہو گیا گریہ وزاری کے عالم میں اپنے رب کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

''اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اے اللہ اپنا وعدہ پورا کر دے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے اور گلوگیر آواز میں فریاد کی:

’’اے میرے رب! میں نے اپنی کل کائنات تیری رضا کے لئے میدان میں لاکر کھڑی کردی ہے۔ اے اللہ! اگر آج یہ چند جانیں ضائع ہوگئیں تو پھر قیامت تک اس زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔‘‘

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح عجز وانکسار کے عالم میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گریہ وزاری، یہ رقت وفریاد اور یہ اضطراب وبیقراری دیکھ کر ان کا دل بھر آیا۔ اپنے محبوب کی شکستہ دلی کی کیفیت کو سمجھ کر رو دیئے، آگے بڑھ کر گلو گیر آواز میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے عرض کیا:

’’حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! اللہ آپکو ہرگز مایوس نہ کریگا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا وعدہ ضرور پورا کریگا۔‘‘ (داعی اعظم ص ۲۸)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک دن منبر پر کھڑے ہوئے تو رونے لگے پھر فرمایا پچھلے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں بیان کرنے کے لئے منبر پر کھڑے ہوئے تو رونے لگے اور ارشاد فرمایا اللہ سے معافی بھی مانگو اور عافیت بھی۔ کیونکہ کسی آدمی کو ایمان ویقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں دی گئی یعنی سب سے بڑی نعمت تو ایمان ویقین ہے اور اس کے بعد عافیت ہے۔ (اخرجہ الترمذی وحسنہ والنسائی کذافی الترغیب ۵/۲۴۳)

تلاوت کر کے رونا

حضرت ہشام بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے روزانہ کے معمولات میں قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھتے تو وہ آپ کا گلا گھونٹ دیتی اور رونے لگتے حتیٰ کہ گر جاتے پھر اپنے گھر ہی میں رہتے یہاں تک لوگ آپ کو مریض سمجھ کر آپ کی عیادت کرنے لگتے۔

تین صفوں تک رونے کی آواز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو تین صفیں پیچھے میں نے ان کے رونے کی آواز سنی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نماز میں رونا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں منقول ہے کہ آپ نے صبح کی نماز پڑھائی اور اس میں سورۂ یوسف پڑھی اس میں آپ اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو سینہ تک بہہ نکلے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپ کے رونے کی آواز کو پچھلی صفوں کے آدمیوں نے بھی سنا۔ (قرآن کریم کے حیرت انگیز اثرات وبرکات)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سورۂ تکویر کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۔ (پ:۳۰ تکویر:۱۰) (جب اعمال نامے کھولے جائیں گے) تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور کئی دن تک ایسی حالت رہی کہ لوگ عیادت کو آتے تھے۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کسی گھر کی طرف سے گزر ہوا اور وہ شخص نماز میں سورۂ والطور پڑھ رہا تھا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ تو سواری سے اترے اور دیوار سے ٹیک لگا کر دیر تک بیٹھے رہے۔ اس کے بعد اپنے گھر آئے تو ایک مہینے تک بیمار رہے۔ لوگ دیکھنے آتے تھے اور بیماری کسی کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ (تاریخ مشائخ چشت ص ۱۰۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور آہ وزاری

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بسا اوقات ایک تنکا ہاتھ میں لیتے اور فرماتے... کاش میں یہ تنکا ہوتا... کبھی فرماتے... کاش مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا...

ایک مرتبہ کسی کام میں مشغول تھے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے... آپ چل کر مجھے بدلہ دلوا دیجئے... آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ایک دُرّہ مار دیا کہ جب میں اس کام کیلئے بیٹھتا ہوں اس وقت تو آتے نہیں... جب میں دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہوں تو آ کر کہتے ہیں کہ بدلہ دلواو وہ شخص چلا گیا... آپؓ نے آدمی بھیج کر

اُس کو بلوایا اور دُرّہ دے کر فرمایا کہ بدلہ لے لو... اُس نے عرض کیا کہ میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا... گھر تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد اپنے آپ کو خطاب کر کے فرمایا... اے عمر رضی اللہ عنہ تو کمینہ تھا اللہ نے تجھ کو اُونچا کیا تو گمراہ تھا اللہ نے تجھ کو ہدایت کی... تو ذلیل تھا اس نے تجھے عزت دی... پھر لوگوں کا بادشاہ بنایا... اب ایک شخص آ کر کہتا ہے کہ مجھے ظلم کا بدلہ دلوا دے تو تو اس کو مارتا ہے... کل کو قیامت کے دن اپنے رب کو کیا جواب دیگا... بڑی دیر تک اسی طرح اپنے آپکو ملامت کرتے رہے (اسد الغابہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے ساتھ حرہ (مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے) کی طرف جا رہا تھا... ایک جگہ آگ جلتی ہوئی جنگل میں نظر آئی... حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ شاید یہ کوئی قافلہ ہے جو رات ہو جانے کی وجہ سے شہر میں نہیں گیا باہر ہی ٹھہر گیا چلو اس کی خیر خبر لیں... رات کو حفاظت کا انتظام کریں وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت ہے جس کیساتھ چند بچے ہیں جو رو رہے ہیں اور چلا رہے ہیں اور ایک دیگچی چولہے پر رکھی ہے جسمیں پانی بھرا ہوا ہے اور اُس کے نیچے آگ جل رہی ہے... اُنہوں نے سلام کیا اور قریب آنے کی اجازت لیکر اس کے پاس گئے پوچھا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں عورت نے کہا کہ بھوک سے لاچار ہو کر رو رہے ہیں... دریافت فرمایا کہ اس دیگچی میں کیا ہے... عورت نے کہا کہ پانی بھر کر بہلانے کے واسطے آگ پر رکھدی ہے کہ ذرا ان کو تسلی ہو جائے اور سو جائیں... امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا اور میرا اللہ ہی کے یہاں فیصلہ ہوگا کہ میری اس تنگی کی خبر نہیں لیتے... حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے بھلا عمر رضی اللہ عنہ کو تیرے حال کی کیا خبر ہے... کہنے لگی کہ وہ ہمارے امیر بنے ہیں اور ہمارے حال کی خبر بھی نہیں رکھتے... اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لیکر واپس ہوئے اور ایک بوری میں بیت المال میں سے کچھ آٹا اور کھجوریں اور چربی اور کچھ کپڑے اور کچھ درہم لئے... غرض اس بوری کو خوب بھر لیا... اور فرمایا کہ یہ میری کمر پر رکھدے... میں نے عرض کیا کہ میں لے

چلوں...آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں میری کمر پر رکھدے...دو تین مرتبہ جب میں نے اصرار کیا تو فرمایا کیا قیامت میں بھی میرے بوجھ کو تو ہی اٹھائے گا اس کو میں ہی اٹھاؤں گا اسلئے کہ قیامت میں مجھ ہی سے اس کا سوال ہوگا...میں نے مجبور ہوکر بوری کو آپکی کمر پر رکھ دیا...آپ رضی اللہ عنہ نہایت تیزی کیساتھ اُس کے پاس تشریف لے گئے...میں بھی ساتھ تھا...وہاں پہنچ کر اس دیگچی میں آٹا اور کچھ چربی اور کھجوریں ڈالیں اور اس کو چلانا شروع کیا اور چولہے میں خود ہی پھونک مارنا شروع کیا...

اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی گھنی داڑھی سے دھواں نکلتا ہوا میں دیکھتا رہا حتیٰ کہ حریرہ (ایک قسم کا حلوہ) سا تیار ہوگیا...اس کے بعد آپ نے اپنے دستِ مبارک سے نکال کر اُن کو کھلایا...وہ سیر ہوکر خوب ہنسی کھیل میں مشغول ہوگئے اور جو بچا تھا وہ دوسرے وقت کے واسطے اُن کے حوالے کر دیا...وہ عورت بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے...تم تھے اس کے مستحق کہ بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تم ہی خلیفہ بنائے جاتے...حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تسلی دی اور فرمایا کہ جب تم خلیفہ کے پاس جاؤ گی تو مجھ کو بھی وہیں پاؤ گی...حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے قریب ہی ذرا ہٹ کر زمین پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد چلے آئے اور فرمایا کہ میں اس لئے بیٹھا تھا کہ میں نے انکو روتے ہوئے دیکھا تھا...میرا دل چاہا کہ تھوڑی دیر اُن کو ہنستے ہوئے دیکھوں...

صبح کی نماز میں اکثر سورۂ کہف...طٰہٰ وغیرہ بڑی سورتیں پڑھتے اور روتے کہ کئی کئی صفوں تک آواز جاتی...ایک مرتبہ صبح کی نماز میں سورۂ یوسف علیہ السلام پڑھ رہے تھے... اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ پر پہنچے تو روتے روتے آواز نہ نکلی...تہجد کی نماز میں بعض مرتبہ روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے...

فائدہ: یہ ہے اللہ کا خوف اس شخص کا جس کے نام سے بڑے بڑے نامور بادشاہ ڈرتے تھے کانپتے تھے...آج بھی ساڑھے تیرہ سو برس کے زمانہ تک اس کا

دبدبہ مانا ہوا ہے... آج کوئی بادشاہ نہیں... حاکم نہیں... کوئی معمولی سا امیر بھی اپنی رعایا کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے؟ (فضائل اعمال)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فکر آخرت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بسا اوقات ایک تنکا ہاتھ میں لیتے اور فرماتے... کاش میں یہ تنکا ہوتا... کبھی فرماتے... کاش مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا...

ایک مرتبہ کسی کام میں مشغول تھے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے... آپ چل کر مجھے بدلہ دلوا دیجئے... آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ایک دُرّہ مار دیا کہ جب میں اس کام کیلئے بیٹھتا ہوں اس وقت تو آتے نہیں... جب میں دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہوں تو آ کر کہتے ہیں کہ بدلہ دلواوہ شخص چلا گیا... آپؓ نے آدمی بھیج کر اُس کو بلوایا اور دُرّہ دے کر فرمایا کہ بدلہ لے لو... اُس نے عرض کیا کہ میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا...

گھر تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد اپنے آپ کو خطاب کر کے فرمایا... اے عمر رضی اللہ عنہ تو کمینہ تھا اللہ نے تجھ کو اُونچا کیا تو گمراہ تھا اللہ نے تجھ کو ہدایت کی... تو ذلیل تھا اس نے تجھے عزت دی... پھر لوگوں کا بادشاہ بنایا... اب ایک شخص آ کر کہتا ہے کہ مجھے ظلم کا بدلہ دلوا دے تو تو اس کو مارتا ہے... کل کو قیامت کے دن اپنے رب کو کیا جواب دیگا... بڑی دیر تک اسی طرح اپنے آپکو ملامت کرتے رہے (اسد الغابہ)

عہد فاروقی کا ایک عجیب واقعہ

ایک اندھیری رات میں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بنفس نفیس گشت پر نکلے تو ایک گھر میں انہیں چراغ کی روشنی دکھائی دی، اور کچھ لوگوں کے باتیں کرنے کی آواز بھی سنائیں دیں، آپ رضی اللہ عنہ نے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر، دروازہ کی جھری میں سے جھانکا تو کیا دیکھتے ہیں، کہ ایک سیاہ فام غلام اپنے سامنے شراب کا برتن رکھے، شراب پی رہا ہے، اور اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں، تو آپؓ نے دروازے سے داخل ہونا چاہا، مگر دروازہ

اندر سے بند تھا، تو آپ چھت پر چڑھ گئے اور ہاتھ میں درہ لئے ان لوگوں کے سر پر پہنچ گئے، جیسے ہی ان لوگوں کی نظر آپؓ پر پڑی انہوں نے دروازہ کھولا اور بھاگ کھڑے ہوئے، مگر وہ سیاہ فام غلام حضرت عمرؓ کی گرفت میں آ گیا اور کہنے لگا! امیر المومنین! میں نے غلطی کی ہے، مگر میں اس سے توبہ کرتا ہوں، میری توبہ قبول کر لیجئے، تو آپؓ نے فرمایا:

میں تمہاری غلطی پر تمہیں مارنا چاہتا ہوں، تو وہ سیاہ فام غلام بولا: یا امیر المومنین، اگر میں نے ایک غلطی کی ہے تو آپ نے تو تین غلطیاں کیں ہیں، کیونکہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولا تجسسوا. (الحجرات) اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو۔

جبکہ آپ نے تجسس کیا اور حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا (البقرہ) اور گھروں میں انکے دروازے سے آیا کرو۔

جبکہ آپ چھت کے ذریعہ اندر آئے ہیں۔ اور حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَهْلِهَا (النور)

اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لئے اور ان کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔

جب کہ آپ داخل ہوئے اور سلام بھی نہیں کیا، تو ان چیزوں کو اس کے ساتھ برابر کر دیں اور میں اللہ سے سچی توبہ کرتا ہوں کہ دوبارہ یہ حرکت کبھی نہیں کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے اسے معاف کر دیا اور اس کی بات کو پسند فرمایا۔ (عالمی تاریخ جلد 1)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بڑھیا کی نصیحت سے رونا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ بڑے ضروری کام سے تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں ایک بڑھیا ملی جن کی کمر مبارک بھی جھک گئی تھی اور لاٹھی کے سہارے سے آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: قف یا عمر! عمر ٹھہر جا! کہاں لپکا جا رہا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے اور بڑھیا لاٹھی کے سہارے سیدھی کھڑی ہو گئیں اور فرمایا: اے عمر! میرے سامنے تیرے اوپر تین دور گزر چکے ہیں۔

ایک دور تو وہ تھا کہ تو سخت گرمی کے زمانے میں اونٹ چرایا کرتا تھا اور اونٹ بھی چرانے نہیں آتے تھے، صبح سے شام تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ چرا کر آتے تو خطاب کی مار پڑتی تھی کہ اونٹوں کو اچھی طرح چرا کر کیوں نہیں لایا؟ (ان کی بہن عمر کو یہ کہتی تھی کہ عمر تجھ سے تو پھلی نہیں پھوٹتی) تو اس بڑھیا نے کہا کہ تو اونٹ چرایا کرتا تھا اور تیرے سر پر ٹاٹ کا یا کمبل کا ٹکڑا ہوتا تھا اور ہاتھ میں پتے جھاڑنے کا آنکڑا ہوتا تھا۔

دوسرا دور وہ آیا کہ لوگوں نے تجھے عمیر کہنا شروع کیا، اس لیے کہ ابو جہل کا نام بھی عمر تھا۔ اس کی طرف سے پابندی تھی کہ میرے نام پر نام نہ رکھا جائے، گھر والوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام میں تصغیر کر کے عمیر کہنا شروع کر دیا تھا۔ ۲ھ میں غزوۂ بدر ہوا اور اس میں ابو جہل مارا گیا، اس وقت تک ان کو عمیر ہی کہا جاتا تھا۔

بڑھیا نے کہا کہ اب تیسرا دور یہ ہے کہ تجھے نہ کوئی عمیر کہتا ہے نہ عمر بلکہ امیر المؤمنین کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس تمہید کے بعد بڑھیا نے کہا "اِتَّقِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِي الرَّعِيَّةِ" رعایا کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ امیر المؤمنین بننا آسان ہے مگر حق والے کا حق ادا کرنا مشکل ہے، کل حقوق کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ لہٰذا ہر حق والے کا حق ادا کرو۔ عمر رضی اللہ عنہ زار وقطار رو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ڈاڑھی مبارک سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہیں۔ صحابہ جو ساتھ تھے انہوں نے بڑھیا کی طرف اشارہ کیا کہ بس تشریف لے جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی وجہ سے زبان بھی نہ اُٹھ سکی، اشارہ سے ہی منع فرما دیا کہ ان کو فرمانے دو جو فرما رہی ہیں، جب وہ چلی گئی تب صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے پوچھا کہ یہ بڑھیا کون تھی؟ جس نے آپ کا اتنا وقت ضائع کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہ ساری رات کھڑی رہتیں تو عمر یہاں سے سرکنے والا نہیں تھا، بجز فجر کی نماز کے، یہ بی بی صاحبہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کی بات کی شنوائی ساتویں آسمان کے اوپر ہوئی اور حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ الآية

(سورۃ المجادلۃ: آیت ۱)۔

ترجمہ: ''بالیقین اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ کے آگے جھینک رہی تھی۔''

فرمایا کہ عمر کی کیا مجال تھی کہ ان کی بات نہ سنے جن کی بات ساتویں آسمان کے اوپر سنی گئی۔ (بکھرے موتی)

قائم اللیل وصائم النہار

حضرت زبیر بن عبداللہ اپنی دادی زھیمہ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتی تھیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے' صرف رات کے اول حصہ میں کچھ دیر سوتے تھے۔

حضرت عثمان بن عبدالرحمٰن التیمی کہتے ہیں میرے والد صاحب نے فرمایا آج رات میں مقام قیام پر جا کر عبادت میں گزاروں گا۔ جب میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو میں بھی وہاں گیا اور قیام کیا اس دوران کہ میں کھڑا تھا کہ ایک آدمی نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے پھر آپ نے سورۃ فاتحہ سے پڑھنا شروع کیا حتیٰ کہ پورا قرآن کریم ختم کر کے پھر رکوع و سجود کیے پھر اپنے جوتے اٹھا کر چل دیئے مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے اس سے پہلے بھی کچھ پڑھا تھا یا نہیں؟

ایک رکعت میں ختم قرآن

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب بلوائیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے لئے محاصرہ کیا تو ان کی زوجہ نے کہا تم انہیں قتل کرو یا چھوڑو آپ تو ساری رات قیام کر کے ایک رکعت میں پورا قرآن کریم پڑھنے والے ہیں۔

حضرت مسروقؒ کی ملاقات اشتر سے ہوئی تو فرمایا تم نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اللہ کی قسم تم نے ایک ہمیشہ کے روزہ دار و قائم اللیل کو قتل کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب بلوائیوں نے

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا تو ان کی زوجہ نے فرمایا یقیناً تم نے اسے قتل کر دیا حالانکہ آپ ایک رکعت میں پورا قرآن کریم پڑھ کر ساری رات عبادت کرتے تھے۔

بعض لوگوں نے اسے انس بن سیرین سے روایت کیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قبر پر رونے کا سبب

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور جلیل القدر صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دامادی کا دوہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے ذوالنورین مشہور ہیں جب آپ کسی قبر پر تشریف لے جاتے تو اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہو جاتی۔

جب یہ قصہ حدیث میں آتا ہے تو طالب علم پوچھا کرتے ہیں کہ اس قدر رونے کی اور خوف کی کیا وجہ تھی بلکہ بعض بے ہودہ اور فلسفی مذاق رکھنے والے طالب علم تو یہاں تک کہہ بیٹھتے ہیں کہ اس سے تو نعوذ باللہ حضرت عثمانؓ کے ایمان اور تصدیق میں شبہ ہوتا ہے کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اپنے ناجی اور جنتی ہونے کی بشارت سن چکے تھے پھر اس قدر رونا کیوں سوائے اس کے کہ اس خبر میں کچھ احتمال ہے۔ ایسے احمقوں کا جواب زبان سے نہیں دینا چاہئے بلکہ انکو پھانسی گھر میں کھڑا کر دینا چاہئے اور بقسم پوچھنا چاہئے کہ پھانسی والے کو دیکھ کر تمہارا قلب اپنی حالت پر ہے یا نہیں؟ بس اس وقت اس کو اس شبہ کا جواب کافی مل جائے گا کہ باوجود اپنے اوپر یہ خطرہ نہ ہونے کے دل کانپتا ہے کیونکہ وہ صورت اور موقع ہی ایسا ہے تو اگر حضرت عثمانؓ کا دل باوجود نجات کے یقین ہونے کے قبر کے احوال دیکھ کر کانپتا ہو تو کیا تعجب ہے۔ یہ ان کی غایت خوف اور تصدیق بالاخبار الواردہ کی دلیل ہے۔ نہ معلوم ہم لوگوں کو جنازہ دیکھ کر کیوں ہیبت نہیں ہوتی جبکہ نجات کی خبر تو کیا اُمید بھی ہونا مشکل ہے۔ (خطبات ج ۲۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آہ وزاری

عمرو بن شمر نے ذکر کیا' وہ سدی سے نقل کرتے ہیں اور انہوں نے ابو اراکہ سے نقل کیا

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ وہ سلام پھیر کر دائیں طرف مڑ کر بیٹھ گئے غم زدہ پریشان بیٹھے رہے حتیٰ کہ جب سورج مسجد کی دیوار سے ایک نیزہ کے برابر بلند ہوا تو اپنا ہاتھ پلٹ کر فرمانے لگے اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے مگر آج ان جیسا کوئی نظر نہیں آ رہا۔

جب صبح ہوتی تو وہ بکھرے بال، پراگندہ حال اور ان کے چہرے زرد ہوتے تھے، ان کی پیشانی پر اس طرح نشان ہوتا تھا جس طرح بکرے کے گھٹنے پر ہوتا ہے، وہ ساری رات تلاوت کتاب اللہ اور قیام و سجود میں گذارتے تھے۔ سجود و قیام کے دوران ہی راحت حاصل کرتے تھے۔

جب صبح ہوتی تو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح جھومتے تھے کہ جس طرح زوردار ہوا کے چلنے سے درخت جھومنے لگتے ہیں اور اس قدر روتے کہ ان کے کپڑے آنسوؤں سے تر ہو جاتے تھے، جیسے ان کی پوری رات غفلت میں گذری ہو۔ (اس پر وہ رو رہے ہوں) یہ فرمایا اور اس کے بعد اٹھ کر چلے گئے، پھر کسی نے انہیں آہستہ بھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا حتیٰ کہ اللہ کے دشمن فاسق ابن ملجم نے ان کو شہید کر دیا۔ (الرقة والبكاء لابن قدامه)

حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت

حضرت ضحاکؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ ایک پرندہ درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو (پرندے کو مخاطب کر کے) کہنے لگے اے پرندے! تمہیں خوشخبری ہو (تم کس قدر مزے میں ہو) اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں بھی تمہاری طرح ہوتا۔ تم درختوں پر بیٹھتے ہو، پھل کھاتے ہو پھر اڑ جاتے ہو اور (قیامت کے دن) نہ تمہارا حساب ہوگا اور نہ تم پر کوئی عذاب ہوگا۔ اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں راستہ کے کنارے کا ایک درخت ہوتا۔ میرے پاس سے کوئی اونٹ گزرتا مجھے پکڑ کر اپنے منہ میں ڈال لیتا پھر وہ مجھے چباتا اور جلدی سے نگل لیتا اور پھر مجھے مینگنی بنا کر نکال دیتا اور میں انسان نہ ہوتا۔ (اخرجہ ابن ابی شیبۃ وھناد والبیہقی)

حضرت ضحاکؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کاش میں اپنے گھر والوں کا دنبہ ہوتا وہ مجھے کچھ عرصہ تک کھلا پلا کر موٹا کرتے رہتے۔ جب میں خوب موٹا ہو جاتا اور

ان کا محبوب دوست ان کو ملنے آتا وہ (اس کی مہمانی کے لئے مجھے ذبح کرتے اور) میرے کچھ حصہ کو بھون کر اور کچھ حصہ کی بوٹیاں بنا کر کھا جاتے اور پھر مجھے پاخانہ بنا کر نکال دیتے اور میں انسان نہ ہوتا۔ (اخرجہ ھناد ابونعیم فی الحلیۃ ۱/۵۲)

حضرت عامر بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ انہوں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا اے کاش! میں یہ تنکا ہوتا کاش میں پیدا نہ ہوتا۔ کاش میں کچھ بھی نہ ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور کاش میں بالکل بھولا بسر ہوتا۔

(عند ابن المبارک وابن سعد وابن ابی شیبۃ ومسدد وابن عساکر)

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ فرمایا اگر آسمان سے کوئی منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! ایک آدمی کے علاوہ باقی تم سب کے سب جنت میں جاؤ گے تو مجھے (اپنے اعمال کی وجہ سے) ڈر ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا اور اگر کوئی منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! ایک آدمی کے علاوہ باقی تم سب کے سب دوزخ میں جاؤ گے تو مجھے (اللہ کے فضل سے) امید ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا (ایمان اسی خوف و امید کے درمیان کی حالت کا نام ہے) (عند ابی نعیم فی الحلیۃ ۱/۵۳)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ پر نیزہ سے حملہ ہوا اور آپ زخمی ہو گئے تو میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ کئی شہروں کو آباد کیا۔ نفاق کو ختم کیا اور آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے عام انسانوں کے لئے روزی کی خوب فراوانی کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابن عباس! کیا امارت کے بارے میں تم میری تعریف کر رہے ہو؟ میں نے کہا میں تو دوسرے کاموں میں بھی آپ کی تعریف کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ امارت میں جیسا داخل ہوا تھا اس میں سے ویسا ہی نکل آؤں۔ نہ کسی اچھے عمل پر مجھے ثواب ملے اور نہ کسی برے عمل پر سزا۔ (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۱/۵۲)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مرض الوفات میں حضرت عمرؓ کا سر میری ران پر رکھا ہوا

تھا تو مجھ سے انہوں نے کہا میرا سر زمین پر رکھ دو۔ میں نے کہا آپ کا سر میری ران پر رہے یا زمین پر۔ اس میں آپ کو کیا حرج ہے؟ فرمایا نہیں۔ زمین پر رکھ دو۔ چنانچہ میں نے زمین پر رکھ دیا تو فرمایا اگر میرے رب نے مجھ پر رحم نہ کیا تو میری بھی ہلاکت ہے اور میری ماں کی بھی۔ اور حضرت مسور کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ کو نیزہ مارا گیا تو فرمایا اگر مجھے اتنا سونا مل جائے جس سے ساری زمین بھر جائے تو میں اللہ کے عذاب کو دیکھنے سے پہلے ہی اس سے بچنے کے لئے وہ سارا سونا فدیہ میں دے دوں۔ (حیاۃ الصحابہ)

اندھیرے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی گھبراہٹ

نضر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ایک مرتبہ دن میں اندھیرا چھا گیا... میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور کے زمانے میں بھی اس قسم کی چیزیں پیش آتی تھیں انہوں نے فرمایا خدا کی پناہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو ذرا سی ہوا تیز ہو جاتی تھی تو ہم لوگ قیامت کے آ جانے کے خوف سے مسجدوں میں دوڑ جاتے تھے... ایک دوسرے صحابی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آندھی چلتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے مسجد میں تشریف لے جاتے... (جمع الفوائد)

فائدہ: آج کسی بڑے سے بڑے حادثہ مصیبت... بلا میں بھی مسجد کسی کو یاد آتی ہے۔ عوام کو چھوڑ کر خواص میں بھی اس کا اہتمام کچھ پایا جاتا ہے۔ آپ خود ہی اس کا جواب اپنے دل میں سوچیں۔ (فضائل اعمال)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا درد بھرا خطبہ

بغوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ نقل کیا ہے جو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف ہنگامہ کے وقت دیا تھا۔ خطبہ کے الفاظ یہ ہیں: اللہ کے فرشتے تمہارے شہر کے گرد احاطہ کیے ہوئے حفاظت میں اس وقت سے مشغول ہیں

جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف فرما ہوئے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

خدا کی قسم! اگر تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو یہ فرشتے واپس چلے جائیں گے اور پھر کبھی نہ لوٹیں گے، خدا کی قسم! تم میں سے جو شخص ان کو قتل کر دے گا وہ اللہ کے سامنے دست بریدہ حاضر ہوگا اس کے ہاتھ نہ ہوں گے اور سمجھ لو کہ اللہ کی تلوار اب بھی میان میں ہے۔ خدا کی قسم! اگر وہ تلوار میان سے نکل آئی تو پھر کبھی میان میں نہ جائے گی کیونکہ جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو اس کے بدلہ میں ستر ہزار آدمی مارے جاتے ہیں اور جب کسی خلیفہ کو قتل کیا جاتا ہے تو پینتیس (۳۵۰۰۰) ہزار آدمی مارے جاتے ہیں۔ (مظہری)

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے جو باہمی خون ریزی کا سلسلہ شروع ہوا تھا، اُمت میں چلتا ہی رہا ہے اور جیسے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی مخالفت اور استحکام دین کی مخالفت اور ناشکری قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کی تھی، اُن کے بعد روافض اور خوارج کی جماعتوں نے خلفائے راشدین کی مخالفت میں گروہ بنالیے۔ اسی سلسلہ میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا عظیم حادثہ پیش آیا۔

"نَسْئَالُ اللّٰہَ الْھِدَایَةَ وَشُکْرَ نِعْمَتِہٖ" (معارف القرآن، بحوالہ بکھرے موتی)

نماز میں خشوع خضوع

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوا کرتے تھے۔ (اخرجہ احمد فی الزہد کذافی منتخب الکنز ۴/۳۴۷)

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے جیسے کہ وہ لکڑی ہوں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ہے نماز میں خشوع۔ (اخرجہ ابن سعد)

حضرت واسع بن حبانؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں یہ چاہتے تھے کہ ان کے جسم کی ہر چیز قبلہ رخ رہے یہاں تک کہ وہ اپنے انگوٹھے کو بھی قبلہ رخ رکھتے تھے۔ (اخرجہ ابن سعد ۴/۱۵۷)

حضرت اعمشؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تو ایسے لگتا کہ جیسے وہ پڑا ہوا کپڑا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہی تھی نماز میں ادھر ادھر جھکنے لگی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تو مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ میں (ڈر کی وجہ سے) نماز توڑنے کے قریب ہوگئی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز میں کھڑا ہو تو اپنے تمام بدن کو بالکل سکون سے رکھے یہود کی طرح ہلے نہیں۔ بدن کے تمام اعضاء کا نماز میں بالکل سکون سے رہنا نماز کے پورا ہونے کا جزو ہے۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی آخری آہ وفغاں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس جماعت کا امیر بنایا۔ یہ (ثابت) حضرت عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نانا ہیں۔ چنانچہ یہ حضرات روانہ ہوئے جب یہ عسفان اور مکہ کے درمیان (ہداۃ مقام) پر پہنچ گئے تو ہذیل کے قبیلہ بنولحیان سے اس جماعت کا لوگوں نے تذکرہ کیا تو بنولحیان تقریباً سو تیر اندازوں کو لے کر ان کا پیچھا کرنے کے لئے چلے۔ اور ان کے نشانات قدم پر چلتے چلتے اس جگہ پہنچے جہاں اس جماعت نے پڑاؤ کیا تھا۔ یہ حضرات مدینہ سے جو کھجوروں کا زادسفر لے کر چلے تھے ان کی گٹھلیاں بنولحیان کو اس جگہ ملیں (جسے دیکھ کر) بنولحیان نے کہا۔ یہ تو یثرب (مدینہ) کی کھجوریں ہیں۔ چنانچہ بنولحیان ان کے پیچھے چلتے چلتے ان تک پہنچ گئے۔ جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو اس کا پتہ چلا تو وہ ایک پہاڑی پر چڑھ گئے اور بنولحیان نے آ کر ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور ان سے کہا کہ ہم تم سے پختہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم ہمارے پاس نیچے اتر آؤ گے تو ہم تم میں سے ایک آدمی کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو کسی کافر کے عہد میں آنا نہیں چاہتا ہوں اور یہ دعا کی کہ

اے اللہ! ہماری طرف سے اپنے نبی کو خبر پہنچا دے اس پر بنولحیان نے اس جماعت سے جنگ شروع کر دی۔ اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو ان کے سات ساتھیوں سمیت تیروں سے شہید کر دیا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی زندہ رہ گئے۔ بنولحیان نے ان کو پھر عہد و پیمان دیا جس پر یہ تینوں نیچے اتر آئے جب بنولحیان نے ان تینوں پر قابو پالیا تو ان لوگوں نے ان کی کمانوں کی تانت اتار کر ان کو تانت سے باندھ دیا۔ اس پر اس تیسرے صحابی نے کہا کہ پہلی بدعہدی ہے اور ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کافروں نے انہیں ساتھ لے جانے کے لئے بہت کھینچا اور زور لگایا لیکن یہ نہ مانے آخر انہوں نے انکو شہید کر دیا۔ اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو لے جا کر مکہ میں بیچ دیا۔ حارث بن عامر کو جنگ بدر کے دن قتل کیا تھا۔

یہ کچھ عرصہ ان کے پاس قید میں رہے۔ یہاں تک کہ جب ان لوگوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا تو خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کی ایک بیٹی سے زیر ناف بال صاف کرنے کے لئے استرا مانگا۔ اس نے ان کو استرا دے دیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میری بے خیالی میں میرا ایک بیٹا چلتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ میں نے جب اسے یوں بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں بہت گھبرا گئی کہ ان کے ہاتھ میں استرا ہے (کہیں یہ میرے بیٹے کو قتل نہ کر دیں) وہ میری گھبراہٹ کو بھانپ گئے۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا تمہیں یہ ڈر ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ ان شاء اللہ میں یہ کام بالکل نہیں کروں گا وہ کہا کرتی تھیں کہ میں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ انگور کے ایک خوشے میں سے کھا رہے تھے۔

حالانکہ اس دن مکہ میں کوئی پھل نہیں تھا اور وہ خود لوہے کی زنجیر میں بندھے ہوئے تھے (جس کی وجہ سے وہ کہیں سے جا کر لا بھی نہیں سکتے تھے) وہ تو اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو (اپنے غیب سے) رزق عطا فرمایا تھا چنانچہ ان کو قتل کرنے کے لئے وہ لوگ ان کو حرم سے باہر لے چلے۔ انہوں نے کہا ذرا مجھے چھوڑ و میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ چنانچہ نماز سے

فارغ ہو کر ان کے پاس واپس آئے اور ان سے کہا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت سے گھبرا گیا ہوں تو میں اور نماز پڑھتا۔ قتل کے وقت دو رکعت پڑھنے کی سنت کی ابتداء سب سے پہلے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کی۔ پھر انہوں نے یہ بددعا کی کہ اے اللہ! ان میں سے ایک کو بھی باقی نہ چھوڑنا۔ پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

وَمَا اِن اُبَالِی حِینَ اُقتَلُ مَسلِماً   عِلٰی اَیِّ شِقٍ کَا لِلّٰہِ مَصرَعِی

ترجمہ: ''جب مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہے تو اب مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں اللہ کے لئے قتل ہو کر کس کروٹ گروں گا''۔

وَذٰلِکَ فِی ذَاتِ الالٰہِ وَاِن یَشأ   یُبَارِک عَلٰی اَوصَالِ شِلوٍ مُمَزَّع

ترجمہ: ''اور میرا یہ قتل ہونا اللہ کی ذات کی وجہ سے ہے اور اگر اللہ چاہے تو وہ میرے جسم کے کٹے ہوئے حصوں میں برکت ڈال سکتا ہے''۔

پھر عقبہ بن حارث نے کھڑے ہو کر ان کو قتل کر دیا۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن قریش کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا تھا۔ اس لئے قریش نے کچھ آدمیوں کو بھیجا کہ وہ ان کے جسم کا کچھ حصہ کاٹ کر لے آئیں جس سے وہ ان کو پہچان سکیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا ایک غول ان کے جسم پر بھیج دیا۔ جنہوں نے ان لوگوں کو قریب نہ آنے دیا۔ چنانچہ وہ ان کے جسم میں سے کچھ نہ لے جا سکے۔ (حیاۃ الصحابہ)

عبرت کی باتیں

1 ...... حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے کیا تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سب عبرت کی باتیں تھیں (مثلاً ان میں یہ مضمون بھی تھا کہ)

۱۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے اور وہ پھر خوش ہوتا ہے۔

۲۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے جہنم کا یقین ہے اور وہ پھر ہنستا ہے۔

۳۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے تقدیر کا یقین ہے اور پھر وہ اپنے آپ کو بلا ضرورت تھکاتا ہے

۴۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جس نے دنیا کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ دنیا آنی جانی چیز ہے ایک جگہ رہتی نہیں اور پھر مطمئن ہو کر اس سے دل لگاتا ہے۔ ۵۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے کل قیامت کے حساب کتاب پر یقین ہے اور پھر عمل نہیں کرتا۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳: صفحہ ۵۵۶)

2...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط میں یہ لکھا: ا۔ اما بعد تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، کیوں کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے ہر شر اور فتنے سے بچاتا ہے اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کاموں کی کفایت کرتا ہے۔

۲۔ اور جو اللہ کو قرض دیتا ہے یعنی دوسروں پر اپنا مال اللہ کے لیے خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بہترین بدلہ عطا فرماتا ہے۔ ۳۔ اور جو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نعمت بڑھاتا ہے۔

۴۔ اور تقویٰ ہر وقت تمہارا نصب العین اور تمہارے اعمال کا سہارا اور ستون اور تمہارے دل کی صفائی کرنے والا ہونا چاہیے۔ ۵۔ جس کی کوئی نیت نہیں ہوگی اس کا کوئی عمل معتبر نہیں ہوگا۔

۶۔ جس نے ثواب لینے کی نیت سے عمل نہ کیا اسے کوئی اجر نہیں ملے گا۔

۷۔ جس میں نرمی نہیں ہوگی اسے اپنے مال سے بھی فائدہ نہیں ہوگا۔

۸۔ جب تک پہلا کپڑا پرانا نہ ہو جائے نیا نہیں پہننا چاہیے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳: صفحہ ۵۶۴)

3...... حضرت عقبہ بن ابوالصہبا رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خنجر مارا تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا کہ میں کیوں نہ روؤں جب کہ آج آپ کا آخرت کا پہلا دن اور دنیا کا آخری دن ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا چار اور چار (کل آٹھ) چیزوں کو پلے باندھ لو، ان آٹھ چیزوں کو تم اختیار کرو گے تو پھر تمہارا کوئی عمل تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ابا جان! وہ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا:

ا۔ سب سے بڑی مالداری عقل مندی ہے یعنی مال سے بھی زیادہ کام آنیوالی چیز عقل اور سمجھ ہے

۲۔اور سب سے بڑی فقیری حماقت اور بے وقوفی ہے۔۳۔سب سے زیادہ وحشت کی چیز اور سب سے بڑی تنہائی عجب اور خود پسندی ہے۔۴۔سب سے زیادہ بڑائی اچھے اخلاق ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا ابا جان! یہ چار چیزیں تو ہوگئیں باقی چار چیزیں بھی بتا دیں فرمایا:۵۔ بے وقوف کی دوستی سے بچنا کیوں کہ وہ فائدہ پہنچاتے پہنچاتے تمہارا نقصان کر دیگا۔

۶۔ جھوٹے کی دوستی سے بچنا کیوں کہ جو تم سے دور ہے یعنی تمہارا دشمن ہے اسے تمہارے قریب کردے گا اور جو تمہارے قریب ہے یعنی تمہارا دوست ہے اسے تم سے دور کر دیگا (یا وہ دور والی چیز کو نزدیک اور نزدیک والی چیز کو دور بتائے گا اور تمہارا نقصان کر دیگا)

۷۔ کنجوس کی دوستی سے بھی بچنا کیوں کہ جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگی وہ اس وقت تم سے دور ہو جائیگا۔

۸۔ بدکار کی دوستی سے بچنا کیوں کہ وہ تمہیں معمولی سی چیز کے بدلے میں بیچ دے گا۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳: صفحہ ۵۶۶)

4...... حضرت سعید بن میتب رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے لیے اٹھارہ باتیں مقرر کیں جو سب کی سب حکمت و دانائی کی باتیں تھیں انہوں نے فرمایا:

۱۔ جو تمہارے بارے میں اللہ کی نافرمانی کرے تم اسے اس جیسی اور کوئی سزا نہیں دے سکتے کہ تم اس کے بارے میں اللہ کی اطاعت کرو۔

۲۔اور اپنے بھائی کی بات کو کسی اچھے رخ کی طرف لے جانے کی پوری کوشش کرو ہاں اگر وہ بات ایسی ہو کہ اسے اچھے رخ کی طرف لے جانے کی تم کوئی صورت نہ بنا سکو تو اور بات ہے۔

۳۔اور مسلمان کی زبان سے جو بول بھی نکلا ہے اور تم اس کا کوئی بھی خیر کا مطلب نکال سکتے ہو تو اس سے برے مطلب کا گمان مت کرو۔

۴۔ جو آدمی خود ایسے کام کرتا ہے جس سے دوسروں کو بدگمانی کا موقع ملے تو وہ اپنے سے بدگمانی کرنے والے کو ہرگز ملامت نہ کرے۔

۵۔ جو اپنے راز کو چھپائے گا اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا۔

۶۔ سچے بھائیوں کے ساتھ رہنے کو لازم پکڑو ان کے سایۂ خیر میں زندگی گزارو کیونکہ وسعت اور اچھے حالات میں وہ لوگ تمہارے لئے زینت کا ذریعہ اور مصیبت میں حفاظت کا سامان ہوں گے۔

۷۔ ہمیشہ سچ بولو چاہے سچ بولنے سے جان ہی چلی جائے۔

۸۔ بے فائدہ اور بے کار کاموں میں نہ لگو۔

۹۔ جو بات ابھی پیش نہیں آئی اس کے بارے میں مت پوچھو کیوں کہ جو پیش آ چکا ہے اس کے تقاضوں سے ہی کہاں فرصت مل سکتی ہے۔

۱۰۔ اپنی حاجت اس کے پاس نہ لے جاؤ جو یہ نہیں چاہتا کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ۔

۱۱۔ جھوٹی قسم کو ہلکا نہ سمجھو ورنہ اللہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔

۱۲۔ بدکاروں کے ساتھ نہ رہو ورنہ تم بھی ان سے بدکاری سیکھ لو گے۔

۱۳۔ اپنے دشمن سے الگ رہو۔

۱۴۔ اپنے دوست سے بھی چوکنے رہو، لیکن اگر وہ امانت دار ہے تو پھر اس کی ضرورت نہیں اور امانت دار صرف وہی ہو سکتا ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہو۔

۱۵۔ قبرستان میں جا کر خشوع اختیار کرو۔

۱۶۔ اور جب اللہ کی فرماں برداری کا کام کرو تو عاجزی اور انکساری اختیار کرو۔

۱۷۔ اور جب اللہ کی نافرمانی ہو جائے تو اللہ کی پناہ چاہو۔

۱۸۔ اور اپنے تمام امور میں ان لوگوں سے مشورہ کیا کرو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (سورہ فاطر: آیت ۲۸)

ترجمہ: ''خدا سے اسکے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اسکی عظمت کا) علم رکھتے ہیں۔''

(حیاۃ الصحابہ بحوالہ بکھرے موتی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں

حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ الَّذِیۡ ھُوَ خَیۡرٌ فِیۡ عَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ مَاتُعۡطِیۡنِیۡ مِنَ الۡخَیۡرِ رِضۡوَانَکَ وَالدَّرَجَاتِ الۡعُلٰی فِیۡ جَنَّاتِ النَّعِیۡمِ".

ترجمہ: "اے اللہ! میں تجھ سے اپنے ہر کام کے انجام میں خیر کا سوال کرتا ہوں اے اللہ! تو مجھے جس خیر کی توفیق عطا فرمائے اسے اپنی رضا کا اور نعمتوں والی جنتوں میں اونچے درجات کے حاصل ہونے کا ذریعہ بنا۔" (اخرجہ احمد فی الزہد)

حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ خَیۡرَ عُمۡرِیۡ اٰخِرَهٗ وَخَیۡرَ عَمَلِیۡ خَوَاتِمَهٗ وَخَیۡرَ اَیَّامِیۡ یَوۡمَ الۡقَاکَ"

"اے اللہ! میری عمر کا سب سے بہترین حصہ وہ بنا جو اس کا آخر ہو اور میرا سب سے بہترین عمل وہ بنا جو خاتمہ والا ہو اور میرا سب سے بہترین دن وہ بنا جو تیری ملاقات کا دن ہو۔ (عند سعید بن منصور وغیرہ)

حضرت ابو یزید مدائنیؒ کہتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک دعا یہ بھی تھی۔

"اَللّٰھُمَّ ھَبۡ لِیۡ اِیۡمَانًا وَیَقِیۡنًا وَمُعَافَاةً وَنِیَّةً"

ترجمہ:۔ "اے اللہ مجھے ایمان و یقین عافیت اور سچی نیت نصیب فرما"۔

(عند ابن ابی الدنیا ایضاً کذا فی الکنز ۱/۳۰۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ اَنۡ تَاۡخُذَنِیۡ عَلٰی غِرَّةٍ اَوۡ تَذَرَنِیۡ فِیۡ غَفۡلَةٍ اَوۡتَجۡعَلَنِیۡ مِنَ الۡغَافِلِیۡنَ"۔

ترجمہ: "اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو اچانک بے خبری میں میری پکڑ کرے یا مجھے غفلت میں پڑا رہنے دے یا مجھے غافل لوگوں میں سے بنا دے"۔

(اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابو نعیم فی الحلیۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ جہاں چاہے اپنے فیصلہ کو وجود دے سکتا ہے۔

(عند ابن سعد وابی نعیم فی الحلیۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں دعا کی: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ظُلْمِیْ وَ کُفْرِیْ'' ''اے اللہ! میرے ظلم اور میرے کفر کو معاف فرما''۔ ایک آدمی نے کہا یہ ظلم کا لفظ تو ٹھیک ہے لیکن کفر کا کیا مطلب؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (قرآن میں ہے)

''اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ'' ''سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف اور بڑا ہی ناشکرا ہے''۔ (یعنی کفر سے ناشکری مراد ہے) (عند ابن ابی حاتم)

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کنکریوں کی ایک ڈھیری بنائی پھر اس پر اپنے کپڑے کا کنارہ ڈال کر اس پر سر رکھ کر لیٹ گئے پھر آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔ ''اَللّٰھُمَّ کَبِرَتْ سِنِّیْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِیْ وَانْتَشَرَتْ رَعِیَّتِیْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مُضَیِّعٍ وَلَامُفَرِّطٍ'' ''اے اللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی اور میرے قویٰ کمزور ہو گئے اور میری رعایا پھیل گئی لہذا اب تو مجھے اپنی طرف اس طرح اٹھا لے کہ نہ تو میں کسی کا حق ضائع کرنے والا ہوں اور نہ کسی کے حق میں کمی کرنے والا ہوں''۔ (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۱/۵۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ ''اَعُوْذُبِکَ مِنْ جُھْدِ الْبَلَآءِ وَدَرْکِ الشَّقَآءِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ السِّجْنِ وَالْقَیْدِ وَالسَّوْطِ''
(اے اللہ!) بلا و مصیبت کی سختی کے اور بدقسمتی کے پکڑ لینے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جیل، بیڑی اور کوڑے سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

(اخرج یوسف القاضی کذا فی الکنز ۱/۳۰۴)

حضرت عمر بن سعید نخعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے ابن مکنف کی نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چار تکبیریں کہیں اور ایک طرف سلام پھیرا پھر انہوں نے ابن مکنف کو قبر میں اتارا اور پھر فرمایا اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے کا بیٹا ہے تیرا مہمان بنا ہے اور تو بہترین میزبان ہے اے اللہ! جس قبر میں یہ داخل ہوا ہے اسے وسیع فرما دے اور اس کے گناہ معاف فرما دے۔ ہم تو اس کے بارے میں خیر ہی جانتے ہیں لیکن تو ہم سے زیادہ جانتا ہے اور یہ کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَن

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا کرتا تھا۔ (اخرجہ البیہقی کذافی الکنز ۸/۱۱۹)

حضرت ابو ہیاج اسدیؒ کہتے ہیں کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اتنے میں میں نے ایک آدمی دیکھا جو صرف یہ دعا مانگ رہا تھا۔

''اَللّٰهُمَّ قِنِیْ شُحَّ نَفْسِیْ'' ''اے اللہ! مجھے میرے نفس کے بخل سے بچا دے''۔

اور کچھ نہیں مانگ رہا تھا میں نے اس سے صرف یہی دعا کرنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا جب مجھے میرے نفس کے شر سے بچا دیا جائے گا تو میں نہ چوری کروں گا نہ زنا کروں گا اور نہ کوئی اور برا کام کروں گا۔ میں نے ان کے بارے میں لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابوعبیدہؒ کہتے ہیں کہ (میرے والد) حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے پوچھا گیا کہ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا تھا کہ مانگو جو مانگو گے تمہیں دیا جائے گا۔ اس رات آپ نے کیا دعا مانگی تھی؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے یہ دعا مانگی تھی۔

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا لَایَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَعْلٰی دَرَجَةِ الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ''

''اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو باقی رہے اور زائل نہ ہو اور ایسی نعمت مانگتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو اور ہمیشہ رہنے کی جنت کے اعلیٰ درجے میں تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں۔''

حضرت شقیقؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ دعائیں کثرت سے کیا کرتے تھے:

''رَبَّنَا اَصْلِحْ بَیْنَنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَاصْرِفْ عَنَّا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَاجْعَلْنَا شَاکِرِیْنَ لِنِعْمَتِکَ مُثْنِیْنَ بِهَا قَابِلِیْنَ بِهَا وَاَتِمَّهَا عَلَیْنَا.

ترجمہ: ''اے ہمارے رب! ہمارے آپس کے تعلقات خوشگوار بنا دے اور ہمیں

اسلام کے راستے دکھا اور ہمیں تاریکیوں سے نجات دے کر روشنی میں لا اور ہم کو ظاہری وباطنی بدکاریوں سے دور رکھ اور ہمارے کانوں کو ہماری آنکھوں کو ہمارے دلوں کو اور ہمارے بیوی بچوں کو ہمارے حق میں باعث برکت بنادے اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بیشک تو ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر گزار ان کا ثنا خواں اور لوگوں کے سامنے انہیں بیان کرنے والا بنادے اور ان (نعمتوں) کو ہم پر پورا فرمادے۔"

حضرت ابوقلابہؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ فِیْ اَھْلِ الشِّقَآءِ فَامْحُنِیْ وَاثْبُتْنِیْ فِیْ اَھْلِ السَّعَادَةِ"

ترجمہ:۔"اے اللہ! اگر تو نے میرا نام بدبختی والوں میں لکھا ہے تو وہاں سے میرا نام مٹا کر خوش قسمت لوگوں میں لکھ دے"۔ (عند الطبرانی)

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ اِیْمَانًا وَیَقِیْنًا وَفَھْمًا وَعِلْمًا""اے اللہ! میرے ایمان و یقین سمجھ اور علم کو بڑھادے"۔ (عند الطبرانی)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ہند کہتی ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا کرتے "اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ سَیِّئَاتِیْ وَاَعْذِرْنِیْ بِعِلَّاتِیْ"

"اے اللہ! میری برائیوں سے درگزر فرما اور میری بیماریوں کی وجہ سے مجھے معذور قرار دے"۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا کرتے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ غِنَی الْاَھْلِ وَالْمَوَالِیْ وَاَعُوْذُبِکَ اَنْ تَدْعُوَ عَلَیَّ رَحِمٌ قَطَعْتُھَا"

ترجمہ:"اے اللہ! میں تجھ سے اہل و عیال کے اور تمام متعلقین کے غنا کو مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں رشتہ توڑوں اور وہ رشتہ میرے لئے بددعا کرے"۔

حضرت عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے۔

"اَللّٰھُمَّ ھَبْ لِیْ حَمْدًا وَھَبْ لِیْ مَجْدًا لَا مَجْدَ اِلَّا بِفِعَالٍ وَلَا فِعَالَ اِلَّا بِمَالٍ اَللّٰھُمَّ لَا یُصْلِحُنِی الْقَلِیْلُ وَلَا اَصْلُحُ عَلَیْهِ"

"اے اللہ! مجھے تعریف عطا فرما اور مجھے بزرگی عطا فرما اور بزرگی کسی بڑے کام کے

ذریعہ سے ہی حاصل ہوسکتی ہے اور کوئی بڑا کام مال کے ذریعہ سے ہی ہوا کرتا ہے اے اللہ! تھوڑا مال میرے حالات درست نہیں کرسکتا اور نہ ہی تھوڑے مال سے میں درست رہ سکتا ہوں (لہذا تو اپنی شان کے مطابق اپنے خزانوں میں سے عطا فرما)''

حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ تَفْرِقَةِ الْقَلْبِ''

''اے اللہ! میں دل کے بکھر جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

کسی نے پوچھا دل کے بکھر جانے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے میرے لئے ہر وادی میں کچھ مال رکھ دیا جائے۔ (اور مجھے ہر وادی میں جا کر اپنے مقدر کا مال جمع کرنا پڑے)

حضرت عبداللہ بن سبرہؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے:۔

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَعْظَمِ عِبَادِکَ عِنْدَکَ نَصِیْبًا فِیْ کُلِّ خَیْرٍ تَقْسِمُهُ الْغَدَاةَ وَنُوْرًا تَهْدِیْ بِهٖ وَرَحْمَةً تَنْشُرُهَا وَرِزْقًا تَبْسُطُهٗ وَضُرًّا تَکْشِفُهٗ وَبَلَاءً تَرْفَعُهٗ وَفِتْنَةً تَصْرِفُهَا''۔

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! مجھے اپنے ان بندوں میں سے بنا کہ آج صبح تو جتنی خیریں تقسیم کرے گا ان کا ان خیروں میں تیرے نزدیک سب سے زیادہ حصہ ہو اور جس نور کے ذریعہ تو ہدایت دیتا ہے اور جس رحمت کو تو پھیلاتا ہے اور جس رزق کو تو وسعت دیتا ہے اور جس تکلیف کو تو دور کرتا ہے اور جس آزمائش کو تو ہٹاتا ہے اور جس فتنے کو تو پھیر دیتا ہے سب چیزیں انہیں سب سے زیادہ حاصل ہوں۔

حضرت سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِنُوْرِ وَجْهِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اَنْ تَجْعَلَنِیْ فِیْ حِرْزِکَ وَحِفْظِکَ وَجِوَارِکَ وَتَحْتَ کَنَفِکَ''

''اے اللہ! میں تیری ذات کے اس نور کے واسطہ سے جس کی وجہ سے سارے آسمان اور زمین روشن ہو گئے تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنے حفظ وامان

میں اپنی پناہ میں اپنے سایہ کے نیچے لے لے“۔

حضرت مقبریؒ کہتے ہیں کہ مروان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مرض الوفات میں ان کے پاس گیا اور اس نے کہا اے ابو ہریرہ! اللہ آپ کو شفا عطا فرمائے۔ انہوں نے فرمایا: ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّ لِقَائَکَ فَاَحِبَّ لِقَائِیْ“ ”اے اللہ! میں تیری ملاقات کو محبوب رکھتا ہوں تو میرے سے ملاقات کو محبوب بنالے“۔

چنانچہ وہاں سے چل کر مروان ابھی اصحاب القطا مقام تک نہیں پہنچا تھا کہ پیچھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا“۔

حضرت عبداللہ بن ہشامؒ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سال یا مہینہ کے شروع ہونے پر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ ”اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْہُ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَرِضْوَانٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ وَجَوَارٍ مِّنَ الشَّیْطٰنِ“۔

”اے اللہ! اس سال اور مہینے کو امن‘ ایمان‘ سلامتی‘ اسلام‘ رحمان کی رضا اور شیطان سے پناہ کے ساتھ ہم پر داخل فرما“۔

حضرت ابو امامہ بن سہلؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا صحابہ رضی اللہ عنہم جب کسی بستی کے پاس پہنچتے یا اس میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:۔

”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِیْھَا رِزْقًا“

”اے اللہ! اس بستی میں ہمارے لئے رزق مقدر فرما“۔

وہ یہ دعا کس ڈر سے پڑھا کرتے تھے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بستی کے والی کے ظلم کا اور بارش نہ ہونے کا ڈر ہوتا تھا۔ (حیاۃ الصحابہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک دوسرے کیلئے دعائیں

حضرت محمدؒ‘ حضرت طلحہؒ‘ حضرت مہلبؒ‘ حضرت عمرو اور حضرت سعیدؒ کہتے ہیں حضرت سماک بن مخرمہ‘ حضرت سماک بن عبید اور حضرت سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وفد بن کر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ آپ لوگوں میں برکت عطا

فرمائے اے اللہ! ان کے ذریعہ سے اسلام کو بلند فرما اور ان کے ذریعہ سے اسلام کو مضبوط فرما۔

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالکؒ کہتے ہیں کہ جب میرے والد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بینائی چلی گئی تو میں ان کا رہبر ہوا کرتا تھا۔ جب میں ان کے ساتھ جمعہ کے لئے جاتا اور وہ اذان سنتے تو حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لئے استغفار کرتے اور ان کے لئے دعا کرتے میں نے ان سے پوچھا اے ابا جان! کیا بات ہے آپ جب اذان سنتے ہیں تو ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے لئے استغفار کرتے ہیں اور ان کے لئے دعائے خیر اور دعائے رحمت کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اے میرے بیٹے! انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے ہمیں سب سے پہلے جمعہ پڑھایا تھا اور یہ جمعہ انہوں نے بقیع الخضمات بستی میں بنو بیاضہ قبیلہ کے پتھریلے میدان کے اس حصہ میں پڑھایا تھا جہاں نبیت قبیلہ کو شکست ہوئی تھی میں نے پوچھا اس دن آپ لوگ کتنے تھے؟ فرمایا ہم چالیس آدمی تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح جمعوں میں، جماعتوں میں، حج اور غزوات میں اور تمام حالات میں بیان کیا کرتے تھے اور لوگوں کو اللہ کا حکم ماننے کی ترغیب دیا کرتے تھے چاہے اللہ کے حکم مشاہدہ اور تجربہ کے خلاف کیوں نہ ہوں اور کس طرح لوگوں کے دلوں میں دنیا اور اس کی فانی لذتوں کی بے رغبتی اور آخرت اور اس کی ہمیشہ رہنے والی لذتوں کا شوق پیدا کیا کرتے تھے اور گویا کہ وہ پوری امت مسلمہ کو مالدار اور غریب کو خواص اور عوام کو اس بات پر کھڑا کرتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو احکام ان کی طرف متوجہ ہیں وہ اپنی جان لگا کر اپنا مال خرچ کر کے ان احکام کو پورا کریں اور وہ امت مسلمہ کو فانی مال اور ختم ہو جانے والے سامان پر کھڑا نہیں کرتے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آہ وفغاں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کررہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا جاؤ اور سنو کہ لوگ چپکے چپکے کیا باتیں کررہے ہیں۔ پھر مجھے آ کر بتاؤ۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی تیزی سے چلے اور وہ فرمارہے تھے کہ ہائے! میری کمر ٹوٹ رہی ہے۔ انہیں اتنا زیادہ غم تھا کہ لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ یہ مسجد تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ بہرحال وہ ہمت کرکے کسی طرح مسجد پہنچ ہی گئے۔ (اخرجہ ابن خسرو کذا فی الکنز ۴/ ۴۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمالیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ سے مسجد میں تشریف لائے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں لوگوں میں بیان کررہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر! بیٹھ جاؤ (اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور کلمہ شہادت کے بعد فرمایا۔

امابعد! تم میں سے جو آدمی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہوجانا چاہئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اسے یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہیں گے ان کو موت نہیں آسکتی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ...... تا...... عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ (سورۃ آل عمران: ۱۴۴)

ترجمہ:۔ ''اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہوجائے یا آپ شہید ہی ہوجائیں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ایسا معلوم ہورہا تھا کہ گویا لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تلاوت سے پہلے اس آیت کو جانتے ہی نہیں تھے کہ یہ بھی اتری ہے۔ تمام لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کو ایک دم لے لیا اور ہر آدمی اسے پڑھنے لگا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! جوں ہی میں نے

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو میں تو دہشت کے مارے کانپنے لگ گیا اور میرے پیروں میں اٹھانے کی سکت نہ رہی اور میں زمین پر گر گیا اور جب میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تب مجھے پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے۔ (اخرجہ عبدالرزاق وابن سعد وابن ابی شیبۃ واحمد والبخاری)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کا اتنا زیادہ رنج و صدمہ ہوا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو تو (یہ وسوسہ بھی آنے لگ گیا کہ اب اسلام مٹ جائے گا) میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا۔ ایک دن میں مدینہ کی ایک حویلی میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو چکی تھی کہ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے لیکن شدت غم کی وجہ سے مجھے ان کے گزرنے کا بالکل پتہ نہ چلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا اے خلیفہ رسول اللہ! کیا میں آپ کو ایک عجیب بات نہ بتاؤں؟ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور میں نے انہیں سلام کیا لیکن انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ آگے اور حدیث بھی ہے جیسا کہ سلام کے باب میں آئے گی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے سر پر کپڑا ڈالا ہوا تھا اور بہت غمگین تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کیا بات ہے؟ بڑے غمگین نظر آ رہے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے وہ زبردست غم پیش آیا ہے جو آپ کو نہیں آیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنو یہ کیا کہہ رہے ہیں! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہارے خیال میں کوئی آدمی ایسا ہے جسے مجھ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غم ہوا ہو؟

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کا انتقال ہو چکا تھا اور ان) کا جنازہ ہمارے گھروں میں رکھا ہوا تھا۔ ہم سب ازواج مطہرات جمع تھیں اور رو رہی تھیں اور اس رات ہم بالکل نہ سوئی تھیں۔ ہم آپ کو چارپائی پر دیکھ کر خود کو تسلی دے رہی تھیں کہ اتنے میں آخر شب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر دیا گیا اور قبر پر مٹی ڈالنے کے لئے ہم

نے پھاؤڑوں کے چلنے کی آواز سنی تو ہماری بھی چیخ نکل گئی اور مسجد والوں کی بھی، اور سارا مدینہ اس چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی تو جب انہوں نے اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا یعنی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو زور زور سے رو پڑے اور اس سے ہمارا غم اور بڑھ گیا۔ تمام لوگ آپ کی قبر کی زیارت کے لئے اندر جانے کی کوشش کرنے لگے۔ اس لئے دروازہ اندر سے بند کرنا پڑا۔ ہائے وہ کتنی بڑی مصیبت تھی۔ اس کے بعد جو بھی مصیبت ہمارے اوپر آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کے جانے) کی مصیبت کو یاد کرنے سے وہ مصیبت ہلکی ہو گئی۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تاثرات

حضرت اسحاقؒ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا آج ہم وحی سے اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے آنے والے کلام سے محروم ہو گئے۔ (اخرجہ ابو اسماعیل الہروی فی دلائل التوحید)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں تو کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر کیوں رو رہی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا (میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر نہیں رو رہی ہوں) کیونکہ مجھے یقین تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عنقریب انتقال ہو جائے گا میں تو اس پر رو رہی ہوں کہ وحی کا سلسلہ اب بند ہو گیا۔ (اخرجہ احمد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر لوگ رونے لگے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! ہماری تمنا یہ تھی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مر جاتے کیونکہ اب ہمیں خطرہ ہے کہ آپ کے بعد کہیں ہم فتنوں میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ اس پر حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن اللہ کی قسم! میری تمنا تو یہ نہیں تھی کہ میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مر جاتا بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جیسے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا مانا اور ان کی تصدیق کی ایسے ہی ان کے انتقال کے بعد ان کی تصدیق کروں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور بڑھ گئی اور آپ بہت زیادہ بے چین ہو گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے ابا جان کی بے چینی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا آج کے بعد تمہارے والد پر کبھی بے چینی نہیں آئے گی۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہائے میرے ابا جان نے رب کی دعوت قبول کر لی۔ ہائے میرے ابا جان کا ٹھکانہ جنت الفردوس بن گیا۔ ہائے میرے ابا جان! ان کی موت پر ہم حضرت جبرائیل سے تعزیت کرتے ہیں۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہو گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے انس! تمہارے دل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنے کے لئے کیسے آمادہ ہو گئے۔ (اخرجہ البخاری)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے انس! تمہارے دل کیسے آمادہ ہو گئے کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹی میں دفنا کر واپس آ گئے؟ حضرت حماد کہتے ہیں جب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے تو اتنا روتے کہ پسلیاں ہلنے لگتیں۔ (عند احمد کذا فی البدایۃ ۵/۲۷۳)

حضرت محمد بن علی بن الحسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے) اپنی چادر سے اشارہ کر کے یہ شعر پڑھ رہی تھیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

آپ کے بعد پریشان کن حالات اور سخت مصیبتیں پیش آ گئی ہیں اگر آپ اس موقع پر تشریف فرما ہوتے تو یہ حالات اور مصیبتیں اتنی زیادہ نہ ہوتیں۔ (عند الطبرانی)

حضرت غنیم بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میں نے اپنے والد کو سنا کہ وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

(۱) ہوش سے سنو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کی وجہ سے میں

ہلاک ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں میرا خاص ٹھکانہ تھا۔

(۲) جہاں میں ساری رات صبح تک امن وچین سے گزارتا تھا۔ (حیاۃ الصحابہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں نالہ وفریاد کرنا

حضرت زید بن اسلمؒ کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دیکھ بھال کرنے نکلے تو انہوں نے ایک گھر میں چراغ جلتے ہوئے دیکھا وہ اس گھر کے قریب گئے تو دیکھا کہ ایک بڑھیا کاتنے کے لئے اپنا اون تیر سے دھن رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کے یہ اشعار پڑھ رہی ہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

(۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نیک لوگوں کا درود ہو (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !) آپ پر چنے ہوئے بہترین لوگ درود بھیجیں۔

(۲) آپ راتوں کو خوب عبادت کرنے والے اور صبح سحری کے وقت (اللہ کے سامنے) بہت زیادہ رونے والے تھے۔ موت کے آنے کے بہت سے راستے ہیں۔

(۳) اور کاش میں جان لیتی کہ کیا میں اور میرے حبیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی گھر میں کبھی اکٹھے ہو سکیں گے؟

یہ (محبت بھرے اشعار) سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر رونے لگے اور بڑی دیر تک روتے رہے۔ آخر کار انہوں نے اس عورت کا دروازہ کھٹکھٹایا اس بڑھیا نے کہا کون ہے؟ انہوں نے کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ اس بڑھیا نے کہا مجھے عمر رضی اللہ عنہ سے کیا واسطہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس وقت یہاں کس وجہ سے آئے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تم پر رحم فرمائے! تم دروازہ کھولو تمہارے لئے کوئی ایسی خطرے کی بات نہیں ہے۔ چنانچہ اس بڑھیا نے دروازہ کھولا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور فرمایا ابھی تم جو اشعار پڑھ رہی تھی ذرا مجھے دوبارہ سنانا۔ چنانچہ اس نے وہ اشعار دوبارہ حضرت عمر رضی

اللہ عنہ کے سامنے پڑھے۔ جب وہ آخری شعر پر پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تم نے آخری شعر میں اپنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا ہے کسی طرح تم مجھے بھی اپنے دونوں کے ساتھ شامل کرلو۔ اس نے یہ شعر پڑھا وَعُمَرُ فَاغْفِرلَهٗ يَاغَفَّارُ یعنی اے غفار! عمر رضی اللہ عنہ کی بھی مغفرت فرما اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور واپس آ گئے۔ (اخرجہ ابن المبارک وابن عساکر کذا فی منتخب الکنز ۴/۳۸۱)

حضرت عاصم بن محمدؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے تو ایک دم بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے۔ (اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۶۸)

حضرت مثنیٰ بن سعید ذارعؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ہر رات اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتا ہوں اور یہ فرما کر رونے لگ پڑے۔ (حیاۃ الصحابہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کمال اتباع

حضرت معبد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ (کے یہودیوں) کا پچیس دن تک محاصرہ فرمایا یہاں تک کہ اس محاصرے سے وہ سخت پریشان ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو ان کے سردار کعب بن اسد نے بنو قریظہ پر تین باتیں پیش کیں یا تو ایمان لے آؤ یا اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے اپنی موت کی تلاش میں قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں سے میدان جنگ میں لڑو یا ہفتہ کی رات میں مسلمانوں پر شب خون مارو بنی قریظہ نے (سردار کی تینوں باتوں سے انکار کرتے ہوئے) کہا ہم ایمان بھی نہیں لا سکتے اور (چونکہ ہفتہ کی رات میں دشمن پر حملہ کرنا ہماری شریعت میں حرام ہے اس لیے) ہم ہفتہ کی رات میں لڑائی کو حلال قرار نہیں دے سکتے اور اپنے بچوں اور عورتوں کو خود قتل کر دینے کے بعد ہماری کیا زندگی ہوگی؟ یہ یہودی (زمانہ جاہلیت میں) حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے اس لئے انہوں نے

ان کے پاس آدمی بھیج کر ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر اترنے کے بارے میں مشورہ مانگا۔ انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ذبح کیئے جانے کا فیصلہ کریں گے (اس وقت تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بتا گئے لیکن) بعد میں ان کو ندامت ہوئی جس پر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی میں گئے اپنے آپ کو مسجد (کے ستون) سے باندھ دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو چند دن نہ دیکھا تو ان کے بارے میں دریافت فرمایا (کہ وہ کہاں ہیں؟) تو ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ابھی اس کا پتہ کر کے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ صحابی حضرت ثابت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا بڑا برا حال ہے۔ کیونکہ مجھے اونچی آواز سے بولنے کی عادت ہے اور میری آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی ہو جاتی تھی (اور اب اس بارے میں قرآن کی آیات نازل ہو چکی ہیں جن کے مطابق) میرے پہلے تمام اعمال برباد ہو چکے ہیں اور میں دوزخ والوں میں سے ہو گیا ہوں۔ ان صحابی نے حاضر خدمت ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ حضرت موسی بن انس راوی کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی سے فرمایا جا کر حضرت ثابت سے کہہ دو کہ تم جہنم والوں میں سے نہیں ہو بلکہ جنت والوں میں سے ہو چنانچہ انہوں نے جا کر حضرت ثابت کو یہ زبردست بشارت سنائی۔ (اخرجہ البخاری)

حضرت محمد بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر ہے کہ میں کہیں ہلاک نہ ہو گیا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں؟ انہوں نے کہا کہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات سے روکا ہے کہ جو کام ہم نے نہیں کیئے ان پر تعریف کیئے جانے کو ہم پسند کریں اور میرا حال یہ ہے کہ میں اپنی تعریف کو بہت پسند کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکبر اور عجب سے منع فرمایا

ہے اور میرا حال یہ ہے کہ مجھے خوبصورتی بہت پسند ہے اور اللہ نے ہمیں آپ کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا کرنے سے روکا ہے اور میری آواز بہت اونچی ہے (جو آپ کی آواز سے اونچی ہو جاتی ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثابت! کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ قابل تعریف زندگی گزارو اور تمہیں شہادت کا مرتبہ ملے اور اللہ تمہیں جنت میں داخل کرے؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! حضرت محمد بن ثابت کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پورا ہوا اور حضرت ثابت نے واقعی قابل تعریف زندگی گزاری اور مسیلمہ کذاب سے جنگ میں شہادت کا مرتبہ پایا۔ (حیاۃ الصحابہ)

ذکر خیر حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے مخلص، گمنام اور بے گناہ بندوں کو پسند فرماتے ہیں۔ کہ وہ اس کے محبوب ہوتے ہیں جن کے بال پراگندہ، چہرے غبار آلود اور پیٹ کمر سے لگے ہوتے ہیں۔ ہاں حلال مال میں سے وہ ضرور کھاتے ہیں۔ یہ لوگ امراء کے ہاں باریابی چاہیں تو اجازت نہ ملے، ناز پرورده عورتوں کو خطبہ دیں تو التفات نہ کیا جائے۔ حاضر نہ ہوں تو ان کی جستجو اور تلاش نہ رہے، موجود ہوں تو کوئی خاطر میں نہ لائے۔

مجلس میں آئیں تو ان کے آنے پر کوئی خوش نہ ہو بیمار ہو جائیں تو کوئی عیادت کو نہ جائے۔ مر جائیں تو کوئی جنازہ میں شرکت نہ کرے،

صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ایسے ایک شخص کا ہمیں تعارف کرا دیجئے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ایسا آدمی اویس قرنی ہے، جو سرخی مائل سیاہ رنگ کا ہے، ان کے بال سفید سرخی مائل ہیں، دونوں شانوں کے درمیان قدرے فاصلہ ہے، میانہ قد۔ انتہائی گندم گوں۔ ان کی ٹھوڑی سینے سے ملی رہتی ہے، نظریں جھکی ہوئی سجدے کی جگہ پر ہوتی ہیں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے ہوتے ہیں، تلاوت قرآن میں مشغول ہوتے ہیں، اپنے آپ پر روتے ہیں جسم پر دو پرانے کپڑے ہوتے ہیں، پشم کا ازار پہنتے ہیں پشم ہی کی ایک چادر اوپر

ڈالے ہوتے ہیں۔ اہل زمین میں گمنام اور آسمان والوں میں جانے پہچانے ہیں۔ اگر وہ اللہ پر کوئی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم ضرور پوری فرمادیں۔ اس کے بائیں کندھے کے نیچے سفید برص کا نشان ہے۔ جب قیامت کا سماں ہوگا تو بندوں کو کہا جائے گا جنت میں چلے جاؤ۔ اور اویس کو کہا جائے گا۔ ٹھہر جاؤ۔ تم سفارش کرو! اللہ تعالیٰ قبیلہ ربیعہ ومضر کے برابر لوگوں میں ان کی سفارش قبول فرمائیں گے۔ اے عمرو علی! جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو اپنے لیے ان سے استغفار کرانا کہ تمہاری مغفرت ہو جائے گی۔

یہ حضرات دس سال تک ان کی تلاش میں رہے مگر وہ مل نہ سکے' جب آخری سال تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یمن کے حاجیوں میں اعلان کیا! کیا تم میں قبیلہ مراد کا اویس نامی کوئی شخص ہے؟ یہ سن کر ایک لمبی ڈارھی والا بوڑھا کھڑا ہوا اور بولا ہمیں اویس کا تو علم نہیں مگر میرا ایک بھتیجا تھا جس کا نام اویس ہی تھا۔ جو قابل ذکر نہیں' نہ اس کے پاس مال واسباب ہے آپ کی مجلس میں حاضری کے قابل نہیں وہ ہمارے اونٹ چرارہا ہے۔ ہمارے ہاں ان کی کوئی قدر نہیں۔ حضرت عمرؓ نے بات گول مول کر کے گویا وہ اسے نہیں چاہتے' فرمایا: تمہارا بھتیجا کہاں ہے؟ کیا سمندر کی طرف ہے؟ وہ بولے ہاں اس طرف ہے: پوچھا وہ کہاں ملے گا؟ وہ بولا: عرفات کے قریب اونٹ چراتے ہوئے ملے گا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ وعلیؓ ان کو ساتھ لے کر جلدی سے عرفات کی طرف گئے دیکھا کہ وہ ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور اونٹ ان کے آس پاس چر رہے ہیں۔ ان حضرات نے ان کے قریب آکر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ انہوں نے نماز مختصر کی اور سلام کا جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ان دونوں حضرات نے پوچھا: تم کون ہوں؟ وہ بولے۔ ایک قوم کا نوکر اور چرواہا ہوں۔ ان حضرات نے فرمایا: ہم آپ کے چرواہا ہونے یا مزدوری کے بارے میں نہیں پوچھ رہے! تمہارا نام کیا ہے؟ وہ بولے: عبداللہ: انہوں نے فرمایا: ہمیں معلوم ہے کہ: آسمانوں اور زمینوں میں رہنے والے سب کے سب اللہ کے بندے ہیں! اپنا وہ نام بتاؤ جو تمہاری ماں نے تمہارا نام رکھا ہے؟ وہ کہنے لگے: آپ دونوں حضرات مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس قرنی کے

حالات بتائے تھے۔آپ کی رنگت اور بالوں کا حلیہ تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے۔ہمیں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ تمہارے بائیں کندھے کے نیچے سفید نشان ہے وہ ہمیں دکھایئے؟ اگر آپ کے کندھے کے نیچے وہی نشان ہوا تو آپ ہی اویس قرنی ہیں! انہوں نے اپنا کندھا کھول کر دکھایا تو سفید نشان موجود تھا' اسے دیکھ کر یہ دونوں حضرات جلدی سے اسے بوسہ دینے لگے۔

اور بولے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہی اویس قرنی ہیں۔ اللہ آپ کی مغفرت فرمائے ہمارے لیے استغفار کیجئے! وہ فرمانے لگے۔ میں خصوصیت کے ساتھ تو نہ اپنی ذات کے لیے استغفار کرتا ہوں اور نہ ہی اولاد آدم میں سے کسی اور کے لیے' ہاں میرا استغفار تو روئے زمین کے تمام مومنین مومنات اور مسلمین و مسلمات کے لیے ہوتا ہے۔

آپ دونوں حضرات پر اللہ نے میرا حال ظاہر کر دیا اور میرے معاملے کی اطلاع دے دی اب آپ بتائیں کہ آپ کون ہیں؟

حضرت علی بولے: یہ امیر المومنین عمرؓ ہیں۔اور میں علی بن ابی طالب ہوں!

یہ سن کر اویس قرنی ان دونوں حضرات کے سامنے ادب سے کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے: امیر المومنین اور اے علی! آپ دونوں حضرات پر اللہ کی سلامتی' اس کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اس امت کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

وہ دونوں حضرات بولے: اللہ آپ کو بھی آپ کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے' اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ میں جب تک مکہ سے اپنے وظیفے میں سے کچھ خرچ اور اپنے زائد کپڑے نہ لے آؤں تم یہیں رہنا! یہ جگہ میرے اور تمہارے درمیان مقام وعدہ ہے۔ وہ بولے: امیر المومنین! میرے اور آپ کے درمیان کوئی عہد اور وعدہ نہیں آج کے بعد آپ سے ملاقات نہ ہو سکے گی' میں کپڑوں اور خرچے کا کیا کروں گا' آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے جسم پر ایک اون کی لنگی اور ایک اون کی چادر پڑی ہے۔ یہ میرے استعمال سے کہاں پھٹیں گی۔ اور میرے پاؤں میں دوہرے چمڑے کے جوتے ہیں یہ کہاں پرانے ہو کر پھٹیں گے؟ اور میں نے یہ اونٹ چرانے کی اجرت چار درہم لے رکھے ہیں یہ مجھ سے کہاں ختم ہوں گے؟ ہاں امیر المومنین! میرے اور آپ کے سامنے ایک خطرناک گھاٹی ہے جس کو دبلا پتلا اور

ہلکا پھلکا انسان ہی عبور کر سکتا ہے لہٰذا آپ بھی اپنے بوجھ کو ہلکا کیجئے؟ اللہ آپ پر رحم فرمائے' جب حضرت عمرؓ نے ان کی یہ بات سنی تو بے خود ہو کر اپنا کوڑا زمین پر پھینک دیا اور بلند آواز سے کہنے لگے: کاش کہ عمر کی ماں اسے نہ جنتی' کاش کہ وہ بانجھ ہوتی اور اسے حمل ہی نہ ہوتا' ہے کوئی جو اس خلافت کی ذمہ داری کو مجھ سے اس کی مسئولیت اور ثواب کے ساتھ قبول کر لے۔

اس کے بعد اویس قرنی نے کہا: امیر المومنین! آپ اس طرف جایئے میں اس طرف جاتا ہوں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ مکہ کی طرف لوٹ آئے اور اویس اونٹوں کو لے کر قوم کے پاس آ گئے۔ اور اونٹوں کی رکھوالی سے سبکدوش ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئے اور موت تک اسی میں لگے رہے۔ (الرقة والبكاء لابن قدامه)

معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کا ایک یادگار واقعہ

ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں) آسمان سے بارش نہ ہوئی تو معاویہ بن ابی سفیانؓ اور اہل دمشق استسقاء کے لیے نکلے' جب حضرت معاویہؓ منبر پر بیٹھے تو فرمایا: یزید بن اسود جرشی کہاں ہیں؟ لوگوں نے اسے آواز دے کر بلایا۔

وہ لوگوں کو پھلاندتے ہوئے آئے حضرت معاویہؓ نے انہیں ممبر پر بیٹھنے کا حکم دیا وہ حضرت معاویہؓ کے قدموں کے قریب بیٹھ گئے تو حضرت معاویہؓ نے یوں دعا فرمائی۔

اے اللہ ہم لوگ آپ کی بارگاہ میں ایسے شخص کو سفارشی بناتے ہیں جو ہم میں سب سے بہتر اور افضل ہے اور اے اللہ ہم تیرے حضور یزید بن اسود جرشی کو سفارشی بناتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا۔ اے یزید اللہ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو! انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے' ابھی زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ مغرب کی سمت میں ڈھال کے برابر بادل نمودار ہوا۔ اور ہوا نے اسے پھیلا دیا اور بارش شروع ہو گئی کہ لوگ ابھی تک اپنے گھروں تک بھی نہ پہنچنے پائے تھے۔

ضحاک بن قیس استسقاء کے لیے لوگوں کو لے کر نکلے چنانچہ نہ ہی بارش ہوئی اور نہ ہی کوئی بادل نظر آیا۔ ضحاک نے کہا: یزید بن اسود جرشی کہاں ہیں؟ وہ بولے! میں یہاں موجود

ہوں! ضحاک نے کہا: اٹھو! اللہ کے حضور ہماری سفارش کرو! چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور چادر کندھوں پر ڈالی اور بازو کھولے اس کے بعد یوں فرمایا۔ اے اللہ تیرے یہ بندے مجھے تیرے حضور سفارشی بناتے ہیں۔ اور انہوں نے مختصر سی دعا کی۔ اس پر اتنی بارش ہوئی کہ لوگ اس میں ڈوبنے لگے۔ اس کے بعد فرمایا: اے اللہ اس چیز نے مجھے مشہور کر دیا مجھے اس سے راحت عطا فرما۔ چنانچہ اگلے جمعہ تک ان کا انتقال ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے خوف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رونا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کیوں رو رہے ہیں؟ اس نے کہا اس ڈر سے رو رہے ہیں کہ کہیں آپ کا انتقال نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے منبر پر بیٹھ گئے۔ آپ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے جس کے دونوں کنارے اپنے کندھوں پر ڈال رکھے تھے اور آپ سر پر ایک میلی پٹی باندھے ہوئے تھے۔ حمد وثنا کے بعد آپ نے فرمایا:

''امابعد! اے لوگو! آئندہ لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ انصار لوگوں میں سے ایسے ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک۔ لہٰذا جو بھی انصار کے کسی کام کا ذمہ دار بنے اسے چاہئے کہ ان کے بھلا کرنے والے کی بھلائی کو قبول کرے اور ان کے برے سے درگزر کرے۔'' (اخرجہ البزار)

حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور میں رونے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر فرمایا کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے انتقال کے خوف سے اور اس وجہ سے کہ پتہ نہیں آپ کے بعد ہمیں لوگوں کی طرف سے کیسا رویہ برداشت کرنا پڑے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں میرے بعد کمزور سمجھا جائے گا۔ (حیاۃ الصحابہ)

خیرالقرون میں دنیا کی وسعت اور کثرت سے ڈرنے کے واقعات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال کے بعد شہدائے احد پر اس طرح نماز جنازہ پڑھی گویا کہ آپ زندہ اور مردہ لوگوں کو رخصت فرما رہے ہیں (یعنی آپ کو اندازہ تھا کہ دنیا سے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے اس لئے زندہ لوگوں کو خاص خاص باتوں کی وصیت اور تاکید فرما رہے تھے اور مردہ لوگوں کے لئے بڑے اہتمام سے دعا و استغفار فرما رہے تھے کہ پھر اس کا موقع تو رہے گا نہیں) پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں تم لوگوں سے پہلے آگے جا رہا ہوں اور میں تمہارے حق میں گواہ بنوں گا اور تم سے وعدہ ہے کہ حوض کوثر پر تم سے ملاقات ہوگی اور میں اپنی اس جگہ سے اس وقت حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے درمیان کے تمام پردے ہٹا دیئے ہیں) مجھے تمہارے بارے میں اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ تم شرک کرنے لگو بلکہ اس بات کا ڈر ہے کہ تم لوگ دنیا کے حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگو۔ حضرت عقبہ کہتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا میرے لئے آخری موقع تھا۔ (اخرجہ البخاری ۵۷۸)

حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین جزیہ لانے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ وہ بحرین

سے بہت سا مال (ایک لاکھ اسی ہزار یا دو لاکھ درہم) لے کر آئے۔ حضرات انصار نے جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے واپس آنے کی خبر سنی تو انہوں نے فجر کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ سب حضرات آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے کچھ لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! (اپنی اس بات کو چھپایا نہیں) آپ نے فرمایا تمہیں خوشخبری دیتا ہوں اور خوشی حاصل ہونے کی امید رکھو (یعنی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جو مال لائے ہیں اس میں سے تمہیں ضرور کچھ ملے گا) اللہ کی قسم! مجھے تم پر فقر کا ڈر نہیں ہے بلکہ اس بات کا ڈر ہے کہ تم پر دنیا اس طرح پھیلا دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر پھیلا دی گئی تھی اور تم بھی اس کے حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگو گے جیسے پہلوں نے کی تھی پھر یہ دنیا تمہیں اسی طرح ہلاک کر دیگی جیسے اس نے ان کو ہلاک کیا تھا۔ (اخرجہ الشیخان کذا فی الترغیب ۵/۱۴۱)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں کھڑے ہو کر فرمایا تم فقر و فاقہ سے ڈرتے ہو یا تمہیں دنیا کا فکر و غم لگا ہوا ہے؟ اللہ تعالیٰ فارس اور روم پر تمہیں فتح دے دیں گے اور تم پر دنیا کی بہت زیادہ فراوانی ہوگی اور اس دنیا کی وجہ سے ہی تم لوگ صحیح راستے سے ہٹ جاؤ گے۔ (اخرجہ الطبرانی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے واقعات

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوفؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے خزانے آئے تو ان سے حضرت عبداللہ بن ارقم زہری رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اسے بیت المال میں کیوں نہیں رکھ دیتے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ ہم اسے بیت المال میں نہیں رکھیں گے بلکہ تقسیم کریں گے۔ یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے تو ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! یہ تو اللہ کا شکر

ادا کرنے اور خوشی و مسرت کا دن ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو بھی یہ مال دیا ہے اس مال نے ان کے درمیان بغض وعداوت ضرور پیدا کی ہے۔

حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ کسریٰ کا تاج حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا اور ان کے سامنے رکھا گیا (تاج کے ساتھ کسریٰ کی زیب وزینت کا سامان بھی تھا) اس وقت وہاں لوگوں میں حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ بن ہرمز کے دونوں کنگن ان کے سامنے رکھ دیئے۔ حضرت سراقہ نے دونوں کنگن اپنے ہاتھوں میں ڈالے تو ان کے کندھوں تک پہنچ گئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کنگن ان کے ہاتھوں میں دیکھے تو فرمایا الحمد للہ! اللہ کی قدرت دیکھو کہ کسریٰ بن ہرمز کے دو کنگن اس وقت بنو مدلج کے ایک دیہاتی سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کے دو ہاتھوں میں ہیں۔ پھر فرمایا اے اللہ! مجھے معلوم ہے کہ تیرے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ انہیں کہیں سے مال ملے اور وہ اسے تیرے راستے میں اور تیرے بندوں پر خرچ کریں لیکن تو نے ان پر شفقت کرتے ہوئے اور ان کے لئے زیادہ بہتر صورت اختیار کرتے ہوئے ان سے مال کو دور رکھا۔ اور اے اللہ! مجھے معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ چاہتے تھے کہ انہیں کہیں سے مال ملے اور وہ اسے تیرے راستے میں اور تیرے بندوں پر خرچ کر دیں لیکن تو نے ان پر شفقت کرتے ہوئے اور ان کے لئے زیادہ بہتر صورت اختیار کرتے ہوئے ان سے مال کو دور رکھا۔ (اور اب میرے زمانے میں یہ مال بہت زیادہ آ رہا ہے) اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ یہ مال کا زیادہ آنا کہیں تیری طرف سے عمر کے خلاف داؤ نہ ہو۔ (یعنی کہیں اس سے عمر رضی اللہ عنہ کے دین اور آخرت کا نقصان نہ ہو) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ ... تا ... بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (سورۃ مؤمنون: ۵۵،۵۶)

ترجمہ: ”کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال واولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا میں ان کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے سامنے چمڑے کے دستر خوان پر سونا بکھرا پڑا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آؤ اور یہ سونا اپنی قوم میں تقسیم کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سونا اور مال اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے دور رکھا اور مجھے دے رہے ہیں اب اللہ ہی زیادہ جانتے ہیں کہ مجھے یہ مال خیر کی وجہ سے دیا جا رہا ہے یا شر کی وجہ سے۔ پھر فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ مال اس وجہ سے دور نہیں رکھا کہ ان دونوں کے ساتھ شر کا ارادہ تھا اور مجھے اس وجہ سے نہیں دے رہے ہیں کہ میرے ساتھ خیر کا ارادہ ہے (بلکہ معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بلانے کے لئے میرے پاس ایک آدمی بھیجا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو میں نے اندر سے ان کے زور سے رونے کی آواز سنی۔ میں نے گھبرا کر کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ اللہ کی قسم! امیر المؤمنین کو کوئی زبردست حادثہ پیش آیا ہے، (جس کی وجہ سے اتنے زور سے رو رہے ہیں) میں نے اندر جا کر ان کا کندھا پکڑ کر کہا اے امیر المؤمنین! پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ پریشان ہونے کی بہت بڑی بات ہے اور میرا ہاتھ پکڑ کر دروازے کے اندر لے گئے میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ اوپر نیچے بہت سے تھیلے رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اب خطاب کی اولاد کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں رہی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو میرے دونوں ساتھیوں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی یہ مال دیتے اور وہ دونوں اسے خرچ کرنے میں جو طریقہ اختیار کرتے میں بھی اسے اختیار کرتا۔ میں نے کہا آئیں بیٹھ کر سوچتے ہیں کہ اسے کیسے خرچ کرنا ہے۔ چنانچہ ہم لوگوں نے امہات المؤمنین (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات) کے لئے چار چار ہزار اور مہاجرین کے لئے چار چار ہزار اور باقی لوگوں کے لئے دو دو ہزار درہم تجویز کئے اور یوں وہ سارا مال تقسیم کر دیا۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت نوفل بن ایاس ہذلیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہمارے ہم مجلس تھے اور بڑے اچھے ہم مجلس تھے۔ ایک دن ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ ہم ان کے گھر میں داخل ہو گئے پھر وہ اندر گئے اور غسل کر کے باہر آئے اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ پھر اندر سے ایک پیالہ آیا جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ جب وہ پیالہ سامنے رکھا گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ ہم لوگوں نے ان سے کہا اے ابو محمد! (یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ آپ نے اور آپ کے گھر والوں نے کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ اس لئے میرے خیال میں یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ نے ہمیں جو دنیا میں زندہ رکھا ہے اور دنیا کی وسعت ہمیں عطا فرمائی ہے۔ ہماری یہ حالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت سے بہتر ہو اور ہمارے لئے اس میں خیر زیادہ ہو۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے واقعات

حضرت یحیٰی بن جعدہؒ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے آئے۔ انہوں نے کہا اے ابو عبداللہ! آپ کو خوشخبری ہو آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوض کوثر پر جائیں گے تو انہوں نے گھر کے اوپر اور نیچے والے حصہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس گھر کے ہوتے ہوئے میں کیسے (حوض کوثر پر جاسکتا ہوں؟) حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تمہیں اتنی دنیا کافی ہے جتنا ایک سوار کے پاس سواری پر توشہ ہوتا ہے (اور میرے پاس توشہ سے کہیں زیادہ ہے)

حضرت حارثہ بن مفربؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے (اس زمانے کے دستور کے مطابق علاج کے لئے) اپنے پیٹ پر گرم لوہے سے سات داغ لگوا رکھے تھے۔ انہوں نے کہا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد

نہ ہوتا کہ تم میں سے کوئی بھی ہرگز موت کی تمنا نہ کرے تو میں ضرورت موت کی تمنا کرتا۔ ایک ساتھی نے عرض کیا (آپ ایسا کیوں فرما رہے ہیں؟) آپ ذرا خیال فرمائیں دنیا میں آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل رہی اور ان شاء اللہ (مرنے کے بعد) آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ انہوں نے کہا اب جو میرے پاس اتنی دنیا جمع ہوگئی ہے اس کی وجہ سے مجھے ڈر ہے کہ شاید میں ان کی خدمت میں نہ پہنچ سکوں۔ دیکھو یہ گھر میں چالیس ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ میں ایک درہم کا بھی مالک نہیں تھا اور آج میرے گھر کے ایک کونے میں چالیس ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں۔ پھر ان کے لئے جب کفن لایا گیا تو اسے دیکھ کر رو پڑے اور فرمایا (مجھے تو ایسا اچھا اور مکمل کفن مل رہا ہے) اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کفن کی تو صرف ایک دھاری دار چادر تھی اور وہ بھی اتنی چھوٹی کہ اسے سر پر ڈالا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا آخر سر ڈھک کر پیروں پر اذخر گھاس ڈال دی گئی۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ ہمیں ضرور عطا فرمائیں گے۔ اب ہمارے کچھ ساتھی تو اس دنیا سے چلے گئے اور انہوں نے اپنے اعمال اور اپنی محنت کا بدلہ دنیا میں کچھ نہیں لیا۔ ان میں سے ایک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں جو جنگ احد کے دن شہید ہوئے وہ صرف ایک دھاری دار چادر ہی چھوڑ کر گئے تھے اور وہ اتنی چھوٹی تھی کہ جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تو ان کے پاؤں کھل جاتے اور جب اس سے ان کے پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا۔ آخر ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس چادر سے ان کا سر ڈھانک دو اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو اور ہمارے بعض ساتھیوں کے پھل پک چکے ہیں جنہیں وہ چن رہے ہیں یعنی اب ان کو دنیا کی مال و دولت خوب مل گئی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے واقعات

قبیلہ بنو قیس کے ایک صاحب کہتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا۔ ایک دفعہ انہوں نے کسریٰ کے ان خزانوں کا تذکرہ کیا جو اللہ نے مسلمانوں کو فتوحات میں دیئے تھے اور فرمایا جس اللہ نے تمہیں یہ خزانے دیئے اور تمہیں یہ فتوحات عطا فرمائیں اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ سارے خزانے روک رکھے تھے (حالانکہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خیرات و برکات عطا فرمائی تھیں) اور صحابہ رضی اللہ عنہم اس حال میں صبح کرتے کہ ان کے پاس نہ درہم و دینار ہوتا اور نہ ایک مد (۱۴ چھٹانک) غلہ، اے قبیلہ بنو عبس والے! پھر اس کے بعد اب یہ صورت حال ہے۔ پھر ہمارا چند کھلیانوں پر گزر ہوا جہاں اڑا کر دانوں سے بھوسہ الگ کیا جا رہا تھا اسے دیکھ کر فرمایا جس اللہ نے تمہیں یہ سب کچھ دیا ہے اور تمہیں یہ فتوحات عطا فرمائی ہیں اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ تمام خزانے روک رکھے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اس حال میں صبح کرتے کہ نہ ان کے پاس دینار و درہم ہوتا اور نہ ایک مد غلہ۔ اے عبسی بھائی! پھر اس کے بعد اب (فراوانی کی) یہ صورت حال ہے۔

حضرت ابو سفیانؒ اپنے اساتذہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کرنے گئے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رونے لگ پڑے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ تو (انتقال کے بعد) اپنے ساتھیوں سے جا ملیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوض کوثر پر جائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حال میں انتقال ہوا کہ وہ آپ سے راضی تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہ تو موت سے گھبرا کر رو رہا ہوں اور نہ دنیا کے لالچ کی وجہ سے بلکہ اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ وصیت فرمائی تھی کہ گزارے کے لئے تمہارے پاس اتنی دنیا ہونی چاہئے جتنا کہ سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے اور (میں اس وصیت کے مطابق عمل نہیں کر سکا کیونکہ) میرے اردگرد یہ بہت سے کالے

سانپ ہیں یعنی دنیا کا بہت سا سامان ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ سامان کیا تھا؟ بس ایک لوٹا اور کپڑے دھونے کا برتن اور اسی طرح کی چند اور چیزیں تھیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ ہمیں کوئی وصیت فرما دیں جس پر ہم آپ کے بعد بھی عمل کریں۔ انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب آپ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرنے لگیں اور کوئی فیصلہ کرنے لگیں اور جب آپ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز تقسیم کرنے لگیں تو اس وقت اپنے رب کو یاد کرلیا کریں یعنی کوئی بھی کام کرنے لگیں تو اللہ کا ذکر ضرور کریں۔ (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۱/۱۹۵)

حضرت عامر بن عبداللہؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت سلمان الخیر رضی اللہ عنہ (مدینہ میں شروع زمانے میں اسلام لانے کی وجہ سے یہ الخیر کہلاتے تھے) کی موت کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے ان پر کچھ گھبراہٹ محسوس کی تو انہوں نے کہا اے ابوعبداللہ! (یہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ کیوں گھبرا رہے ہیں؟ آپ کو اسلام لانے میں دوسروں پر سبقت حاصل ہے اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اچھی اچھی لڑائیوں میں اور بڑی بڑی جنگوں میں شریک ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا میں اس وجہ سے گھبرا رہا ہوں کہ ہمارے حبیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے جاتے وقت ہمیں یہ وصیت کی تھی کہ تم میں سے ہر آدمی کو سوار کے توشہ جتنا سامان کافی ہونا چاہئے (میں اس وصیت کی پابندی نہیں کرسکا) اس وجہ سے گھبرا رہا ہوں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد جب ان کا مال جمع کیا گیا تو اس کی قیمت پندرہ درہم تھی۔ ابن عساکر میں یہ ہے کہ پندرہ دینار تھی۔ ابونعیم نے حضرت علی بن بذیمہ سے یوں روایت کی ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ترکہ کا سامان بیچا گیا تو وہ چودہ درہم میں بکا۔ (حیاۃ الصحابہ)

ابو ہاشم بن عتبہ قرشی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کرنے آئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں تو ان سے پوچھا اے ماموں جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا کسی درد نے آپ کو بے چین کر رکھا ہے؟ یا دنیا کے لالچ میں رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ بات بالکل نہیں ہے بلکہ میں

اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک وصیت فرمائی تھی۔ ہم اس پر عمل نہیں کر سکے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا وصیت تھی؟ حضرت ابو ہاشم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی نے مال جمع کرنا ہی ہے تو ایک خادم اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک سواری کافی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے آج (اس سے زیادہ) مال جمع کر رکھا ہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت سمرہ بن سہم کی قوم کے ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا تو ان کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آئے۔ ابن حبان کی روایت میں ہے کہ حضرت سمرہ بن سہم کہتے ہیں میں حضرت ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا تو وہ طاعون کی بیماری میں مبتلا تھے۔ پھر ان کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آئے اور رزین کی روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت ابو ہاشم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو ان کے ترکہ کا حساب کیا گیا تو اس کی قیمت تیس درہم بنی تھی اور اس میں وہ پیالہ بھی شمار کیا گیا جس میں وہ آٹا گوندھا کرتے تھے اور اسی میں وہ کھاتے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عامر کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو حسنہ سلم بن اکیس ؒ کہتے ہیں کہ ایک صاحب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں تو انہوں نے کہا اے ابوعبیدہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتوحات اور مال غنیمت کا تذکرہ کیا جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عطا فرمائیں گے۔ اس میں ملک شام فتح ہونے کا بھی ذکر فرمایا اور فرمایا اے ابوعبیدہ! اگر تم (ان فتوحات تک) زندہ رہے تو تمہیں تین خادم کافی ہیں۔ ایک تمہاری روزمرہ خدمت کے لئے اور دوسرا تمہارے ساتھ سفر کرنے کے لئے اور تیسرا تمہارے گھر والوں کی خدمت کے لئے جو ان کے کام کرتا رہے اور تین سواریاں تمہیں کافی ہیں۔ ایک سواری تمہارے گھر کے لئے۔

دوسری سواری تمہارے ادھر ادھر آنے جانے کے لئے۔ تیسری سواری تمہارے غلام کے لئے (اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تین خادم اور تین سواریاں رکھنے کو فرمایا تھا) اور میں اپنے گھر کو دیکھتا ہوں تو وہ غلاموں سے بھرا ہوا ہے اور اپنے اصطبل کو دیکھتا ہوں تو وہ گھوڑوں اور جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ اب میں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کس منہ سے ملاقات کروں گا جبکہ آپ نے ہمیں یہ تاکید فرمائی تھی کہ تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو (قیامت کے دن) مجھے اسی حال میں ملے جس حال میں مجھ سے جدا ہوا تھا۔ (حیاۃ الصحابہ)

کعب رضی اللہ عنہ کی تبوک میں غیر حاضری پر کمال آہ وزاری

تبوک کی لڑائی میں معذورین کے علاوہ اسی (۸۰) سے زیادہ تو منافق انصار میں سے تھے اور اتنے ہی تقریباً بدوی لوگوں میں سے...ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت باہر کے لوگوں میں سے ایسی تھی جو شریک نہیں ہوئے اور اتنا ہی نہیں بلکہ یہ لوگ دوسروں کو بھی لَا تَنفِرُوْا فِي الْحَرِّ کہہ کر روکتے تھے گرمی میں نہ نکلو حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ جہنم کی آگ کی گرمی بہت سخت ہے اُنکے علاوہ تین سچے پکے مسلمان بھی ایسے تھے جو بغیر کسی خاص عذر کے اس لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے...ایک کعب بن مالک رضی اللہ عنہ...دوسرے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ...تیسرے مرارۃ بن ربیع رضی اللہ عنہ...

یہ تینوں حضرات کسی نفاق یا عذر سے نہیں ٹھہرے...بلکہ خوش حالی ہی رہ جانے کا سبب بن گئی کعب رضی اللہ عنہ اپنی کہانی جو اس موقع پر پیش آئی تفصیل سے سناتے ہیں جو آئندہ آ رہی ہے...

حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ کا باغ خوب پھل رہا تھا ان کو خیال ہوا کہ اگر میں چلا گیا تو یہ سب ضائع ہو جائے گا ہمیشہ میں لڑائیوں میں شریک ہوتا ہی رہا ہوں اگر اس مرتبہ رہ گیا تو کیا مضائقہ ہے اس لئے ٹھہر گئے مگر جب تنبیہ ہوئی تو چونکہ باغ ہی اس کا سبب ہوا تھا اسلئے سب کو اللہ کے راستہ میں صدقہ کر دیا... ہلال رضی اللہ عنہ کے اہل واعزاہ جو کہیں گئے

ہوئے تھے اتفاق سے اس موقع پر سب جمع ہو گئے انکو بھی یہی خیال ہوا کہ ہمیشہ شرکت کرتا ہی رہتا ہوں اگر اس موقع پر نہ جاؤں تو کیا حرج ہے اس لئے ٹھہر گئے مگر تنبیہ ہونے پر سب سے تعلقات ختم کر لینے کا ارادہ کیا کہ یہ تعلقات ہی اس لڑائی میں شرکت نہ کر سکنے کا سبب ہوئے...

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا قصہ احادیث میں کثرت سے آتا ہے وہ اپنی کارگزاری بڑی تفصیل سے سنایا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں اتنا قوت والا و مال دار نہیں تھا جتنا کہ تبوک کے وقت تھا اس وقت میرے پاس خود اپنی ذاتی دو اونٹنیاں تھیں... اس سے پہلے کبھی بھی دو اونٹنیاں میرے پاس ہونے کی نوبت نہیں آئی... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جس طرف لڑائی کا ارادہ ہوتا تھا اس کا اظہار نہیں ہوتا تھا بلکہ دوسری جانبوں کے احوال دریافت فرماتے تھے مگر اس لڑائی میں چونکہ گرمی بھی شدید تھی اور سفر بھی دور کا تھا... ان کے علاوہ دشمنوں کی بھی بہت بڑی جماعت تھی اس لئے صاف اعلان فرما دیا تھا تا کہ لوگ تیاری کر لیں... چنانچہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گئی کہ رجسٹر میں ان کا نام بھی لکھنا دشوار تھا اور مجمع کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص اگر چھپنا چاہتا کہ میں نہ جاؤں نہ پتہ چلے تو دشوار نہ تھا... اس کے ساتھ ہی پھل بالکل پک رہے تھے... میں بھی سامانِ سفر کی تیاری کا صبح ہی سے ارادہ کرتا مگر شام ہو جاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی... لیکن میں اپنے دل میں خیال کرتا رہا کہ مجھے وسعت حاصل ہے جب ارادہ پختہ کروں گا فوراً ہو جائے گا حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روانہ بھی ہو گئے... اور مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ مگر میرا سامانِ سفر تیار نہ ہوا... پھر بھی یہی خیال رہا کہ ایک دو روز میں تیاری کر کے جا ملوں گا... اسی طرح آج کل پر معاملہ ملتوی ہوتا رہا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں پہنچنے کا زمانہ تقریباً آ گیا... اس وقت میں نے کوشش بھی کی مگر سامان نہ ہو سکا... اب میں جب مدینہ طیبہ میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جن کے اوپر نفاق کا بدنما داغ لگا ہوا تھا یا وہ معذور تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تبوک میں پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب رضی اللہ عنہ نظر نہیں

پڑتے...کیا بات ہوئی...ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو اپنے مال و جمال کی اکڑ نے روکا...حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غلط کہا ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلا آدمی ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ نہیں بولے..حتیٰ کہ چند روز میں میں نے واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج وغم سوار ہوا اور بڑا فکر رہا...

دل میں جھوٹے جھوٹے عذر آتے تھے کہ اس وقت کسی فرضی عذر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ سے جان بچالوں پھر کسی وقت معافی کی درخواست کرلوں گا اور اس بارے میں اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مشورہ کرتا رہا...مگر جب مجھے معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے ہی آئے تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ کے کوئی چیز نجات نہ دے گی...اور میں نے سچ سچ عرض کرنے کی ٹھان لی...حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اول مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں چنانچہ حسب معمول حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما رہے...اور منافق لوگ آ کر جھوٹے جھوٹے عذر کرتے اور قسمیں کھاتے رہے...حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ظاہر حال کو قبول فرماتے رہے اور باطن کو اللہ کے سپرد فرماتے رہے اتنے میں میں حاضر ہوا اور سلام کیا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا اور منہ موڑ لیا...میں نے عرض کیا...یا نبی اللہ! آپ نے منہ موڑ لیا...میں خدا کی قسم نہ تو منافق ہوں نہ مجھے ایمان میں کچھ تردد ہے...ارشاد فرمایا کہ یہاں آ...میں قریب ہو کر بیٹھ گیا...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے روکا...کیا تو نے اونٹنیاں نہیں خرید رکھی تھیں...میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں کسی دنیا دار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اسکے غصہ سے معقول عذر کے ساتھ خلاصی پالیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے...لیکن آپ کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ اگر آج جھوٹ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرلوں تو قریب ہے کہ اللہ جل جلالہ مجھ سے ناراض ہوں گے اور اگر آپ سے صاف صاف عرض کردوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آئے گا لیکن

قریب ہے کہ اللہ کی پاک ذات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عتاب کو زائل فرمادے گی... اس لئے سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ مجھے کوئی عذر نہیں تھا اور جیسا فارغ اور وسعت والا میں اس زمانہ میں تھا کسی زمانہ میں بھی اس سے پہلے نہیں ہوا...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس نے سچ کہا... پھر فرمایا کہ اچھا اٹھ جاؤ تمہارا فیصلہ حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے...

میں وہاں سے اُٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھے برا بھلا کہا کہ تو نے اس سے پہلے کوئی گناہ نہیں کیا تھا... اگر تو کوئی عذر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار کی درخواست کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغفار تیرے لئے کافی تھا میں نے اُن سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کیساتھ یہ معاملہ ہوا ہو... لوگوں نے بتلایا کہ دو شخصوں کے ساتھ اور بھی یہی معاملہ ہوا کہ اُنہوں نے بھی یہی گفتگو کی جو تو نے کی اور یہی جواب ان کو ملا جو تجھ کو ملا ایک ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ... دوسرے مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ... میں نے دیکھا کہ دو صالح شخص جو دونوں بدری ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تینوں سے بولنے کو بھی منع فرمادیا کہ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرے... یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غصہ اُسی پر آتا ہے جس سے تعلق پیدا ہوتا ہے اور تنبیہ اُسی کو کی جاتی ہے جس میں اُس کی اہلیت بھی ہو... جس میں اصلاح وصلاح کی قابلیت ہی نہ ہو اُس کو تنبیہ ہی کون کرتا ہے...

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم سے اجتناب کرنے لگے... اور گویا دنیا ہی بدل گئی... حتیٰ کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے مجھے تنگ معلوم ہونے لگی... سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے... در ودیوار اوپرے بن گئے... مجھے سب سے زیادہ اس کا فکر تھا کہ میں اس حال میں مر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کی نماز بھی نہ پڑھیں گے اور خدانخواستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایسا ہی رہوں گا نہ مجھ سے کوئی کلام کرے گا... نہ میری نماز پڑھے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف کون کرسکتا ہے غرض ہم لوگوں نے پچاس دن اسی حال میں گذارے... میرے دونوں ساتھی تو شروع ہی سے

گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے... میں سب میں قوی تھا... چلتا پھرتا بازار میں جاتا... نماز میں شریک ہوتا... مگر مجھ سے بات کوئی نہ کرتا... حضور کی مجلس میں حاضر ہو کر سلام کرتا اور بہت غور سے خیال کرتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک جواب کے لئے ہلے یا نہیں...

نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پوری کرتا اور آنکھ چرا کر دیکھتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے بھی ہیں یا نہیں... جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو حضور مجھے دیکھتے اور جب میں اُدھر متوجہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منہ پھیر لیتے اور میری جانب سے اعراض فرما لیتے...

غرض یہی حالات گذرتے رہے اور مسلمانوں کا بات چیت کرنا مجھ پر بہت ہی بھاری ہو گیا تو میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی دیوار پر چڑھا... وہ میرے رشتہ کے چچازاد بھائی بھی تھے اور مجھ سے تعلقات بھی بہت ہی زیادہ تھے... میں نے اُوپر چڑھ کر سلام کیا... اُنہوں نے سلام کا جواب نہ دیا... میں نے اُن کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے... انہوں نے اس کا بھی جواب نہ دیا... میں نے دوبارہ قسم دی اور دریافت کیا وہ پھر بھی چپ ہی رہے... میں نے تیسری مرتبہ پھر قسم دے کر پوچھا انہوں نے کہا... اللہ جانے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم... یہ کلمہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور وہاں سے لوٹ آیا...

اسی دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ ایک قبطی کو جو نصرانی تھا اور شام سے مدینہ منورہ اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا پتہ بتا دو... لوگوں نے اسکو میری طرف اشارہ کر کے بتایا وہ میرے پاس آیا اور غسان کے کافر بادشاہ کا خط مجھے لا کر دیا... اس میں لکھا ہوا تھا... ہمیں معلوم ہوا کہ تمہارے آقا نے تم پر ظلم کر رکھا ہے تمہیں اللہ ذلت کی جگہ نہ رکھے اور نہ ضائع کرے تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے (دنیا کا قاعدہ ہوتا ہے کہ کسی بڑے کی طرف سے اگر چھوٹوں کو تنبیہ ہوتی ہے تو ان کو بہکانے والے اور زیادہ کھونے کی کوشش کیا کرتے ہیں اور خیر خواہ بن کر اس قسم کے الفاظ سے اشتعال دلایا ہی کرتے ہیں) کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

نے یہ خط پڑھ کر انا للہ پڑھی کہ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے اور مجھے اسلام سے ہٹانے کی تدبیریں ہونے لگیں... یہ ایک اور مصیبت آئی اور اس خط کو لیجا کر میں نے ایک تنور میں جھونک دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی ناراضگی کی وجہ سے میری یہ حالت ہوگئی کہ کافر مجھ میں طمع کرنے لگے...

اسی حالت میں چالیس روز ہم پر گذرے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد لیکر آیا کہ اپنی بیوی کو بھی چھوڑ دو میں نے دریافت کیا کہ کیا منشا ہے اس کو طلاق دیدوں کہا نہیں بلکہ علیحدگی اختیار کرلو اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی ان ہی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا... میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکے چلی جا... جب تک اللہ تعالیٰ شانہٗ اس امر کا فیصلہ فرمائیں وہیں رہنا... ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہلال رضی اللہ عنہ بالکل بوڑھے شخص ہیں کوئی خبر گیری کرنے والا نہ ہوگا تو ہلاک ہو جائیں گے... اگر آپ اجازت دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرانی نہ ہو تو میں کچھ کام کاج ان کا کر دیا کروں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مضائقہ نہیں لیکن صحبت نہ کریں... انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس چیز کی طرف تو ان کو میلان بھی نہیں جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا آج تک اُن کا وقت روتے ہی گذر رہا ہے... کعب رضی اللہ عنہ (ممکن ہے بیوی نے کہا ہو کہ بیویوں سے علیحدگی کا حکم اب تک نہیں ہوا تھا یا کسی بچے یا منافق نے کہا ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تو بولتے ہی نہ تھے) کہتے ہیں... مجھ سے بھی کہا گیا کہ ہلالؓ کی طرح تو بھی اگر بیوی کی خدمت کی اجازت لے لے.. تو شاید مل جائے... میں نے کہا وہ بوڑھے ہیں... میں جوان ہوں... نہ معلوم مجھے کیا جواب ملے اس لئے میں جرأت نہیں کرتا...

غرض اس حال میں دس روز اور گذرے کہ ہم سے بات چیت میل جول چھوڑے ہوئے پورے پچاس دن ہوگئے... پچاسویں دن کی صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت غمگین بیٹھا ہوا تھا... زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی اور زندگی دوبھر ہو رہی تھی کہ سلع پہاڑ کی چوٹی پر سے ایک زور سے چلانے والے نے آواز دی کہ کعب رضی اللہ عنہ خوشخبری ہو تم کو... میں اتنا

ہی سُن کر سجدے میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھا کہ تنگی دور ہو گئی...

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان فرمایا...
جس پر ایک شخص نے تو پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی کہ وہ سب سے پہلے پہنچ گئی...اس کے بعد ایک صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگے ہوئے آئے میں جو کپڑے پہن رہا تھا وہ نکال کر بشارت دینے والے کی نذر کر دیئے...خدا کی قسم ان دو کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا (اگرچہ کپڑے کے سوا اور مال موجود تھا۔ مگر اس وقت کی عام زندگی یہی تھی کہ فضول چیزیں زیادہ نہ ہوتی تھیں اس لئے کپڑے دو ہی تھے ۱۲) اس وقت میرے پاس نہ تھا...اس کے بعد میں نے دو کپڑے مانگے ہوئے پہنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا...اسی طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوشخبری لے کر لوگ گئے...میں جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو وہ لوگ خدمت اقدس میں حاضر تھے مجھے مبارکباد دینے کے لئے دوڑے اور سب سے پہلے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر مبارکباد دی اور مصافحہ کیا جو ہمیشہ ہی یادگار رہیگا...میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر سلام کیا تو چہرۂ انور کھل رہا تھا اور انوار خوشی کے چہرے سے ظاہر ہو رہے تھے...

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی کے وقت میں چاند کی طرح سے چمکنے لگتا تھا...میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری جائیداد جو ہے وہ سب اللہ کے راستے میں صدقہ ہے (کہ یہ ثروت ہی اس مصیبت کا سبب بنی تھی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں تنگی ہوگی...کچھ حصہ اپنے پاس بھی رہنے دو...میں نے عرض کیا کہ بہتر ہے خیبر کا حصہ رہنے دیا جائے...مجھے سچ ہی نے نجات دی...اس لئے میں نے عہد کر لیا کہ ہمیشہ ہی سچ بولوں گا (درمنثور...فتح الباری)

فائدہ: یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اطاعت اور دین داری کا اور اللہ کے خوف کا نمونہ کہ ہمیشہ جنگ میں یہ حضرات شریک رہے...ایک مرتبہ کی غیر حاضری پر کیا کیا عتاب ہوا...اور اس کو کس فرمانبرداری سے برداشت کیا کہ پچاس دن رو کر گذار دیئے اور مال جس کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا تھا وہ بھی صدقہ کر دیا اور کافروں نے طمع دلائی تو

بجائے مشتعل ہونے کے اور زیادہ پشیمان ہوئے اور اس کو بھی اللہ کا عتاب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعراض کی وجہ سے سمجھا کہ میرے دین کا ضعف اس درجہ تک پہنچ گیا کہ کافروں کو اس کی طمع ہونے لگی کہ وہ مجھے بے دین بنا دیں... ہم لوگ بھی مسلمان ہیں اللہ اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی سامنے ہیں... بڑے سے بڑا حکم نماز ہی کا لے لو کہ ایمان کے بعد اس کے برابر کوئی چیز بھی نہیں... کتنے ہیں جو اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں وہ بھی کیسی کرتے ہیں... اس کے بعد زکوٰۃ اور حج کا تو پوچھنا ہی کیا کہ اس میں تو مال بھی خرچ ہوتا ہے... (فضائل اعمال)

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو نفاق کا ڈر

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تھے... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا جس سے قلوب نرم ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اپنی حقیقت ہمیں ظاہر ہو گئی...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اُٹھ کر میں گھر آیا... بیوی بچے پاس آ گئے اور کچھ دنیا کا تذکرہ شروع ہو گیا... اور بچوں کے ساتھ ہنسنا بولنا... بیوی کے ساتھ مذاق شروع ہو گیا اور وہ حالت جاتی رہی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تھی... دفعتہً خیال آیا کہ میں پہلے کس حال میں تھا اب کیا ہو گیا... میں نے اپنے دل میں کہا کہ تو تو منافق ہو گیا دفعتہً کہ ظاہر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو وہ حال تھا اور اب گھر میں آ کر یہ حالت ہو گئی...

میں اس پر افسوس اور رنج کرتا ہوا اور یہ کہتا ہوا گھر سے نکلا کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ تو منافق ہو گیا... سامنے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے تھے... میں نے اُن سے عرض کیا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا... وہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ سبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو ہرگز نہیں... میں نے صورت بیان کی کہ ہم لوگ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم لوگ ایسے ہو جاتے ہیں گویا وہ دونوں ہمارے سامنے ہیں اور جب حضور کے پاس سے آ جاتے ہیں تو

بیوی بچوں اور جائیداد وغیرہ کے دھندوں میں پھنس کر اس کو بھول جاتے ہیں... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات تو ہم کو بھی پیش آتی ہے اس لئے دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جا کر حنظلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو منافق ہو گیا...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... کیا بات ہوئی... حنظلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ آپکی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت و دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تب تو ہم ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ ہمارے سامنے ہیں لیکن جب خدمت اقدس سے چلے جاتے ہیں تو جا کر بیوی بچوں اور گھر بار کے دھندوں میں لگ کر بھول جاتے ہیں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہارا ہر وقت وہی حال رہے جیسا میرے سامنے ہوتا ہے تو فرشتے تم سے بستروں پر اور راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں... لیکن حنظلہ! بات یہ ہے کہ گاہے گاہے (احیاء... مسلم)

فائدہ: یعنی آدمی کے ساتھ انسانی ضرورتیں بھی لگی ہوئی ہیں جن کو پورا کرنا بھی ضروری ہے... کھانا پینا... بیوی بچے اور ان کی خیر خبر لینا یہ بھی ضروری چیزیں ہیں... اس لئے اس قسم کے حالات کبھی کبھی حاصل ہوتے ہیں... نہ ہر وقت یہ حاصل ہوتے ہیں اور نہ اُس کی اُمید رکھنی چاہیے... یہ فرشتوں کی شان ہے کہ ان کو کوئی دوسرا دھندا ہی نہیں... نہ بیوی بچے نہ فکر معاش اور نہ دنیوی قصے اور انسان کے ساتھ چونکہ بشری ضروریات لگی ہوئی ہیں اس لئے وہ ہر وقت ایک سی حالت پر نہیں رہ سکتا... لیکن غور کی بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے دین کی کتنی فکر تھی کہ ذرا سی بات سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو حالت ہماری ہوتی ہے... وہ بعد میں نہیں رہتی... اس سے اپنے منافق ہونے کا اُن کو فکر ہو گیا... عشق است و ہزار بدگمانی... عشق جس سے ہوتا ہے اس کے متعلق ہزار طرح کی بدگمانی اور فکر ہو جاتا ہے... بیٹے سے محبت ہو اور وہ کہیں سفر میں چلا جائے پھر دیکھئے ہر وقت خیریت کی خبر کا فکر رہتا ہے اور جو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ وہاں طاعون ہے یا فساد ہو گیا... پھر خدا جانے کتنے خطوط اور تار پہنچیں گے... (فضائل اعمال)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض الوفات

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ اپنی امی حضرت عائشہؓ کے گھر میں جمع تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ہم لوگوں پر پڑی تو آنکھیں ڈبڈبا گئیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سہارا لے کر اٹھ بیٹھے۔ جب فرقت ووصال کا وقت قریب آ لگا تو ہمیں اپنی جدائی کی اطلاع دی اور فرمایا' تمہیں خوش آمدید ہو! اللہ تمہیں حیاتی بخشے' اللہ تمہیں اکٹھا رکھے! اللہ تمہاری بھرپور نصرت فرمائے! اللہ تمہیں اونچا کرے! اللہ تمہیں نفع پہنچائے! اللہ تمہیں توفیق خاص مرحمت فرمائے! اللہ تمہیں قبول فرمائے! اللہ تمہیں ہدایت دے! اللہ تمہیں سلامت رکھے! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کر رہا ہوں! اور اللہ کے حضور تمہارے بارے میں درخواست کرتا ہوں۔ اللہ کی زمین میں اللہ کے بندوں پر سرکشی مت کرو! کیونکہ اللہ نے مجھے اور تمہیں یہ حکم دیا ہے۔ (ترجمہ) یہ عالم آخرت ہم انہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا' اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے اور فرماتے ہیں کہ:

کیا ان متکبرین کا ٹھکانہ جہنم نہیں۔ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا وصال موعود کب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت بالکل قریب ہے اور حاضری اللہ کے حضور ہے! سدرۃ المنتہیٰ' جنۃ الماویٰ اور عرش اعلیٰ پر ٹھکانہ ہے۔ ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو غسل کون دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے گھرانے کے افراد' جو بالترتیب قرابت دار ہیں۔ ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کن کپڑوں میں کفن دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' چاہو تو میرے انہیں کپڑوں میں کفن دے دینا! یا یمنی سفید کپڑوں میں دے دینا' ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے؟

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور ہم بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا' ٹھہر جاؤ! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہارے نبی کی طرف سے تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے! جب تم لوگ مجھے غسل دے چکو! اور کفن پہنا چکو تو مجھے میری قبر کے ایک کنارے پر رکھ دینا'

کیونکہ سب سے پہلے میرا دوست اور میرا ہمنشین جبرئیلؑ مجھ پر نماز پڑھے گا' اس کے بعد میکائیل' پھر اسرافیل اور ملک الموت جن کے ساتھ فرشتوں کی ایک بہت بڑی جمعیت ہوگی' اس کے بعد تم لوگ میرے کمرے میں داخل ہونا اور صلوٰۃ واسلام پڑھنا۔ اور ہاں! دیکھو! بے جا تقدس' آہ وفغاں اور چیخ وپکار کر کے مجھے تکلیف مت پہنچانا' پہلے میرے گھرانے کے مرد حضرات مجھ پر نماز پڑھیں' اس کے بعد ان کی عورتیں اور پھر تم! اور میری طرف سے آپ حضرات کو بہت بہت سلام ہو! اور میرے صحابہ میں سے جو اس وقت موجود نہیں ہیں انہیں بھی میری طرف سے بہت بہت سلام پہنچا دینا! اور دیکھو میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ جو شخص بھی اسلام میں داخل ہوا اور آج سے لے کر قیامت تک جو بھی میری اتباع کرے' میری طرف سے اسے بھی سلام قبول ہو۔ ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں کون اتارے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے گھرانے کے مرد' فرشتوں کی ایک بہت جمعیت کے ساتھ جو تمہیں دیکھ رہے ہوں مگر تم انہیں نہ دیکھ سکو گے۔ (الرقة والبكاء لابن قدامه)

قرآن کریم کے عاشقان
کی آہ وفغاں اور گریہ زاری
کے ایمان افروز واقعات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ، میں نے عرض کیا آپ کو سناؤں اور آپ پر ہی تو اتارا گیا ہے؟ فرمایا گیا مجھے یہ بات محبوب ہے کہ قرآن پاک اپنے علاوہ اور کسی سے سنوں تو میں نے سورۂ نساء شروع کردی حتیٰ کہ اس آیت پر پہنچا فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا (سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لائیں گے) تو آپ نے فرمایا بس کرو، میں نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو جاری تھے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رونا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ وہ مکہ میں اپنے گھر سے باہر چھوٹی سی مسجد میں بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت بآواز بلند کرتے تھے۔ اس وقت ان پر اتنی رقت طاری ہو جاتی تھی کہ ان کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی اور ان کے کفار ہمسائے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے چنانچہ اسی بنا پر انہیں مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سورۂ تکویر کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۔ (پ:۳۰، تکویر:۱۰) (جب اعمال نامے کھولے جائیں گے

)تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور کئی دن تک ایسی حالت رہی کہ لوگ عیادت کو آتے تھے۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کسی گھر کی طرف سے گزر ہوا اور وہ شخص نماز میں سورۂ والطّور پڑھ رہا تھا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ تو سواری سے اترے اور دیوار سے ٹیک لگا کر دیر تک بیٹھے رہے۔ اس کے بعد اپنے گھر آئے تو ایک مہینہ تک بیمار رہے۔ لوگ دیکھنے آتے تھے اور بیماری کسی کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ (تاریخ مشائخ چشت ص ۱۰۰)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی بیہوشی

حضرت عکرمہ جب کلام پاک کھولتے تو بیہوش ہو کر گر جاتے تھے مسند دارمی میں بسند صحیح ابن ابی ملیکہ سے منقول ہے کہ حضرت عکرمہ بن ابی جہل ص قرآن پاک کو اپنے منہ اور چہرے پر رکھتے اور فرماتے کِتَابُ رَبِّیْ۔ (ص ۱۹۱)

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا رونا

ابو رجاء کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں۔ ابو صالح کہتے ہیں کہ یمن کے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور وہ قرآن پڑھ پڑھ کر روتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہماری بھی یہی حالت تھی۔ ہشام کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین جب نماز پڑھتے تو بعض وقت میں ان کے رونے کی آواز سنتا۔ (تحفہ حفاظ)

امام بخاری رحمہ اللہ کی حالت

امام بخاریؒ کا معمول تھا کہ ماہ رمضان میں روزانہ ایک ختم قرآن کرتے اور نماز تہجد میں ہر رات دس پارے پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کو نماز کی حالت میں زنبور (شہد کی مکھی) نے سولہ یا سترہ جگہ پر ڈنگ مار دیا لیکن آپ مسلسل نماز میں مشغول رہے، کسی نے عرض کیا کہ آپ نے نماز کیوں نہ توڑی؟ فرمایا میں ایک سورت پڑھ رہا تھا تو مجھے گوارا نہ ہوا کہ اس کی تکمیل سے پہلے نماز توڑ دوں۔ (تحفہ حفاظ)

خیر القرون میں پُرسوز تلاوت کے واقعات

قرآن شریف کی آیات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور بزرگوں کے واقعات میں اللہ جل شانہٗ سے ڈرنے کے متعلق جتنا کچھ ذکر کیا گیا ہے...اُس کا احاطہ تو دشوار ہے لیکن مختصر طور پر اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ دین کے ہر کمال کا زینہ اللہ کا خوف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے...

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بہت رویا کرتے تھے حتیٰ کہ روتے روتے آنکھیں بھی بیکار ہو گئی تھیں... کسی شخص نے ایک مرتبہ دیکھ لیا تو فرمانے لگے کہ میرے رونے پر تعجب کرتے ہو... اللہ کے خوف سے سورج روتا ہے... ایک مرتبہ ایسا ہی قصہ پیش آیا... تو فرمایا کہ اللہ کے خوف سے چاند روتا ہے...

☆ ایک نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا وہ پڑھ رہے تھے... جب فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ پر پہنچے تو بدن کے بال کھڑے ہو گئے... روتے روتے دم گھٹنے لگا... اور کہہ رہے تھے ہاں جس دن آسمان پھٹ جاویں گے (یعنی قیامت کے دن) میرا کیا حال ہوگا... ہائے میری بربادی... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس رونے کی وجہ سے فرشتے بھی رونے لگے...

☆ ایک انصاری نے تہجد پڑھا اور پھر بیٹھ کر بہت روئے کہتے تھے اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں جہنم کی آگ کی... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آج فرشتوں کو رُلا دیا... عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں... رو رہے تھے... بیوی بھی ان کی اس حالت کو دیکھ کر رونے لگیں پوچھا کہ کیوں روتی ہو... کہنے لگیں کہ جس وجہ سے تم روتے ہو... عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ جہنم پر تو گذرنا ہے ہی... نہ معلوم نجات ہو سکے گی یا وہیں رہ جاؤں گا (قیام اللیل)

☆ زرارۃ بن اوفی رحمہ اللہ ایک مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ الآیۃ پر جب پہنچے تو فوراً گر گئے اور انتقال ہو گیا... لوگ اُٹھا کر گھر تک لائے...

☆ حضرت خلید رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ پر پہنچے تو اس کو بار بار پڑھنے لگے... تھوڑی دیر میں گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ کتنی مرتبہ اسکو پڑھو گے تمہارے اس بار بار کے پڑھنے سے چار جن مر چکے ہیں...

ایک اور صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ پڑھتے پڑھتے جب وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ پر پہنچے تو ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر مر گئے... اور بھی اس قسم کے واقعات کثرت سے گذرے ہیں...

حضرت فضیل رحمہ اللہ مشہور بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ اللہ کا خوف ہر خیر کی طرف رہبری کرتا ہے...

حضرت شبلیؒ کے نام سے سب ہی واقف ہیں... وہ کہتے ہیں کہ جب بھی میں اللہ سے ڈرا ہوں اس کی وجہ سے مجھ پر حکمت اور عبرت کا ایسا دروازہ کھلا ہے جو اس سے پہلے نہیں کھلا...

حدیث میں آیا ہے اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کرتا اور دو بے فکریاں نہیں دیتا... اگر دنیا میں مجھ سے بے فکر رہے تو قیامت میں ڈراتا ہوں اور دنیا میں ڈرتا رہے تو آخرت میں بیفکری عطا کرتا ہوں...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے اسکو ہر چیز ڈراتی ہے...

یحییٰ بن معاذؒ کہتے ہیں کہ آدمی بیچارہ اگر جہنم سے اتنا ڈرنے لگے جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے تو سیدھا جنت میں جائے...

ابو سلیمان دارانیؒ کہتے ہیں کہ جس دل سے اللہ کا خوف جاتا رہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس آنکھ سے اللہ کے خوف کی وجہ سے ذرا سا آنسو خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو نکل کر چہرہ پر گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آگ پر حرام فرما دیتے ہیں...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ جب مسلمان کا دل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے درختوں سے پتے جھڑتے ہیں...

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے اس کا آگ میں جانا ایسا ہی مشکل ہے جیسا دودھ کا تھنوں میں واپس جانا...

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں انہوں نے حضور سے پوچھا کہ نجات کا راستہ کیا ہے...آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی زبان کو روکے رکھو...گھر میں بیٹھے رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو...

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بے حساب کتاب جنت میں داخل ہو...حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا رہے...

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں...ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو...دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستہ میں گرا ہو...ایک جگہ ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی ایسے ہوں گے جن کو اللہ جل شانہٗ اپنا سایہ عطا فرماویں گے...ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی وجہ سے اسکی آنکھ سے آنسو بہنے لگیں...

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے جو رو سکتا ہے وہ روئے اور جس کو رونا نہ آئے وہ رونے کی صورت ہی بنالے...

محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ جب روتے تھے تو آنسوؤں کو اپنے منہ اور داڑھی سے پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جہنم کی آگ اس جگہ کو نہیں چھوتی جہاں آنسو پہنچے ہوں...

ثابت بنانی رحمہ اللہ کی آنکھیں دُکھنے لگیں...طبیب نے کہا کہ ایک بات کا وعدہ کر لو آنکھ اچھی ہو جاویگی کہ رویا نہ کرو...کہنے لگے آنکھ میں کوئی خوبی ہی نہیں اگر وہ روئے نہیں...

یزید بن میسرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رونا سات وجہ سے ہوتا ہے...

۱-خوشی سے ۲-جنون سے ۳-درد سے

۴-گھبراہٹ سے۔۵-دکھلاوے سے۔۶-نشہ سے۔۷-اور اللہ کے خوف سے۔

یہی ہے وہ رونا کہ اس کا ایک آنسو بھی آگ کے سمندر کو بجھا دیتا ہے...

کعب احبار کہتے ہیں...اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر میں اللہ کے خوف سے روؤں اور آنسو میرے رخسار پر بہنے لگیں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ پہاڑ

کے برابر سونا صدقہ کروں...ان کے علاوہ اور بھی ہزاروں ارشادات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی یاد میں اور اپنے گناہوں کی فکر میں رونا کیمیا ہے اور بہت ہی ضروری اور مفید...

اور اپنے گناہوں پر نظر کر کے یہی حالت ہونا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ کے فضل اور اسکی رحمت کی امید میں بھی کمی نہ ہو...یقیناً اللہ کی رحمت ہر شے کو وسیع ہے...حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر قیامت میں یہ اعلان ہو کہ ایک شخص کے سوا سب کو جہنم میں داخل کرو تو مجھے اللہ کی رحمت سے یہ اُمید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں اور اگر یہ اعلان ہو کہ ایک شخص کے سوا سب کو جنت میں داخل کرو...تو مجھے اپنے اعمال سے یہ خوف ہے کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں...

اس لئے دونوں چیزوں کو علیحدہ علیحدہ سمجھنا اور رکھنا چاہئے... بالخصوص موت کے وقت میں اُمید کا معاملہ زیادہ ہونا چاہئے...حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص نہ مرے مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہو...امام احمدؒ بن حنبل کا جب انتقال ہونے لگا تو اُنہوں نے اپنے بیٹے کو بلایا اور فرمایا کہ ایسی احادیث مجھے سناؤ جن سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُمید بڑھتی ہو...(فضائل اعمال)

حضرت تمیم داری رحمہ اللہ کثرت کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے انسان تھے۔ ایک مرتبہ مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور نماز شروع کر کے سورہ جاثیہ پڑھنا شروع کی جب اس آیت پر پہنچے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ط سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ

"یہ لوگ جو برے برے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر رکھیں گے جنھوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے' برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔"

تو شب بھر اسی آیت کو دہراتے رہے اور روتے رہے۔(تحفہ حفاظ)

قرآن کریم کی تاثیر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں (کچھ کمزوری کے آثار نظر آنے لگ گئے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سورۃ هُود، سورة وَاقِعَة، سورة مُرسَلات، سورة عَمَّ يَتَسَاءلُون اور سورة إِذَا الشَّمسُ كُوِّرَت نے بوڑھا کر دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا إِنَّ لَدَينَا أَنكَالاً وَّجَحِيمًا (سورۃ مزمل آیت ۱۲) ترجمہ:۔" ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے۔"

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش ہو گئے۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن تو خود آپ پر نازل ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ میں دوسرے سے قرآن سنوں چنانچہ میں نے سورۃ نساء پڑھنی شروع کر دی اور جب میں فَكَيفَ إِذَا جِئنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيداً۔ (سورۃ النساء: آیت ۴۱) پر پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس کرو۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ (حیاۃ الصحابہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خوف

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نوجوان کے دل میں اللہ کا ڈر اتنا زیادہ پیدا ہو گیا کہ جب بھی اس کے سامنے جہنم کا ذکر ہوتا وہ رونے لگ جاتا اور اس کی کیفیت کا اتنا زیادہ غلبہ ہو گیا کہ وہ ہر وقت ہی گھر رہنے لگا باہر نکلنا چھوڑ دیا کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لے

گئے وہاں پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گلے لگالیا اتنے میں اس کی روح پرواز کرگئی اوراس کی لاش نیچے گرگئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے اس ساتھی کی تجہیز و تکفین کرو اللہ کے ڈر نے اس کے جگر کے ٹکڑے کردیئے۔ (اخرجہ الحاکم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی:

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (تحریم:۶)

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والوتم اپنے کواوراپنے گھروالوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن (اورسوختہ) آدمی اور پتھر ہیں۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن یہ آیت اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنائی۔ سنتے ہی ایک نوجوان بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ آپ نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا تو وہ حرکت کررہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوان! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھو۔ اس نے کلمہ پڑھا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنت کی بشارت دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ بشارت ہم میں سے صرف اسی کے لئے ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ ۝ (ابراہیم:۱۴)

ترجمہ:۔ ''اور یہ ہر اس شخص کے لئے (عام) ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جہاں سختی اور تنگی کی آیت ذکر کرتے ہیں وہاں اس کے قریب ہی نرمی اور وسعت کی آیت بھی ذکر کرتے ہیں اور جہاں نرمی اور وسعت کی آیت ذکر کرتے ہیں وہاں اس کے قریب ہی سختی اور تنگی کی آیت بھی ذکر کرتے ہیں تاکہ مؤمن کے دل میں رغبت اور ڈر دونوں ہوں اور (بے خوف ہوکر) اللہ سے ناحق تمنائیں نہ کرنے لگے اور (ناامید ہوکر) خود کو ہلاکت میں نہ ڈال دے۔

حضرت عبداللہ بن رومیؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے اور مجھے معلوم نہ ہو کہ دونوں میں سے کس طرف جانے کا حکم ملے گا تو اس بات کے جاننے سے پہلے ہی مجھے راکھ بن جانا پسند ہوگا کہ دونوں میں سے کس طرف مجھے جانا ہے۔ (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۱/۶۰)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کاش میں مینڈھا ہوتا میرے گھر والے مجھے ذبح کرتے پھر میرا گوشت کھالیتے اور میرا شوربا پی لیتے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کاش میں ایک ٹیلہ پر پڑی ہوئی راکھ ہوتا جسے آندھی والے دن ہوا اڑا دیتی۔

حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کر کے یہ کہا جائے کہ تم پسند کر لو چاہے جنت اور جہنم میں سے کسی میں چلے جاؤ چاہے راکھ بن جاؤ تو میں راکھ بن جانے کو پسند کروں گا۔ (عند ابی نعیم ایضاً)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم وہ جان لو تو تم اپنی بیویوں سے بے تکلف نہ ہو سکو اور تمہیں بستروں پر سکون نہ ملے اللہ کی قسم میری آرزو ہے کہ کاش اللہ تعالیٰ مجھے درخت بناتے جسے کاٹ دیا جاتا اور جس کے پھل کھالئے جاتے۔

حضرت حزام بن حکیمؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے جو کچھ مرنے کے بعد دیکھنا ہے اگر تمہیں اب اس کا یقین ہو جائے تو نہ مزے لے کر کھانے کھاؤ اور نہ مزے لے کر کچھ پیو اور نہ گھروں کے سائے میں بیٹھ سکو بلکہ میدانوں کی طرف نکل جاؤ اور اپنے سینوں کو پیٹ پیٹ کر اپنی جانوں پر روتے رہو اور میری آرزو ہے کہ کاش میں درخت ہوتا جسے کاٹ کر اس کا پھل کھالیا جاتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری آرزو ہے کہ کاش میں یہ والا ستون ہوتا۔

حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تو میں نے سنا کہ وہ سجدے میں پڑے ہوئے یہ کہہ رہے تھے (اے اللہ!) تو جانتا ہے کہ صرف تیرے ڈر کی وجہ سے میں نے قریش سے اس دنیا کے بارے میں مزاحمت نہیں کی۔

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک [illegible]ق

آدمی پر گزر ہوا جو زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا انہوں نے پوچھا اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا کہ جب اس کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے انہوں نے فرمایا ہم بھی اللہ سے ڈرتے ہیں لیکن ہم تو بے ہوش ہو کر زمین پر نہیں گرتے۔ (عند ابی نعیم ایضاً ۱/۳۱۲)

حضرت ابن ابی ملیکہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے پہلے ان کی خدمت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی تعریف کرنے لگ گئے کہ اے رسول اللہ کی زوجہ محترمہ! آپ کو خوشخبری ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکے علاوہ اور کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی۔ اور آپکی (تہمت زنا سے) برأت آسمان سے اتری تھی۔ اتنے میں سامنے سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ میری تعریف کر رہے ہیں اور مجھے یہ بالکل پسند نہیں ہے کہ آج میں کسی سے اپنی تعریف سنوں۔ میری تمنا تو یہ ہے کہ کاش میں بھولی بسری ہو جاتی۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آیت سن کر مہینہ بھر بیمار رہے

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر کی دیکھ بھال کیلئے نکلے تو ایک مکان سے کسی مسلمان کی قرآن خوانی کی آواز کان میں پڑی' وہ سورۃ الطّور پڑھ رہے تھے۔ آپ نے سواری روک لی اور کھڑے ہو کر قرآن سننے لگے۔ جب وہ آیت ''اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ'' ترجمہ:...... ''بے شک تیرے رب کا عذاب ہو کر رہنے والا ہے اسے کوئی روک سکنے والا نہیں'' پر پہنچے تو زبان سے نکل گیا کہ رب کعبہ کی قسم! سچی ہے۔ پھر اپنے گدھے سے اُتر پڑے اور دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے' چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی' دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد جب ہوش حواس ٹھکانے آئے تو اپنے گھر پہنچے لیکن خدا کے کلام کی اس ڈراؤنی آیت کے اثر سے دل کی کمزوری کی یہ حالت تھی کہ مہینہ بھر تک بیمار پڑے رہے اور ایسے کہ لوگ بیمار پرسی کو آتے تھے گو کسی کو معلوم نہ تھا کہ بیماری کیا ہے؟

ایک اور روایت میں ہے آپ کی تلاوت میں ایک مرتبہ یہ مذکورہ آیت آئی' اُسی وقت ہچکی بندھ گئی اور اس قدر قلب پر اثر پڑا کہ بیمار ہو گئے۔ چنانچہ بیس دن تک عیادت کی جاتی رہی۔ (تفسیر ابن کثیر' جلد ۵ صفحہ ۱۸۹)

اصحاب صفہ کا گریہ وتوبہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اَفَمِنۡ هٰذَا الۡحَدِيۡثِ تَعۡجَبُوۡنَ وَتَضۡحَكُوۡنَ وَلَا تَبۡكُوۡنَ

''سو کیا تم لوگ اس کلام سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو''

تو ان آیات کو سن کر اصحاب صفہ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آنسوان کے رخساروں پر بہتے رہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ بھی رو پڑے۔

آپ کے رونے پر ہم لوگ بھی روئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مسلسل اصرار کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا اگر تم لوگ گناہوں سے باز آ گئے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جن سے گناہ ہوں گے اور وہ توبہ کریں گے اور توبہ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمادے گا۔ (بیہقی بحوالہ تحفہ حفاظ)

آیت قرآن پر گریہ ودعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ایک دن علی الصبح میں نے حضرت عائشہ کے ہاں حاضری دی تو وہ کھڑی نماز میں مصروف تھیں اور یہ آیت تلاوت کر رہی تھیں۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوۡمِ

''سو اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالیا''

وہ اس آیت کو بار بار دہراتی جاتی تھیں اور دعا اور گریہ بھی کر رہی تھیں میں انتظار میں کھڑا رہا اور کھڑے کھڑے اکتا گیا اس لئے اپنے کسی کام سے بازار روانہ ہو گیا۔ لوٹ کر آیا تو وہ اسی حال میں کھڑے نماز پڑھ رہی تھیں اور رو رہی تھیں (صفۃ الصفوۃ بحوالہ تحفہ حفاظ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۙ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۙ (النجم:۵۹،۶۰)

ترجمہ:۔ ''سو کیا (ایسے خوف کی باتیں سن کر بھی) تم لوگ اس کلام (ہی) سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور (خوف عذاب سے) روتے نہیں ہو۔''

تو اصحاب صفہ اتنا روئے کہ آنسوان کے رخساروں پر بہنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے رونے کی ہلکی ہلکی آواز سنی تو آپ بھی ان کے ساتھ رو پڑے۔ آپ کے رونے کی وجہ سے ہم بھی رو پڑے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے ڈر سے روئے گا وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا اور جو گناہ پر اصرار کرے گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور اگر تم گناہ نہ کرو (اور استغفار کرنا چھوڑ دو) تو اللہ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو گناہ کریں گے (اور استغفار کریں گے) اور اللہ ان کی مغفرت کریں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (سورۃ بقرہ: آیت ۲۴)

ترجمہ:۔ ''جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔''

پھر آپ نے فرمایا کہ جہنم میں ایک ہزار سال تک آگ جلائی گئی۔ یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک آگ جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر ایک ہزار سال اور جلائی گئی یہاں تک کہ وہ کالی ہوگئی۔ اب یہ آگ کالی اور تاریک ہے اس کا شعلہ کبھی نہیں بجھتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک سیاہ رنگ کا آدمی بیٹھا ہوا تھا وہ یہ سن کر زور زور سے رونے لگا اتنے میں حضرت جبرائیل آسمان سے اتر آئے اور انہوں نے پوچھا کہ یہ آپ کے سامنے رونے والے کون ہیں؟ حضور نے فرمایا یہ حبشہ کے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف کی حضرت جبرائیل نے کہا اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں میری عزت اور میرے جلال کی قسم! عرش پر میرے بلند ہونے کی قسم! جس بندے کی آنکھ دنیا

میں میرے ڈر سے روئے گی میں جنت میں اسے خوب ہنساؤں گا۔

حضرت قیس بن ابی حازمؒ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام بن چکے تھے پہلے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف بیان کی اور پھر خوب روئے۔

حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں پڑھیں:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّالَهُ مِنْ دَافِعٍ ﴾ (سورۃ طور : آیت ۷،۸)

ترجمہ:۔ ''بیشک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا۔ کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔''

تو ان کا سانس پھول گیا (اور وہ بیمار ہو گئے) اور بیس دن تک (ایسے بیمار رہے کہ) لوگ ان کی عیادت کرتے رہے۔

حضرت ہشام بن حسنؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن پڑھتے ہوئے جب (عذاب کی) کسی آیت پر گزرتے تو ان کا گلا گھٹ جاتا اور اتنا روتے کہ نیچے گر جاتے اور پھر (کمزور ہو جانے کی وجہ سے) کئی دن گھر رہتے اور لوگ ان کو بیمار سمجھ کر عیادت کرتے رہتے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ جنت اور دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں اور نہیں روتے ہیں لیکن قبر کو یاد کر کے روتے ہیں؟ فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے جو اس سے سہولت سے چھوٹ گیا اس کے لئے بعد کی منزلیں سب آسان ہیں اور جو اس میں (عذاب میں) پھنس گیا اس کے لئے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ سخت ہیں اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا ہے کہ میں نے کوئی منظر ایسا نہیں دیکھا کہ قبر کا منظر اس سے زیادہ گھبراہٹ والا نہ ہو۔

حضرت قاسم بن ابی بزہؒ کہتے ہیں کہ ایک صاحب نے یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو سورۃ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ پڑھتے ہوئے سنا جب وہ

یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْن

ترجمہ:۔ ''جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

پر پہنچے تو رونے لگے اور اتنا روئے کہ بے اختیار ہو کر زمین پر گر گئے اور اس سے آگے نہ پڑھ سکے

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہؒ کہتے ہیں کہ میں مکہ سے مدینہ تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا وہ جب بھی کسی جگہ قیام کرتے وہاں وہ آدمی رات اللہ کی عبادت میں کھڑے رہتے حضرت ایوب نے راوی سے پوچھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کس طرح قرآن پڑھتے؟ انہوں نے کہا ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۝ (سورۃ ق:۱۹)

ترجمہ:۔ ''اور موت کی سختی (قریب) آ پہنچی یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا ہے۔''

پڑھی تو خوب ٹھہر ٹھہر کر اسے پڑھتے رہے اور درد بھری آواز سے خوب روتے رہے۔

حضرت عثمان بن ابی سودہؒ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اس مسجد کی دیوار پر جو وادی جہنم کی طرف ہے سینہ رکھے ہوئے رو رہے ہیں میں نے عرض کیا اے ابوالولید! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہی جگہ ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ انہوں نے اس جگہ جہنم کو دیکھا تھا۔

حضرت مسلم بن بشرؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی بیماری میں رو رہے تھے کسی نے عرض کیا اے ابوہریرہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا غور سے سنو میں تمہاری اس دنیا پر تو نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ سفر بہت دور کا ہے اور میرا توشہ کم ہے اور میں اس گھاٹی پر چڑھ گیا ہوں جس کے بعد جنت اور دوزخ دونوں کو راستہ جاتا ہے اور مجھے معلوم نہیں ہے کہ ان دونوں میں سے کس کے راستہ پر مجھے چلایا جائے گا۔ (حیاۃ الصحابہ)

مجھے ایک آیت نے رلا دیا

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ ممتاز قاری تھے۔ ایک شب کو وہ نماز پڑھتے ہوئے رونے لگے جب بہت دیر تک روتے رہے تو ان کے گھر والوں نے پریشان ہو کر رونے کی وجہ پوچھی مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اہل خانہ نے حضرت ابوحازم رحمہ اللہ کو بلوایا۔

حضرت ابو حازمؒ نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں فرمایا کہ دوران تلاوت ایک آیت سامنے آ گئی جس نے مجھے رلا دیا پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ جب انہوں نے آیت بتائی تو حضرت ابو حازمؒ بھی زار و قطار رونے لگے۔ وہ آیت یہ تھی۔

وَبَدَالَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَالَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ

''ان لوگوں کیلئے اللہ کی جانب سے ایسی چیز ظاہر ہوگئی جس کا وہ وہم وگمان بھی نہ کرتے تھے۔'' (تحفۂ حفاظ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ختم قرآن

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک رکاب میں قدم مبارک رکھتے تھے اور دوسری تک پیر جاتے جاتے قرآن ختم کر دیتے تھے۔ (عالم خلق وامر سب خدا کے دست قدرت میں ہے۔ جس سے چاہے اس سے متعلق فرما دے) (امداد المشتاق بحوالہ تحفہ حفاظ)

رمضان المبارک میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

رمضان المبارک کو نزول قرآن کی سالگرہ ہونے کا شرف حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ ہر رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیلؑ کے ساتھ نازل شدہ حصہ قرآن کا دورو تکرار فرماتے تھے اور وفات کے سال دو مرتبہ دور فرمایا۔ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت کے بڑے بڑے بزرگان دین کا معمول بھی آج تک یہی رہا ہے کہ اس ماہ میں تلاوت قرآن کی کثرت رکھتے تھے۔ (تحفہ حفاظ)

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عمل

امام ابو حنیفہؒ شب کی نماز میں پورا قرآن مجید ایک رکعت میں ختم کر دیتے تھے۔ (زفر) آپ نے پینتیس سال تک ایک ہی وضو سے پانچوں نمازیں پڑھیں۔ اور دو رکعتوں میں پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے۔ (ابن مبارک) جس مقام پر آپ کا انتقال ہوا وہاں آپ

نے سات ہزار ختم قرآن کیے۔(ابن مبارک) امام شعبہ نے چوبیس ہزار مرتبہ ختم قرآن کیا ۔ابوعبدالرحمٰن سلمی چالیس سال سے زائد جامع کوفہ میں اور امام نافع مدنی ۷۰ سال سے زائد مسجد نبوی میں تعلیم قرآن دیتے رہے۔(مقدمہ کشف النظر بحوالہ تحفہ حفاظ)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی گریہ وزاری

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بہت بڑے تاجر، فقہ حنفی کے بانی، سینکڑوں تلامذہ کے استاد اور ہزاروں انسانوں کے مرجع تھے لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی ان کی عبادت اور عمل کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے ابوحنیفہؒ سے زیادہ کوئی پارسا نہیں دیکھا۔ اسد بن عمرؒ کا قول ہے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔ ان کے گریہ وزاری کی آواز سن کر پڑوسیوں کو رحم آنے لگتا تھا ان کا یہ بھی قول ہے کہ یہ روایت محفوظ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے جس مقام پر وفات پائی وہاں سات ہزار کلام مجید ختم کیے تھے۔(تحفہ حفاظ)

دوسرا واقعہ

یزید بن کمیتؒ جو برگزیدہ لوگوں میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا شدید خوف تھا ایک رات امام نے عشاء کی نماز میں سورہ اذا زلزلت پڑھی ابوحنیفہؒ بھی جماعت میں شامل تھے۔ جب نماز ختم کر کے آدمی چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ ابوحنیفہؒ فکر میں غرق بیٹھے ہیں، تنفس جاری ہے میں نے دل میں کہا چپکے سے ہٹ چلو ان کے شغل میں خلل انداز نہ ہو، چنانچہ قندیل روشن چھوڑ کر میں چلا آیا اس میں تیل تھوڑا تھا۔ طلوع فجر کے بعد جب میں مسجد میں پھر آیا تو میں نے دیکھا کہ ابوحنیفہؒ اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔

یامن یجزی بمثقال ذرة خیر خیرا ویامن یجزی بمثقال ذرة شر شرا اجر النعمان عبدوا من النار و ما یقرب منها من السؤ و ادخله فی ساعة رحمتک

''اے ذرہ بھر نیکی کا اچھا بدلہ دینے والے اور اے ذرہ بھر برائی کا بدلہ دینے والے

اپنے بندہ نعمان کو آگ سے اور اس کے لگ بھگ عذاب سے بچائیو اور اپنی رحمت کی فضا میں داخل کیجیو" میں نے اذان دی آ کر دیکھا تو قندیل روشن تھی اور وہ کھڑے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھ کر کہا قندیل لینا چاہتے ہو میں نے کہا صبح کی اذان دے چکا' کہا جو دیکھا ہے اس کو چھپانا یہ کہہ کر صبح کی سنتیں پڑھیں اور بیٹھ گئے میں نے تکبیر کہی تو جماعت میں شریک ہوئے اور ہمارے ساتھ فجر کی نماز اول شب کے وضو سے پڑھی۔

ف:۔ چونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قرآن کریم پڑھتے اور سنتے ہوئے اس کے معانی پر نظر رکھتے تھے اس لئے جب نماز میں سورہ زلزال کی یہ آیات پڑھی گئیں۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ

"سو جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا اور جس کسی نے ذرہ بھر بھی بدی کی ہوگی اسے بھی دیکھ لے گا"۔

تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ذہن اپنے اعمال اور جزا و سزا کے دن کی طرف منتقل ہو گیا۔ قارئین یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ان دو آیتوں کو حدیث میں "الجامعۃ الفازہ" کہا گیا ہے یعنی جو اصل ان میں بیان کر دی گئی ہے وہ جامع اور منفرد ہے اور اس میں شک نہیں کہ ان آیتوں میں قانون مجازات انتہائی جامعیت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ (تحفہ حفاظ)

تلاوت قرآن کا ادب

امام ابو یوسف رحمہ اللہ' امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے انہیں فقہ' قضا اور افتاء میں رسوخ اور مثالی ملکہ حاصل تھا۔

امام ابوحنیفہؒ کے درس کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ حفظ قرآن کے بغیر اپنے درس میں کسی کو شریک ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے امام ابو یوسفؒ بھی حافظ قرآن تھے' قرآن کا ادب و احترام بھی انہوں نے استاد سے سیکھا تھا ایک بار کہیں جا رہے تھے' راستہ میں دو آدمی خرید و فروخت کرنے میں جھگڑا کر رہے تھے ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میری اور تمہاری مثال تو قرآن کی اس آیت کے مطابق ہے۔

اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ. لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ. فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا

''یہ میرا بھائی ہے جس کے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے یہ کہتا ہے کہ یہ ایک بھی مجھے دے دو''۔

امام ابو یوسفؒ نے یہ سنا تو ان پر غصہ اور افسوس سے ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی قریب تھا کہ بے ہوش ہو جائیں جب ذرا یہ کیفیت دور ہوئی تو اس شخص سے بڑے درشت لہجہ میں کہا۔

''تو اللہ سے ذرا بھی نہیں ڈرتا' کلام الٰہی کو تو نے معمولی بات چیت بنا لیا ہے' قرآن کے پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ اس کو نہایت خشوع وخضوع اور خوف و ہیبت کے ساتھ پڑھے ایسا نہ ہو کہ وہ ناراضگی کا سبب بن جائے' میں تجھ میں یہ کیفیت بالکل نہیں پاتا کیا تیری عقل جاتی رہی ہے کہ تو نے کلام الٰہی کو لہو ولعب بنالیا ہے''۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی متاثر کن تلاوت

امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں مشہور بزرگ حضرت ربیع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ آپ روزانہ ایک قرآن پاک رات میں تلاوت فرمالیا کرتے تھے اور آپ کی تلاوت اتنی متاثر کن ہوتی تھی کہ سننے والے اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے۔ ابن نصرؒ کہتے ہیں کہ جب کبھی ہم (اپنی قلبی قساوت دور کرنے کے لئے) رونا چاہتے تھے تو آپس میں کہتے تھے کہ چلو اس نوجوان (امام شافعیؒ) کے پاس چلتے ہیں۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے تلاوت کی درخواست کرتے' جب آپ تلاوت شروع فرماتے اس وقت ہم لوگوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ ان کے سامنے گرے جاتے تھے اور رونے کی آواز بلند ہونے لگتی تھی۔ امام صاحب ہمارا یہ حال دیکھ کر تلاوت سے رک جاتے تھے۔ (تحفہ حفاظ)

یحییٰ بن سعید پر لرزہ و بے ہوشی

یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ غلام خاندان سے تھے لیکن علم وفضل نے ان کا مقام کئی آزاد انسانوں سے بھی اونچا کردیا تھا اور ان کا شمار ممتاز تابعین میں ہوتا تھا۔

کلام الٰہی کی تلاوت سے خاص شغف تھا لیکن وہ محض قرآن کے الفاظ ہی نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کے معانی میں غور و تدبر کرتے تھے اسی لئے ان پر قرآن کا وہی اثر ہوتا تھا جو قلب مومن پر ہونا چاہئے بلکہ بسا اوقات قرآن کی زبان سے آخرت کا تذکرہ سن کر وہ بے خود ہو جاتے تھے ممتاز محدث حضرت علی بن مدینی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک بار ہم لوگ ان کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، حاضرین میں سے کسی سے انہوں نے فرمایا کہ قرآن پاک کا کوئی حصہ سناؤ۔ اس نے سورہ دخان کی تلاوت شروع کی جوں جوں وہ پڑھتا جاتا تھا ان پر رقت طاری ہوتی جا رہی تھی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا۔

اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُھُمْ اَجْمَعِیْنَ

''فیصلہ کے دن سب لوگ حاضر ہوں گے''۔

تو حضرت یحیٰ سعید رحمہ اللہ پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو گئے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر گھر کی عورتیں اور بچے رو پڑے، کچھ دیر کے بعد ان کی یہ کیفیت دور ہوئی تو ان کی زبان پر پھر یہی آیت تھی۔

اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُھُمْ اَجْمَعِیْنَ (سیر اعلام النبلاء۔ بحوالہ تحفہ حفاظ)

حضرت عطار رحمہ اللہ کی کیفیت تلاوت

سرار ابو عبیدہ نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ: مجھے عطاء سلمی کی بیوی نے کہا۔ کہ عطاء کو کثرت بکاء سے منع کرو! میں نے انہیں روکا تو انہوں نے مجھے کہا: اے سرار! تو مجھے ایسے چیز سے کیوں منع کرتا ہے جو میرے بس میں نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے جس وقت جہنم والے اور ان پر جو اللہ کا عذاب و عقاب نازل ہوگا وہ یاد آتا ہے تو میرا نفس بھی انہیں میں سے ایک فرد بن کر میرے سامنے آ جاتا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ جس کے ہاتھ گردن میں باندھ دیئے گئے ہوں اور اسے گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہو وہ روئے چیخے نہ تو کیا کرے۔ جسے عذاب دیا جا رہا ہو وہ روئے نہ تو کیا کرے اے سرار تیرا ناس ہو اگر رونے والوں پر اللہ نے رحم نہ کیا تو ان کے رونے کا کیا فائدہ ہوگا۔

سرّار سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء سلمیٰ کو ہمیشہ روتے ہی دیکھا ہے میں دیکھتا ہوں تو اس عورت کے ساتھ ہی تشبیہ دے سکتا ہوں جس کا بچہ مر چکا ہو۔ اور گویا کہ عطاء دنیا کے مکینوں میں سے ہیں ہی نہیں۔

صالح مری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ تمہاری کیا خواہش ہے پہلے تو وہ روئے اس کے بعد فرمانے لگے: اے بوبشر اللہ کی قسم میری یہ خواہش ہے کہ میں ایک مٹھی بھر راکھ بن جاؤں جو نہ دنیا میں جمع ہو سکے اور نہ آخرت میں (صفوۃ الصفوہ)

صالح فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم انہوں نے مجھے رلا دیا اور میں یہ جانتا ہوں کہ وہ حساب کے دن کی تنگی سے بچنا چاہتے ہیں۔ (الرقۃ والبکاء لابن قدامہ)

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا عشق قرآن

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک بار ہم لوگ فضیل بن عیاضؒ کے پاس گئے اور ان سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو اجازت نہیں ملی، کسی نے کہا کہ اگر وہ قرآن کی آواز سن لیں تو نکل آئیں گے۔

ہمارے ساتھ ایک بلند آواز آدمی تھا ہم نے اس سے کہا کہ قرآن کی کوئی آیت پڑھو اس نے بلند آواز سے سورہ تکاثر پڑھنی شروع کر دی وہ فوراً نکل آئے اس وقت ان کا حال یہ تھا کہ داڑھی آنسوؤں سے تر تھی۔ جب وہ خود قرآن پڑھتے تو ان کی آواز نہایت غمگین اور پسندیدہ ہوتی اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی انسان کو مخاطب کر رہے ہیں۔ (تحفہ حفاظ)

قراءتِ ابوجعفر کے قراء کو بشارت

قراءت کے آٹھویں امام ابوجعفر مدنیؒ حضرت عیاش مخزومیؓ کے آزاد کردہ غلام تھے آپ نے اپنے مولیٰ ہی سے قراءت سیکھی پھر پوری زندگی اشاعت قرآن کے لئے وقف کر دی۔

حضرت امام نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب آپ کی میت کو غسل کے لئے نکالا گیا تو منہ اور گردن کے درمیان قرآن مجید کا ایک ورق دکھائی دے رہا تھا۔ سب حاضرین

نے یہی کہا کہ یہ نور قرآن ہے انتقال کے بعد خواب میں نظر آئے کہ بے حد حسین ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے رفیقوں کو جو میری قراءت سے قرآن مجید پڑھتے ہیں خوش خبری سنادو کہ میں نے ان کے لئے بخشش کی سفارش کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں میری سفارش قبول فرماتے ہوئے انہیں بخش دیا۔ (تحفہ حفاظ)

شیخ زکریا ملتانی رحمہ اللہ کی پر کیف تلاوت

مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ جید عالم، خوش آواز مقری، خوش بیان مفسر اور متبحر محدث تھے۔ مدرسہ اور خانقاہ میں تعلیم وارشاد کی ذمہ داریوں کے باوجود آپ کتاب مقدس کے حق سے غافل نہیں رہتے تھے۔

بلکہ آپ کو اصل سکون اشتغال بالقرآن ہی میں ملتا تھا۔ عشاء کے بعد شب میں دو رکعت قیام میں کبھی ایک اور کبھی دو قرآن مجید ختم کر دیتے۔ تہجد کی نماز کے بعد ہمیشہ تلاوت کے لئے بیٹھ جاتے اور صبح کی نماز کے وقت قرآن ختم کر کے اٹھتے۔ رمضان میں آپ نے ایک مرتبہ عشاء کے بعد فرمایا کہ

"میرا دوست وہ ہے جو تمام رات میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ایک قرآن پڑھے جو میں خود برسوں پڑھتا رہا ہوں۔"

یہ فرما کر آپ خود نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور دو رکعتوں میں نہ صرف دو قرآن ختم کئے بلکہ چار پارے اور پڑھے۔ (تحفہ حفاظ)

امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کی عادت

سلف کی عادات ختم قرآن میں مختلف رہی ہیں۔ بعض حضرات ایک ختم روزانہ کرتے تھے جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ نیز امام شافعیؒ کا معمول رمضان کے علاوہ یہی تھا۔ اور بعض دو ختم روزانہ کرتے تھے جیسا کہ ان دونوں ائمہ کا معمول رمضان المبارک میں تھا اور یہی معمول اسود و صالح بن کیسان و سعید بن جبیر اور ایک جماعت کا تھا۔ (تحفہ حفاظ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عمل

بعض اوقات حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایک ہی رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھ لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سعید بن جبیرؒ نے کعبۃ اللہ کے اندر ایک ہی رکعت میں تمام قرآن شریف پڑھا۔ (تحفہ حفاظ)

صالح بن کیسان رحمہ اللہ کا عمل

صالح بن کیسان جب حج کو گئے تو راستہ میں اونٹ پر کجاوہ کی دونوں طرفوں کے درمیان سوار ہونے کی حالت میں بسا اوقات ایک رات میں دو قرآن مجید کا ختم فرما لیتے تھے۔ (تحفہ حفاظ)

سُلیم بن عتر رحمہ اللہ کا عمل

سُلَیم بن عتر جو بڑے تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ حضرت عمر کے زمانہ میں فتح مصر میں شریک تھے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مصر کے قاضی تھے ان کا معمول تھا کہ ہر رات کو تین ختم قرآن شریف کے کرتے تھے، بلکہ منقول ہے کہ بعض اوقات ایک ہی رات میں چار مرتبہ بھی قرآن مجید ختم فرما لیا کرتے تھے۔ (اس کو ابو عمر کندی نے اپنی کتاب قضاۃ المصر میں ذکر کیا ہے) (تحفہ حفاظ)

ابن الکاتب کا عمل

ابو عبدالرحمٰن سلمی نے ابو عثمان مغربی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابن الکاتب چار قرآن دن کو اور چار رات کو پڑھتے تھے۔ (نووی کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مقدار جو تلاوت کے باب میں ہم کو پہنچی ہے وہ یہی ہے) (تحفہ حفاظ)

حضرت مجاہد کا عمل

امام ابوداؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہدؒ بعض اوقات مغرب اور عشاء کے درمیان ایک قرآن پاک پورا پڑھ لیا کرتے تھے۔ (تحفہ حفاظ)

منصور بن زاذان کا عمل

السید الجلیل احمد الدروقی نے اپنی سند کے ذریعہ روایت کیا ہے کہ منصور بن زاذان جو بڑے عبادت گذار تابعین میں سے ہیں رمضان المبارک میں ایک قرآن شریف ظہر اور عصر کے درمیان دوسرا مغرب اور عشاء کے درمیان چوتھائی رات تک پورا کرتے تھے۔ (رواہ ایضاً فی الحلیۃ) اور غیر رمضان میں صلوٰۃ الضحیٰ میں ایک کلام مجید دوسرا ظہر سے عصر تک پورا کرتے تھے اور تمام رات نوافل میں گذارتے تھے۔ اور اتنا روتے تھے کہ عمامہ کا شملہ تر ہو جاتا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عمل

عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی امام احمد بن حنبلؒ ہر ہفتہ میں دو قرآن ختم فرماتے تھے۔ ایک رات کو دوسرا دن کو، قاضی ابو یعلیٰؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام احمد بن حنبلؒ نے مکۃ المکرمہ میں بحالت امامت نماز کی ایک ہی رکعت میں پورا قرآن کریم ختم فرمایا۔ (تحفہ حفاظ)

امام ابو بکر شعبہ رحمہ اللہ کی پر کیف تلاوت

امام ابو بکر شعبہ بن عیاشؒ خود فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا تیس سال سے ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہوں۔ حضرت ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ سنت پر عمل کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ احمسیؒ کہتے ہیں کہ آپ سے بہتر نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا، ستر سال عبادت میں مصروف رہے ان میں سے چالیس سال اور ایک اور قول پر پچاس سال تک آپ کے لیے بستر نہیں بچھایا گیا اور اس عرصہ میں رات کے وقت زمین سے پیٹھ نہیں لگائی۔

رئیس القراء ابو عبدالرحمٰن سلمی کوفی رحمہ اللہ کا قرآنی شغف

بخاری نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ تم میں سے بہترین

لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید سیکھتے اور سکھلاتے ہیں۔ طبرانی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خَیْرُکُمْ مَّنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَاَقْرَاَہٗ تم میں بہترین اشخاص وہ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے رہتے ہیں۔

چنانچہ رئیس القراء حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی کوفی پہلی حدیث کو روایت کر کے فرماتے تھے کہ مجھے اسی حدیث نے یہاں لا بٹھایا ہے۔ حضرت بڑے علم و فضل والے جلیل القدر تابعی تھے لوگ آپ سے مختلف علوم حاصل کرنے کی تمنا کرتے تھے۔ مگر آپ چالیس سال سے زیادہ عرصے تک کوفہ کی جامع مسجد میں صرف قرآن کی تعلیم دیتے رہے اور جب کوئی پوچھتا تو وہی حدیث اول سنا دیا کرتے۔ امام عاصم رضی اللہ عنہ کوفی آپ ہی کے شاگردوں میں سے ہیں۔

نیز حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی آپ ہی سے قرآن پڑھا ہے۔ (نشر کبیر بحوالہ تحفہ حفاظ)

شاہ وجیہ الدین کے عشق کی قبولیت

حکیم الامت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ علیہ کے دادا شاہ وجیہ الدین رحمہ اللہ بڑے صاحب تقویٰ بزرگ تھے آپ کو قرآن مجید سے خاص شغف تھا۔ عالمگیر کی فوج میں ملازم تھے اور فوجی زندگی کے عادی تھے۔ اس کے باوجود تہجد میں قرآن پڑھتے۔ تہجد کے بعد روزانہ کئی سیپارے سوز و گداز سے پڑھنے کا معمول تھا۔ ایک رات تہجد کے بعد تلاوت فرما رہے تھے کہ ڈاکوؤں کا حملہ ہوا اور شہید ہو گئے۔

اللہ پاک کو ان کا اپنے کلام پاک کے ساتھ عشق اور لگاؤ پسند آ گیا اور اس نے کئی نسلوں تک ان کے خاندان کو قرآن کریم کی خدمت کے لئے قبول فرما لیا۔ (تحفہ حفاظ)

ایک وجد آفریں تلاوت

حافظ قاری سید عبداللہ رحمہ اللہ قرآن کریم کے حافظ اور سبعہ کے قاری تھے' ان کی تلاوت بڑی وجد آفریں ہوتی تھی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ آنکھیں بند کئے ایک درخت

کے نیچے تلاوت میں مصروف تھے۔ درخت پر جو چڑیاں بیٹھی تھیں وہ نیچے گرنے لگیں۔ ماوراء النھر سے کچھ لوگ شیخ آدم بنوری قدس اللہ سرہ سے بیعت ہونے آئے تھے وہ بھی وجد میں آ کر بے ہوش ہو کر گر پڑے، فوراً حضرت بنوری رحمہ اللہ کو اطلاع دی گئی آپ یہ حال سن کر اس جگہ تشریف لے گئے اور فرمایا۔

حافظا بس کن (حافظ صاحب بس کرو)

اس پر آپ نے آنکھیں کھول دیں اور حضرت شیخ کو دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے۔ (تحفہ حفاظ)

حضرت مولانا محمد یحییٰ رحمہ اللہ کا عمل

حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ والد گرامی شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ کا قرآن شریف سے بڑا شغف تھا۔ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی تذکرۃ الخلیل میں لکھتے ہیں ''ایک مرتبہ میری درخواست پر آپ رمضان میں قرآن شریف سنانے کے لیے میرٹھ تشریف لائے تو دیکھا۔ دن بھر میں چلتے پھرتے پورا قرآن مجید ختم فرما لیتے تھے اور افطار کا وقت ہوتا تو ان کی زبان پر قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہوتی تھی۔ ریل سے اترے تو عشاء کا وقت ہو گیا تھا ہمیشہ باوضو رہنے کی عادت تھی، اس لیے مسجد میں قدم رکھتے ہی مصلے پر آ گئے اور تین گھنٹے میں دس پارے ایسے صاف اور رواں پڑھے کہ کہیں لکنت تھی نہ متشابہ۔ گویا قرآن شریف سامنے کھلا رکھا ہے اور باطمینان پڑھ رہے ہیں۔ تیسرے دن ختم فرما کر روانہ ہو گئے۔ کہ دور کی ضرورت تھی نہ سامع کی حاجت۔'' (سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی بحوالہ تحفہ حفاظ)

حضرت رائے پوری رحمہ اللہ کا پر کیف انداز

حضرت اقدس مولانا عبدالقادر رائپوری قدس سرہ کے حالات میں ہے کہ جب تک ان کی صحت اچھی تھی تو رمضان المبارک میں بعد نماز عصر، مجلس سے الگ تنہائی میں قرآن پاک کی تلاوت فرماتے ایک صاحب جو وہیں رہا کرتے تھے بتلاتے ہیں کہ میں ادھر سے گزرا تو حضرت رحمہ اللہ علیہ کے قرآن پڑھنے کی کیفیت کچھ کھلی اور بہت ہی بھلی معلوم ہوئی اور دل

ہی دل میں بے ساختہ یہ دعا کی کہ اے اللہ اس طرح پر قرآن پڑھنا ہمیں بھی عطا فرمادے۔

رمضان المبارک کے گزرنے کے بعد غالباً حضرت رحمہ اللہ علیہ نے انہیں صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ آؤ تمہیں بتلائیں قرآن ایسے پڑھا کرو وہ جو قرآن پاک میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا سے باتیں کرتے اور اس شجر سے سنتے تھے اپنے کو وہی شجر تصور کرو اور پھر اپنے میں سے قرآن پاک کے نکلتے ہوئے الفاظ کو یوں سمجھو کہ خدائے پاک فرمارہے ہیں اور کانوں سے اسی انداز پر سنو کہ میں اپنے اللہ کا کلام اللہ ہی کی آواز میں سن رہا ہوں اور یہ فرماتے ہوئے یہی کیفیت سراپا اپنے اوپر طاری کرلی اور فرمانے کا یہ اثر ہوا کہ وہی کیفیت دل میں جیسے اتر گئی۔

وہی صاحب یوں بتلاتے ہیں کہ مدت تک ایسی ہی کیفیت کے ساتھ قرآن پاک پڑھنا نصیب ہوا اور بہت ہی لطف آیا اور یہ انداز قرآن پاک کی تلاوت کے سلسلہ کی ترقیوں میں نئے نئے اضافوں کا سبب بنا (سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ ۲۳۷)

مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ کی وجد آفریں تلاوت

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''احاطۂ دارالعلوم میں بیتے ہوئے دن'' میں اپنے اساتذہ کا تذکرہ کیا ہے ان اساتذہ میں حضرت مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہ بھی شامل ہیں ان کی تلاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''وہ قرآن کے حافظ تھے' میں نے سنا ہے کہ مغرب کے بعد اوابین والی نماز میں آٹھ پارے روزانہ پڑھنے کے ملتزم تھے اپنی مسجد میں امامت خود کرتے تھے' ان کی قرأت پر ایک سیدھے سادے ہندوستان کے قصباتی مسلمان کے لب ولہجہ کا رنگ غالب تھا' اگرچہ اصولاً تجوید کے ہر قاعدے کی پوری رعایت کی جاتی تھی بلکہ شاید تجویدی اصولوں کے مطابق قرأت کی عادت ہوگئی تھی لیکن مصنوعی قرأت سے دور کا سروکار بھی ان کی یہ قرأت نہیں رکھتی تھی۔ کبھی کبھی کسی کسی وقت کی نماز پڑھ لینے کی سعادت اس کور بخت کو بھی اللہ کے اس ولی کے پیچھے میسر آجاتی تھی یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا شبیر احمد (عثمانیؒ) مرحوم پر صوفیانہ مشاغل کا غلبہ تھا' مفتی صاحب کی مسجد کے حجرے میں وہ چلہ کش تھے فقیر بھی تراویح کے

وقت حاضر ہو جاتا اور چند ٹوٹے پھوٹے سننے والے مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا' ایسا کیوں کرتا تھا' نہ قرأت ہی میں کان کو کوئی خاص لذت ملتی تھی نہ کچھ اور تھا' لیکن دل یہی کہتا تھا کہ شاید زندگی میں پھر ایسے سیدھے سادے لہجے میں قرآن سننے کا موقع نہ ملے گا اور دل کا یہ فیصلہ صحیح تھا نمازیوں میں مولانا شبیر احمدؒ بھی شریک رہتے تھے اسی زمانے میں ایک دفعہ جو واقعہ پیش آیا' اب بھی جب اسے سوچتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' دل کانپنے لگتا ہے۔ مفتی صاحب قبلہ حسب دستور وہی اپنی نرم نرم سب رو آواز میں قرآن پڑھتے چلے جاتے تھے اسی سلسلہ میں قرآنی آیت۔

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

''اور لوگ کھل کر اللہ کے سامنے آ گئے جو اکیلا ہے اور سب پر غالب ہے''۔

پر پہنچے' نہیں کہہ سکتا کہ مفتی صاحب خود کس حال میں تھے' کان میں قرآن کے یہ الفاظ پہنچے اور کچھ ایسا معلوم ہوا کہ کائنات کا سارا حجاب سامنے سے اچانک ہٹ گیا اور انسانیت کھل کر اپنے وجود کے آخری سرچشمے کے سامنے کھڑی ہے' گویا جو کچھ قرآن میں کہا گیا تھا محسوس ہوا کہ وہ آنکھوں کے سامنے ہے اپنے آپ کو اس حال میں پا رہا تھا۔ شاید خیال یہی تھا کہ غالباً میرا یہ ذاتی حال ہے' مگر پتہ چلا کہ میرے اغل بغل جو نمازی کھڑے ہوئے تھے ان پر بھی کچھ اسی قسم کی کیفیت طاری تھی' مولانا شبیر احمدؒ کی بے ساختہ چیخ نکل پڑی۔ یاد آ رہا ہے کہ چیخ کر غالباً وہ تو گر پڑے دوسرے نمازی بھی لرزہ براندام تھے چیخ و پکار کا ہنگامہ ان میں بھی برپا تھا لیکن مفتی صاحب کوہ وقار بنے ہوئے امام کی جگہ اسی طرح کھڑے تھے جدید کیفیت ان پر جو تھی وہ صرف یہی تھی کہ خلاف دستور بار بار اس آیت کو مسلسل دہراتے چلے جاتے تھے جیسے جیسے دہراتے' نمازیوں کی حالت غیر ہوتی تھی آخر صف درہم برہم ہو گئی' کوئی ادھر گرا ہوا تھا کوئی ادھر پڑا ہوا تھا آہ کی آواز مولانا شبیر احمدؒ کی زبان سے نکل رہی تھی' صف پر ایک طرف وہ بھی پڑے ہوئے تھے۔ کچھ دیر کے بعد لوگ اپنے آپ میں واپس ہوئے' تازہ وضو کر کے پھر نئے سرے سے صف میں شریک ہوئے' جہاں تک خیال آتا ہے مفتی صاحب دار و گیر' چیخ و پکار' صیحہ اور نعرہ کے ان تمام ہنگاموں میں

اپنی جگہ کھڑے ہوئے اس آیت کریمہ کی تلاوت میں مشغول رہے جب دوبارہ صف بندی ہوئی تب پھر آگے بڑھے۔(احاطہ دارالعلوم ص ۱۹۰)

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی کرامت

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے اصرار کیا اور کہا کہ حضرت ہم کو بھی اس کرامت کا مشاہدہ کرا دیجیے۔ چنانچہ گومتی کے پل پر لوگ اکٹھے ہوئے۔ مولانا نے ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر دیا۔ ممکن ہے کہ اس وقت آپ اظہار کرامت میں ماذون ہوں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ طیِ ارض کی طرح بسط زمانہ بھی ایک کرامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے اوقات میں درازی و برکت عطا فرما دیتے ہیں۔ اور جو کام کئی روز میں نہیں ہو سکتا وہ اس کو چند گھنٹوں میں کر لیتے ہیں۔ (ارواح ثلاثہ بحوالہ تحفہ حفاظ)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ

شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ تراویح کے بعد صبح تک نوافل میں مشغول رہتے تھے اور یکے بعد دیگرے متعدد حفاظ سے قرآن مجید سنتے رہتے تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے ہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ تو دن رات تلاوت ہی کا ہوتا تھا۔ ڈاک بھی بند اور ملاقات بھی گوارا نہیں ہوتی تھی۔ (ماہنامہ بینات بحوالہ تحفہ حفاظ)

حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ

مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی حالات مشائخ کاندھلہ میں لکھتے ہیں ''حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کا معمول تھا کہ رمضان المبارک میں اپنی والدہ صاحبہ اور نانی صاحبہ کو قرآن شریف سنانے کے لیے کاندھلہ تشریف لاتے اور ہمیشہ تین شب میں پورا قرآن شریف سنا کر واپس تشریف لے جاتے جس سال ذی قعدہ میں

آپ کا وصال ہوا اس میں ایک ہی شب میں پورا قرآن مجید سنایا تھا اور اگلے ہی دن واپس تشریف لے گئے'' (سوانح یوسفی بحوالہ تحفہ حفاظ)

دیگر مشائخ و اکابر کا انداز تلاوت

شیخ الحدیث قطب العالم برکت العصر حضرت اقدس مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہٗ کا معمول مبارک آدھی صدی سے زیادہ عرصہ تک رمضان المبارک میں یومیہ ایک قرآن ختم کرنے کا رہا۔

حضرت شیخ المشائخ مولانا قاری ابو محمد محیی الاسلام عثمانی پانی پتیؒ اور آپ کے تلمیذ حضرت شیخ الوقت حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ پوری رات ماہ رمضان میں سحری کے وقت تک تلاوت قرآن پاک فرماتے رہتے تھے۔۔

ہمارے شیخ مجدد القراآت حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی یومیہ دو ثلث (تقریباً بیس بائیس پارے) تلاوت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ یحییٰ یزیدیؒ نے ابوعمرو بصریؒ کو ایک ہی مجلس میں کھڑے کھڑے پورا قرآن پاک سنا دیا۔ (تحفہ حفاظ)

سلطان مظفر کی پر اثر تلاوت

سلطان مظفر تلاوت بہت کیا کرتا تھا، ایک روز احوال قیامت کی آیت پر بہت رویا، شیخ جیوندیم سلطان جو قطب عالم کے فرزند تھے انہوں نے تسلی دی کہ آپ زاہد و عابد ہیں۔ آپ کو ہراساں نہ ہونا چاہیے تو کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ **نجا المحففون وھلک المثقلون** (سبک بار نجات پا گئے اور گراں بار ہلاک ہو گئے) اس لئے روتا ہوں۔ یہ بادشاہ راتوں کو رعایا کے حالات دریافت کرنے نکل جاتا اور اہل حاجت پاتا تو حاجت روائی کرتا۔ (تذکرۂ قاریان ہند)

شافع محشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی
بارگاہ خداوندی میں

دُعائیں

(مع ضروری احکام وآداب)

دُعا صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے

دُعا صرف خدا سے مانگئے' اس کے سوا کبھی کسی کو حاجت روائی کے لیے نہ پکاریئے۔ اس لیے کہ دعا عبادت کا جوہر ہے اور عبادت کا مستحق تنہا خدا ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے:

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ط وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِن دُوْنِهِ لاَ يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ط وَمَا دُعَآءُ الْكَافِرِيْنَ إِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (سورۃ الرعد: آیت ١٤)

ترجمہ:...... ''اسی کو پکارنا برحق ہے اور یہ لوگ اس کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ ان کو پکارنا تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا کر چاہے کہ پانی (دور ہی سے) اس کے منہ میں آ پہنچے حالانکہ پانی اس تک کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بے نتیجہ بھٹک رہی ہیں۔''

یعنی حاجت روائی اور کارسازی کے سارے اختیارات خدا ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اس کے سوا کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ سب اسی کے محتاج ہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو بندوں کی پکار سنے اور ان کی دعاؤں کا جواب دے۔ ''يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ج وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ'' (سورۃ الفاطر: آیت ١٥)

ترجمہ:۔ ''انسانو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اللہ ہی غنی اور بے نیاز اور اچھی صفات والا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا نے فرمایا ہے:

میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کرلیا ہے تو تم بھی ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کو حرام سمجھو۔ میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سوائے اس کے جس کو میں ہدایت دوں' پس

تم مجھ ہی سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت دوں۔ میرے بندو! تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس شخص کے جس کو میں کھلاؤں۔ پس تم مجھ سے روزی مانگو میں تمہیں روزی دوں گا۔

میرے بندو! تم میں سے ہر ایک ننگا ہے۔ سوائے اس کے جس کو میں پہناؤں۔ پس تم مجھ ہی سے لباس مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم رات میں بھی گناہ کرتے ہو اور دن میں بھی اور میں سارے گناہ معاف کردوں گا۔ (صحیح مسلم)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ''آدمی کو اپنی ساری حاجتیں خدا سے ہی مانگنی چاہئیں۔ یہاں تک کہ اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو خدا ہی سے مانگے اور اگر نمک کی ضرورت ہو تو وہ بھی اسی سے مانگے۔'' (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کے لیے خدا ہی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اس کے سوا نہ کوئی دعاؤں کا سننے والا ہے اور نہ کوئی مرادیں پوری کرنے والا ہے۔

ناجائز اور نامناسب باتوں کی دُعا نہ مانگو

خدا سے وہی کچھ مانگئے جو حلال اور طیب ہو' ناجائز مقاصد اور گناہ کے کاموں کے لیے خدا کے حضور ہاتھ پھیلانا انتہائی درجے کی بے ادبی' بے حیائی اور گستاخی ہے' حرام اور ناجائز مرادوں کے پورا ہونے کے لیے خدا سے دعائیں کرنا اور منتیں ماننا دین کے ساتھ بدترین قسم کا مذاق ہے۔

اسی طرح ان باتوں کے لیے بھی دعا نہ مانگئے جو خدا نے ازلی طور پر طے فرما دی ہیں اور جن میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ مثلاً کوئی پستہ قد انسان اپنے قد کے دراز ہونے کی دعا کرے یا کوئی غیر معمولی دراز قد انسان قد کے پست ہونے کی دعا کرے یا کوئی دعا کرے کہ میں ہمیشہ جوان رہوں اور کبھی بڑھاپا نہ آئے وغیرہ۔ قرآن کا ارشاد ہے:

''وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۝'' (سورۂ اعراف: آیت ۲۹)

ترجمہ:...... ''اور ہر عبادت میں اپنا رُخ ٹھیک اسی طرف رکھو اور اسی کو پکارو اس کے لیے اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔'' خدا کے حضور اپنی ضرورتیں رکھنے والا نافرمانی کی

راہ پر چلتے ہوئے ناجائز مرادوں کے لیے دعائیں نہ مانگے بلکہ اچھا کردار اور پاکیزہ جذبات پیش کرتے ہوئے نیک مرادوں کے لیے خدا کے حضور اپنی درخواست رکھے۔

دعا اخلاص اور یقین کے ساتھ مانگنی چاہیے

دعا' گہرے اخلاص اور پاکیزہ نیت سے مانگئے اور اس یقین کے ساتھ مانگئے کہ جس خدا سے آپ مانگ رہے ہیں وہ آپ کے حالات کا پورا پورا یقینی علم رکھتا ہے اور آپ پر انتہائی مہربان بھی ہے اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی پکار سنتا اور ان کی دعائیں قبول کرتا ہے' نمود و نمائش' ریاکاری اور شرک کے ہر شائبے سے اپنی دعاؤں کو بے آمیز رکھئے۔ قرآن میں ہے: ''فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ'' (سورۃ المومن: آیت ۱۴)

ترجمہ:...... ''پس اللہ کو پکارو اس کے لیے اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔'' اور سورۂ بقرہ میں ہے:

''وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ ط أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ'' (سورۃ البقرہ: آیت ۱۸۶)

ترجمہ:...... ''اور اے رسول! جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دیجئے کہ میں ان سے قریب ہی ہوں' پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ لہٰذا انہیں میری دعوت قبول کرنی چاہیے اور مجھ پر ایمان لانا چاہیے تاکہ وہ راہِ راست پر چلیں۔''

دعا پوری توجہ اور حضور قلب سے مانگنی چاہیے

دعا پوری توجہ' یکسوئی اور حضور قلب سے مانگئے اور خدا سے اچھی اُمید رکھئے' اپنے گناہوں کے انبار پر نگاہ رکھنے کے بجائے خدا کے بے پایاں عفو و کرم اور بے حد و حساب جود و سخا پر نظر رکھئے۔ اس شخص کی دعا درحقیقت دعا ہی نہیں ہے جو غافل اور لاپروا اور لاابالی پن کے ساتھ محض نوک زبان سے کچھ الفاظ بے دلی کے ساتھ ادا

کررہا ہو اور خدا سے خوش گمان نہ ہو۔ حدیث میں ہے:

''اپنی دعاؤں کے قبول ہونے کا یقین رکھتے ہوئے (حضورِ قلب سے) دعا کیجئے۔ خدا ایسی دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پروا دل سے نکلی ہو۔'' (ترمذی)

دعا انتہائی عاجزی اور خشوع وخضوع کیساتھ مانگنی چاہیے

دعا انتہائی عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ مانگئے۔ خشوع اور خضوع سے مراد یہ ہے کہ آپ کا دل خدا کی ہیبت اور عظمت وجلال سے لرز رہا ہو اور جسم کی ظاہری حالت پر بھی خدا کا خوف پوری طرح ظاہر ہو' سر اور نگاہیں جھکی ہوئی ہوں' آواز پست ہو' اعضاء ڈھیلے پڑے ہوئے ہوں' آنکھیں نم ہوں اور تمام انداز واطوار سے مسکینی اور بے کسی ظاہر ہو رہی ہو' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کے دوران اپنی ڈاڑھی کے بالوں سے کھیل رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا۔''

دراصل دعا مانگتے وقت آدمی کو اس تصور سے لرزنا چاہیے کہ میں ایک درماندہ فقیر ایک بے نوا مسکین ہوں' اگر خدانخواستہ میں اس در سے ٹھکرادیا گیا تو پھر میرے لیے کہیں کوئی ٹھکانا نہیں' میرے پاس اپنا کچھ نہیں ہے جو کچھ ملا ہے خدا ہی سے ملا ہے اور اگر خدا نہ دے تو دنیا میں کوئی دوسرا نہیں ہے جو مجھے کچھ دے سکے۔ خدا ہی ہر چیز کا وارث ہے۔ اسی کے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے' بندہ محض فقیر اور عاجز ہے۔ قرآن پاک میں ہدایت ہے: ''اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا'' (سورۃ الاعراف: آیت ۵۵)

ترجمہ:...... ''اپنے رب کو عاجزی اور زاری کے ساتھ پکارو۔'' عبدیت کی شان ہی یہی ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کو نہایت عاجزی اور مسکنت کے ساتھ گڑگڑا کر پکارے اور اس کا دل ودماغ' جذبات واحساسات اور سارے اعضاء اس کے حضور جھکے ہوئے ہوں اور اس کے ظاہر وباطن کی پوری کیفیت سے احتیاج وفریاد ٹپک رہی ہو۔

دعا چپکے چپکے دھیمی آواز سے مانگنی چاہیے

دعاء چپکے چپکے دھیمی آواز سے مانگئے۔ خدا کے حضور ضرور گڑگڑائیے لیکن اس گریہ وزاری کی نمائش ہرگز نہ کیجئے۔ بندے کی عاجزی اور انکساری اور فریاد صرف خدا کے سامنے ہونی چاہیے۔

بلاشبہ بعض اوقات دعا زور زور سے بھی کر سکتے ہیں لیکن یا تو تنہائی میں ایسا کیجئے یا پھر جب اجتماعی دعا کرا رہے ہوں تو اس وقت بلند آواز سے دعا کیجئے تا کہ دوسرے لوگ آمین کہیں۔ عام حالات میں خاموشی کے ساتھ پست آواز میں دعا کیجئے اور اس بات کا پورا پورا اہتمام کیجئے کہ آپ کی گریہ وزاری اور فریاد بندوں کو دکھانے کے لیے ہرگز نہ ہو:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (سورۃ اعراف: آیت ۲۰۵)

ترجمہ:...... "اور اپنے رب کو دل ہی دل میں زاری اور خوف کے ساتھ یاد کیا کرو اور زبان سے بھی ہلکی آواز سے صبح وشام یاد کرو اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔"

حضرت زکریا علیہ السلام کی شانِ بندگی کی تعریف کرتے ہوئے قرآن میں کہا گیا ہے؟

"اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا" (سورۃ مریم: آیت ۳)

ترجمہ...... "جب اس نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا۔"

دعا کرنے سے پہلے کوئی نیک کام کا نیکی کا واسطہ دیجئے

دعا کرنے سے پہلے کوئی نیک عمل ضرور کیجئے مثلاً کچھ صدقہ و خیرات کیجئے، کسی بھوکے کو کھانا کھلا دیجئے یا نفل نماز اور روزوں کا اہتمام کیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں تو اپنے اعمال کا واسطہ دے کر دعا کیجئے جو آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ صرف خدا کے لیے کیے ہوں۔ قرآن میں ہے:

"اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ط" (سورۃ الفاطر: آیت ۱۰)

ترجمہ:...... "اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل انہیں

بلند مدارج طے کراتے ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار تین ایسے اصحاب کا واقعہ سنایا جو ایک اندھیری رات میں ایک غار کے اندر پھنس گئے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے مخلصانہ عمل کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی اور خدا نے ان کی مصیبت کو دور فرما دیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ تین ساتھیوں نے ایک رات ایک غار میں پناہ لی' خدا کا کرنا' پہاڑ سے ایک چٹان پھسل کر غار کے منہ پر آ پڑی اور غار بند ہو گیا۔ دیو قامت چٹان تھی' بھلا ان کے بس میں کہاں تھا کہ اس کو ہٹا کر غار کا منہ کھول دیں۔ مشورہ یہ ہوا کہ اپنی اپنی زندگی کے مخلصانہ عمل کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی جائے' کیا عجب کہ خدا سن لے اور اس مصیبت سے نجات مل جائے۔ چنانچہ ایک نے کہا:

''میں جنگل میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور اسی پر گزارہ تھا میرا۔ جب میں جنگل سے واپس آتا تو سب سے پہلے اپنے بوڑھے ماں باپ کو دودھ پلاتا اور پھر اپنے بچوں کو' ایک دن میں دیر سے آیا۔ بوڑھے ماں باپ سو چکے تھے۔ بچے جاگ رہے تھے اور بھوکے تھے۔ لیکن میں نے یہ گوارا نہ کیا کہ ماں باپ سے پہلے بچوں کو پلاؤں اور یہ بھی گوارا نہ کیا کہ والدین کو جگا کر تکلیف پہنچاؤں۔ چنانچہ میں رات بھر دودھ کا پیالہ لیے ان کے سرہانے کھڑا رہا۔ بچے میرے پیروں میں چمٹ چمٹ کر روتے رہے لیکن میں صبح تک اسی طرح کھڑا رہا۔ خدایا! میں نے یہ عمل خالص تیری خاطر کیا! تو اس کی برکت سے غار کے منہ سے چٹان ہٹا دے۔'' اور چٹان اتنی ہٹی کہ آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرے نے کہا ''میں نے کچھ مزدوروں سے کام لیا اور سب کو مزدوری دے دی لیکن ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد جب وہ مزدوری لینے آیا تو میں نے ان سے کہا یہ گائیں بکریاں اور یہ نوکر چاکر سب تمہارے ہیں' لے جاؤ۔ وہ بولا خدا کے لیے مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا مذاق نہیں واقعی یہ سب کچھ تمہارا ہے تم جو رقم چھوڑ کر گئے تھے' میں نے اس کو کاروبار میں لگایا' خدا نے اس میں برکت دی اور یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو سب اسی سے حاصل ہوا ہے یہ تم اطمینان کے ساتھ لے جاؤ۔ سب کچھ تمہارا ہے وہ شخص سب کچھ لے کر چلا گیا۔ خدایا! یہ میں نے محض تیری رضا کے لیے کیا۔ خدایا! تو اس کی برکت سے غار

کے منہ سے چٹان کو دور فرما دے۔'' خدا کے کرم سے چٹان اور ہٹ گئی۔

تیسرے نے کہا ''میری ایک چچازاد بہن تھی جس سے مجھ کو غیر معمولی محبت ہو گئی تھی۔ اس نے کچھ رقم مانگی۔ میں نے رقم مہیا کر دی لیکن جب میں اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے پاس بیٹھا تو اس نے کہا خدا سے ڈرو اور اس کام سے باز رہو۔ میں فوراً اُٹھ گیا اور میں نے وہ رقم بھی اس کو بخش دی۔ اے خدا! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ سب محض تیری خوشنودی کے لیے کیا۔ خدایا! تو اس کی برکت سے غار کے منہ کو کھول دے۔'' خدا نے غار کے منہ سے چٹان ہٹا دی اور تینوں کو خدا نے اس مصیبت سے نجات بخشی۔

اچھے کاموں کی طرف سبقت اور حرام کاموں سے پرہیز کیجیے

نیک مقاصد کے لیے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو خدا کی ہدایت کے مطابق سنوارنے اور سدھارنے کی کوشش کیجیے، گناہ اور حرام سے پوری طرح پرہیز کیجیے۔ ہر کام میں خدا کی ہدایت کا پاس و لحاظ کیجیے اور پرہیز گاری کی زندگی گزاریئے۔ حرام کھا کر، حرام پی کر، حرام پہن کر اور بے باکی کے ساتھ حرام کے مال سے اپنے جسم کو پال کر دعا کرنے والا یہ آرزو کرے کہ میری دعا قبول ہو تو یہ زبردست نادانی اور ڈھٹائی ہے۔ دعا کو قابل قبول بنانے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کا قول و عمل بھی دین کی ہدایت کے مطابق ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خدا پاکیزہ ہے اور وہ صرف پاکیزہ مال ہی کو قبول کرتا ہے اور خدا نے مؤمنوں کو اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے:

''یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط'' (سورۃ المومنون: آیت ۵۱)

ترجمہ:...... ''اے رسولو! پاکیزہ روزی کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔''

''یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ'' (سورۃ البقرہ: آیت ۱۷۲)

ترجمہ:...... ''اے ایمان والو! جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو بخشی ہیں وہ کھاؤ۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبی مسافت طے کر کے

مقدس مقام پر حاضری دیتا ہے' غبار میں اٹا ہوا ہے' گرد آلود ہے اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے' اس کا پینا حرام ہے' اس کا لباس حرام ہے اور حرام ہی سے اس کے جسم کی نشو ونما ہوئی ہے تو ایسے (باغی اور نافرمان) شخص کی دعا کیوں کر قبول ہو سکتی ہے؟ (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ سے برابر دعا مانگتے رہو

برابر دعا کرتے رہو خدا کے حضور' اپنی عاجزی اور احتیاج اور عبودیت کا اظہار خود ایک عبادت ہے' خدا نے خود دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ بندہ جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی سنتا ہوں' دعا کرنے سے کبھی نہ اکتایئے اور اس چکر میں کبھی نہ پڑیئے کہ دعا سے تقدیر بدلے گی یا نہیں' تقدیر کا بدلنا نہ بدلنا' دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا خدا کا کام ہے' جو علیم وحکیم ہے۔ بندے کا کام بہر حال یہ ہے کہ وہ ایک فقیر محتاج کی طرح برابر اس سے دعا کرتا رہے اور لمحہ بھر کے لیے بھی خود کو بے نیاز نہ سمجھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سب سے بڑا عاجز وہ ہے جو دعا کرنے میں عاجز ہے۔'' (طبرانی)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''خدا کے نزدیک دعا سے زیادہ عزت واکرام والی چیز اور کوئی نہیں ہے۔'' (ترمذی) مومن کی شان ہی یہ ہے کہ وہ رنج و راحت' دکھ اور سکھ' تنگی اور خوشحالی' مصیبت وآرام ہر حال میں خدا ہی کو پکارتا ہے' اسی کے حضور اپنی حاجتیں رکھتا ہے اور برابر اس سے خیر کی دُعا کرتا رہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جو شخص خدا سے دعا نہیں کرتا' خدا اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

دعا قبول نہ ہو پھر بھی دعا مانگتے رہو

دعا کی قبولیت کے معاملے میں خدا پر پورا بھروسہ رکھئے' اگر دعا کی قبولیت کے اثرات جلد ظاہر نہ ہو رہے ہوں تو مایوس ہو کر دعا چھوڑ دینے کی غلطی کبھی نہ کیجئے۔ قبولیت دعا کی فکر میں پریشان ہونے کے بجائے صرف دعا مانگنے کی فکر کیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں ''مجھے دعا قبول ہونے کی فکر نہیں ہے، مجھے صرف دعا مانگنے کی فکر ہے۔ جب مجھے دعا مانگنے کی توفیق ہوگئی تو قبولیت بھی اس کے ساتھ حاصل ہو جائے گی۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''جب کوئی مسلمان خدا سے کچھ مانگنے کے لیے خدا کی طرف منہ اُٹھاتا ہے تو خدا اس کا سوال ضرور پورا کر دیتا ہے یا تو اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے یا خدا اس کے لیے اس کی مانگی ہوئی چیز کو آخرت کے لیے جمع فرما دیتا ہے۔''

قیامت کے دن خدا ایک بندۂ مومن کو اپنے حضور طلب فرمائے گا اور اس کو اپنے سامنے کھڑا کر کے پوچھے گا ''اے میرے بندے! میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تیری دعا کو قبول کروں گا۔

تو کیا تو نے دعا مانگی تھی؟'' وہ کہے گا ''پروردگار! مانگی تھی۔'' پھر خدا فرمائے گا ''تو نے مجھ سے جو دعا بھی مانگی تھی میں نے وہ قبول کی، کیا تو نے فلاں دن یہ دعا نہ کی تھی کہ میں تیرا رنج وغم دور کر دوں جس میں تو مبتلا تھا اور میں نے تجھے اس رنج وغم سے نجات بخشی تھی؟'' بندہ کہے گا ''بالکل سچ ہے پروردگار!''

پھر خدا فرمائے گا ''وہ دعا تو میں نے قبول کر کے دنیا ہی میں، میں نے تیری آرزو پوری کر دی تھی اور فلاں روز پھر تو نے دوسرے غم میں مبتلا ہونے پر دعا کی کہ خدایا! اس مصیبت سے نجات دے مگر تو نے اس رنج وغم سے نجات نہ پائی اور برابر اس میں مبتلا رہا۔'' وہ کہے گا ''بے شک پروردگار!'' تو خدا فرمائے گا ''میں نے اس دعا کے عوض جنت میں تیرے لیے طرح طرح کی نعمتیں جمع کر رکھی ہیں۔'' اور اسی طرح دوسری حاجتوں کے بارے میں بھی دریافت کر کے یہی فرمائے گا۔''

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بندۂ مومن کی کوئی دعا ایسی نہ ہوگی جس کے بارے میں خدا یہ بیان نہ فرماوے کہ یہ میں نے دنیا میں قبول کی اور یہ تمہاری آخرت کے لیے ذخیرہ کر کے رکھی اس وقت بندۂ مومن سوچے گا کاش! میری کوئی دعا بھی دنیا میں قبول نہ ہوتی اس لیے بندے کو ہر حال میں دعا مانگتے رہنا چاہیے۔'' (حاکم)

دعا کے وقت ظاہر و باطن پاک و صاف ہونا چاہئے

دعا کے وقت ظاہری آداب' طہارت' پاکیزگی کا پورا پورا خیال رکھئے اور قلب کو بھی ناپاک جذبات' گندے خیالات اور بیہودہ معتقدات سے پاک رکھئے۔ قرآن میں ہے:

''اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِیۡنَ ''(سورۃ البقرہ:۲۲۲)

ترجمہ:......''بے شک خدا کے محبوب بندے وہ ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرتے ہیں اور نہایت پاک صاف رہتے ہیں۔'' اور سورۂ مدثر میں ہے:

''وَرَبَّکَ فَکَبِّرۡ وَثِیَابَکَ فَطَهِّرۡ''(سورۃ المدثر: آیت ۳'۴)

ترجمہ:......''اور اپنے رب کی کبریائی بیان کیجئے اور اپنے نفس کو پاک رکھئے۔''

پہلے اپنے لیے پھر دوسروں کے لیے دُعا کیجئے

دوسروں کے لیے بھی دعا کیجئے لیکن ہمیشہ اپنی ذات سے شروع کیجئے۔ پہلے اپنے لیے دعا مانگئے پھر دوسروں کے لیے۔ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی دو دعائیں نقل کی گئی ہیں جن سے یہی سبق ملتا ہے:

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ(سورۃ ابراہیم: آیت ۴۰'۴۱)

ترجمہ:......''اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد کو بھی۔ پروردگار! میری دعا قبول فرما اور میرے والدین اور سارے مسلمانوں کو اس دن معاف فرما دے جب کہ حساب قائم ہوگا۔''

رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ط(سورۃ نوح: آیت ۲۸)

ترجمہ:......''میرے رب! میری مغفرت فرما اور میرے ماں باپ کی مغفرت فرما اور ان مومنوں کی مغفرت فرما جو ایمان لاکر میرے گھر میں داخل ہوئے اور سارے ہی

مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما۔"

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کا ذکر فرماتے تو اس کے لیے دُعا کرتے اور دعا اپنی ذات سے شروع کرتے۔ (ترمذی)

امام کو جامع اور جمع کے صیغوں کے ساتھ دُعا مانگنی چاہیے

اگر آپ امامت کررہے ہیں تو ہمیشہ جامع دعائیں مانگئے اور جمع کے صیغے استعمال کیجیے۔ قرآن پاک میں جو دعائیں نقل کی گئی ہیں ان میں بالعموم جمع ہی کے صیغے استعمال کیے گئے ہیں۔

دعا میں تنگ نظری سے پرہیز کیجیے

دعا میں تنگ نظری اور خود غرضی سے بھی بچیے اور خدا کی عام رحمت کو محدود رکھنے کی غلطی کرکے اس کے فیض و بخشش کو اپنے لیے خاص کرنے کی دعا نہ کیجیے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک بدو آیا، اس نے نماز پڑھی، پھر دعا مانگی اور کہا اے خدا! مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو نے خدا کی وسیع رحمت کو تنگ کردیا۔" (بخاری)

دعا میں بہ تکلف قافیہ بندی سے پرہیز کیجیے

دعا میں بہ تکلف قافیہ بندی سے بھی پرہیز کیجیے اور سادہ انداز میں گڑگڑا کر دعا مانگیے، گانے اور سر ہلانے سے اجتناب کیجیے۔ البتہ بغیر کسی تکلیف کے کبھی زبان سے موزوں الفاظ نکل جائیں یا قافیے کی رعایت ہوجائے تو کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض دعائیں ایسی منقول ہیں جن میں بے ساختہ قافیہ بندی اور وزن کی رعایت کی گئی ہے۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نہایت ہی جامع دعا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوْذُبِکَ مِنۡ قَلۡبٍ لَّا یَخۡشَعُ وَمِنۡ نَفۡسٍ لَّا تَشۡبَعُ وَمِنۡ

عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا."

ترجمہ:......''خدایا! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو، اس نفس سے جس میں صبر نہ ہو، اس علم سے جو نفع بخش نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

دعا کا آغاز اللہ کی حمد وثناء اور صلوٰۃ وسلام سے کیجئے

دعا کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور دُرود وسلام سے کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جب کسی شخص کو خدا یا کسی انسان سے ضرورت وحاجت پوری کرنے کا معاملہ درپیش آئے تو اس کو چاہیے کہ پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور پھر خدا کی حمد وثناء کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود وسلام بھیجے اس کے بعد خدا کی بارگاہ میں اپنی ضرورت کو بیان کرے۔'' (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہے کہ بندے کی جو دعا خدا کی حمد وثناء اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود وسلام کے ساتھ پہنچتی ہے وہ شرفِ قبولیت پاتی ہے۔

حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی اور نماز کے بعد کہا: ''اَللّٰھم اغْفِرْ لِیْ'' خدایا! میری مغفرت فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ان سے کہا ''تم نے مانگنے میں جلد بازی سے کام لیا۔ جب نماز پڑھ کر بیٹھو تو پہلے خدا کی حمد وثناء کرو، پھر دُرود شریف پڑھو، پھر دعا مانگو۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما ہی رہے تھے کہ دوسرا آدمی آیا اور اس نے نماز پڑھ کر خدا کی حمد وثناء بیان کی، دُرود شریف پڑھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اب دعا مانگو، دعا قبول ہوگی۔'' (ترمذی)

قبولیت دعا کے خاص اوقات اور حالات

خدا سے ہر وقت ہر آن دعا مانگتے رہو اس لیے کہ وہ اپنے بندوں کی فریاد سننے سے کبھی نہیں اکتاتا۔ البتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ خاص اوقات اور مخصوص حالات ایسے

ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان مخصوص اوقات اور حالات میں دعاؤں کا خصوصی اہتمام فرمائیے۔

(۱) رات کے پچھلے حصے کے سناٹے میں جب عام طور پر لوگ میٹھی نیند کے مزے میں مست پڑے ہوتے ہیں جو بندہ اُٹھ کر اپنے رب سے راز و نیاز کی گفتگو کرتا ہے اور مسکین بن کر اپنی حاجتیں اس کے حضور رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ خصوصی کرم فرماتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''خدا ہر رات کو آسمانِ دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے یہاں تک کہ جب رات کا پچھلا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو فرماتا ہے: کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اس کو عطا کروں، کون مجھ سے مغفرت چاہتا ہے کہ میں اسے معاف کروں۔'' (ترمذی)

(۲) شب قدر میں زیادہ سے زیادہ دُعا کیجئے کہ یہ رات خدا کے نزدیک ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے اور یہ دعا خاص طور پر پڑھئے۔ (ترمذی)

''اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ''

ترجمہ: ...... ''خدایا تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، پس تو مجھے معاف فرما دے۔''

(۳) میدانِ عرفات میں جب ۹ ذی الحجہ کو خدا کے مہمان جمع ہوتے ہیں۔

(۴) جمعہ کی مخصوص ساعت میں جو جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے نماز کے ختم ہونے تک یا نمازِ عصر کے بعد سے نمازِ مغرب تک ہے۔

(۵) اذان کے وقت اور میدانِ جہاد میں جب مجاہدوں کی صف بندی کی جارہی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''دو چیزیں خدا کے دربار میں ردّ نہیں کی جاتیں، ایک اذان کے وقت کی دعا، دوسری جہاد (میں صف بندی) کے وقت کی دعا۔'' (ابوداؤد)

(۶) اذان اور تکبیر کے درمیانی وقفے میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ کی دُعا رد نہیں کی جاتی۔'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا، یارسول اللہ! اس وقفے میں کیا دُعا مانگا کریں۔ فرمایا: یہ دعا مانگا کرو:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ''

ترجمہ:...... ''خدایا! میں تجھ سے عفو وکرم اور عافیت وسلامتی مانگتا ہوں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔''

(۷) رمضان کے مبارک ایام میں بالخصوص افطار کے وقت۔ (بزار)

(۸) فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی)

(۹) سجدے کی حالت میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ''سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت ہی قربت حاصل کر لیتا ہے۔ پس تم اس حالت میں خوب خوب دُعا مانگا کرو۔''

(۱۰) جب آپ کسی شدید مصیبت یا انتہائی رنج وغم میں مبتلا ہوں۔ (حاکم)

(۱۱) جب ذکر فکر کی کوئی دینی مجلس منعقد ہو۔ (بخاری، مسلم)

(۱۲) جب قرآن پاک کا ختم ہو۔ (طبرانی)

قبولیت دعا کے مخصوص مقامات

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب مکہ سے بصرہ جانے لگے تو آپ نے مکہ والوں کے نام ایک خط لکھا جس میں مکے کے قیام کی اہمیت اور فضائل بیان کیے اور یہ بھی واضح کیا کہ مکے میں ان پندرہ مقامات پر خصوصیت کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱) ملتزم کے پاس (۲) میزاب رحمت کے نیچے (۳) کعبہ کے اندر

(۴) چاہ زمزم کے پاس (۵) صفا و مروہ پر (۶) صفا و مروہ کے پاس جہاں سعی کی جاتی ہے۔

(۷) مقام ابراہیم کے پیچھے (۸) عرفات میں (۹) مزدلفہ میں

(۱۰) منیٰ میں۔ (۱۱) جمرات کے پاس۔ (حصن حصین)

دعا کے آداب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے

پاس گئے وہ کمزوری اور بیماری کی وجہ سے پرندے کے اس بچے کی طرح نظر آرہا تھا جس کے پر کسی نے نوچ لئے ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تو کوئی خاص دعا مانگا کرتا تھا؟ اس نے کہا میں یہ دعا مانگا کرتا تھا کہ اے اللہ! تو نے مجھے جو سزا آخرت میں دینی ہے وہ دنیا ہی میں جلد دے دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ دعا کیوں نہیں مانگی اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی خیر و خوبی عطا فرما اور آخرت میں بھی خیر و خوبی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے! چنانچہ اس نے اللہ سے یہ دعا مانگی تو اللہ نے اسے شفادے دی۔

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو تمہیں ربیعۃ القشعم قبیلہ سے یہاں لایا پھر تمہیں اللہ کے رسول کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کی توفیق دی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے آپ سے پہلے موت دے دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا میں کسی کے لئے نہیں کرسکتا۔ (اخرجہ ابونعیم کذا فی المنتخب ۵/۱۴۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابن ابی السائبؒ سے فرمایا جو کہ مدینہ والوں کے واعظ تھے دعا میں بتکلف ایک جیسی عبارت لانے سے بچو کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ہے وہ ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو سنا کہ فتنہ سے پناہ مانگ رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ! اس کی دعا کے الفاظ سے تیری پناہ چاہتا ہوں پھر اس آدمی سے فرمایا کیا تم اللہ سے یہ مانگ رہے ہو کہ وہ تمہیں بیوی بچے اور مال نہ دے؟ (کیونکہ قرآن میں مال اور اولاد کو فتنہ کہا گیا ہے) تم میں سے جو بھی فتنہ سے پناہ مانگنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے۔

دعا میں دونوں ہاتھ اٹھانا اور پھر چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور جب دعا سے فارغ ہو جاتے تو

دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے ۔ (اخرجہ الحاکم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احجار الزیت (مسجد نبوی کے مغرب میں ایک جگہ کا نام ہے) کے پاس دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں منہ کی طرف تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلیاں اپنے منہ پر پھیر لیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اتنی دیر ہاتھ اٹھائے رکھتے تھے کہ میں تھک جاتی تھی۔ (حیاۃ الصحابہ)

اجتماعی دعا کرنا اور اونچی آواز سے دعا کرنا اور آمین کہنا

حضرت قیس مدنیؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی چیز کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا تم جا کر یہ بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھو کیونکہ ایک مرتبہ میں' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فلاں آدمی ہم تینوں مسجد میں دعا کر رہے تھے اور اپنے رب کا ذکر کر رہے تھے کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے پاس بیٹھ گئے تو ہم خاموش ہو گئے پھر فرمایا جو تم کر رہے تھے اسے کرتے رہو چنانچہ میں نے اور میرے ساتھی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے دعا کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری دعا پر آمین کہتے رہے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی اے اللہ! میرے ان دو ساتھیوں نے جو کچھ تجھ سے مانگا میں وہ بھی تجھ سے مانگتا ہوں اور ایسا علم بھی مانگتا ہوں جو کبھی نہ بھولے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بھی اللہ سے وہ علم مانگتے ہیں جو کبھی نہ بھولے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دوسی نوجوان (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) تم دونوں سے آگے نکل گئے۔

حضرت سائب بن یزیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے رمادہ قحط سالی کے زمانے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ صبح کے وقت عام سادہ سے کپڑے پہنے ہوئے عاجز اور

مسکین بن کر جا رہے ہیں اوران کے جسم پر ایک چھوٹی سی چادر پڑی ہوئی ہے جو گھٹنوں تک مشکل سے پہنچ رہی ہے۔ اونچی آواز سے اللہ سے معافی مانگ رہے ہیں اوران کی آنکھوں سے رخسار پر آنسو بہہ رہے ہیں اوران کے دائیں طرف حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس دن انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر بہت گڑگڑا کر دعا مانگی لوگ بھی ان کے ساتھ دعا مانگ رہے تھے۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ کر کہا اے اللہ! ہم تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو تیرے سامنے سفارشی بناتے ہیں پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت دیر تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑے ہو کر دعا مانگتے رہے۔ ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے۔

حضرت ابو ہبیرہؒ کہتے ہیں کہ حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات صحابی تھے۔ انہیں ایک لشکر کا امیر بنایا گیا انہوں نے ملک روم جانے کے راستے تیار کرائے۔ جب دشمن کا سامنا ہوا تو انہوں نے لوگوں سے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو جماعت ایک جگہ جمع ہو اوران میں سے ایک دعا کرائے باقی سب آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے پھر حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور یہ دعا مانگی اے اللہ! ہمارے خون کی حفاظت فرما اور شہداء والا اجر ہمیں عطا فرما ابھی دعا مانگی ہی تھی کہ اتنے میں دشمن کا سپہ سالار جسے رومی زبان میں ہنباط کہا جاتا ہے وہ آ گیا اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے خیمے کے اندر چلا گیا گویا اس نے اپنی شکست مان لی۔ (حیاۃ الصحابہ)

نیک لوگوں سے دعا کرانا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرما دی اور فرمایا اے میرے چھوٹے سے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو مجھے اپنا بھائی فرمایا یہ ایسا کلمہ ہے کہ اگر اس کے بدلے میں مجھے

ساری دنیا بھی مل جائے تو مجھے ہرگز خوشی نہ ہو۔

حضرت اسیر بن جابرؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس سے فرمایا تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔ حضرت اویس نے کہا میں آپ کے لئے دعائے مغفرت کیسے کروں آپ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں؟ فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمام تابعین میں سب سے بہترین آدمی وہ ہے جسے اویس کہا جائے گا۔ (حیاۃ الصحابہ)

وہ کلمات جن سے دعا شروع کی جاتی ہے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ بِاَنِّیۡ اَشۡھَدُ اَنَّکَ اَنۡتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اَنۡتَ اِلۡاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیۡ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدًا

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے مانگتا ہوں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے بے نیاز ہے جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اللہ کے اس اسم اعظم کے ساتھ مانگا ہے کہ جب بھی اس کے ساتھ مانگا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور دیتے ہیں اور جب بھی اس کے ساتھ اسے پکارا جاتا ہے تو وہ ضرور قبول کرتے ہیں۔ (اخرجہ ابوداؤد والترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا یاذاالجلال والاکرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے قبولیت کا دروازہ کھل گیا اب تو مانگ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں پتہ چلا کہ اللہ نے مجھے وہ نام بتادیا ہے کہ جب اس نام کے وسیلہ سے

اس سے دعا کی جاتی ہے تو وہ ضرور قبول فرماتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں وہ نام مجھے بھی سکھا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہ! تجھے سکھانا مناسب نہیں وہ فرماتی ہیں میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی پھر میں کھڑی ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کا بوسہ لیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے وہ نام سکھا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تمہارے لئے مناسب نہیں کہ میں تمہیں سکھاؤں کیونکہ تمہارے لئے مناسب نہیں کہ تم اس کے ذریعہ دنیا کی کوئی چیز مانگو۔ میں وہاں سے اٹھی اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ اللهَ وَاَدْعُوْکَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْکَ الْبَرَّ الرَّحِیْمَ وَاَدْعُوْکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی کُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! میں تجھے اللہ کہہ کر پکارتی ہوں تجھے رحمٰن کہہ کر پکارتی ہوں تجھے نیکوکار رحیم کہہ کر پکارتی ہوں اور تجھے تیرے ان تمام اچھے ناموں سے پکارتی ہوں جن کو میں جانتی ہوں اور جن کو میں نہیں جانتی ہوں اور یہ سوال کرتی ہوں کہ تو میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما دے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری یہ دعا سن کر بہت ہنسے اور فرمایا تم نے جن ناموں سے اللہ کو پکارا ہے ان میں وہ خاص نام بھی شامل ہے۔"

حضرت سلمہ بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ایسی دعا مانگتے ہوئے نہیں سنا کہ جس کے شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ نہ کہے ہوں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلِیِّ الْاَعْلَی الْوَهَّابِ میں اپنے رب کی پاکی بیان کرتا ہوں جو کہ بلند بہت بلند اور بہت دینے والا ہے۔ (اخرجہ احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو دعائیں بھی مانگتے تو ان کے شروع میں درمیان میں اور آخر میں یہ دعا ضرور مانگتے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچایئے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اللہ سے مانگنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان حمد وثنا سے ابتداء کرے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر اللہ سے مانگے تو اس طرح مقصد میں کامیابی کی زیادہ امید ہے۔ (حیاۃ الصحابہ)

منقول دعاؤں کا اہتمام کیجئے

برابر کوشش کرتے رہو کہ آپ کو خدا سے دعا مانگنے کے وہی الفاظ یاد ہو جائیں جو قرآن پاک اور احادیث رسول میں آئے ہیں۔ خدا نے اپنے پیغمبروں اور نیک بندوں کو دعا مانگنے کے جو انداز اور الفاظ بتائے ہیں ان سے اچھے الفاظ اور انداز کوئی کہاں سے لائے گا؟ پھر خدا کے بتائے ہوئے اور رسولوں کے اختیار کیے ہوئے الفاظ میں جو اثر' مٹھاس' جامعیت' برکت اور قبولیت کی شان ہوتی ہے وہ کسی دوسرے کلام میں کیسے ممکن ہے! اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب و روز جو دعائیں مانگی ہیں ان میں بھی سوز' مٹھاس' جامعیت اور عبودیت کاملہ کی ایسی شان پائی جاتی ہے کہ ان سے بہتر دعاؤں' التجاؤں اور آرزوؤں کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن و حدیث کی بتلائی ہوئی دعاؤں کا ورد رکھنے اور ان کے الفاظ اور مفہوم پر غور کرنے سے ذہن و فکر کی یہ تربیت بھی ہوتی ہے کہ مؤمن کی تمنائیں اور التجائیں کیا ہونی چاہئیں۔ کن کاموں میں اس کو اپنی قوتوں کو کھپانا چاہیے اور کن چیزوں کو اپنا منتہائے مقصود بنانا چاہیے۔

بلاشبہ دعا کے لیے کسی زبان' انداز یا الفاظ کی کوئی قید نہیں ہے۔ بندہ اپنے خدا سے جس زبان اور جن الفاظ میں جو چاہے مانگے۔ مگر یہ خدا کا مزید فضل و کرم ہے کہ اس نے یہ بھی بتایا کہ مجھ سے مانگو اور اس طرح مانگو اور دعاؤں کے الفاظ تلقین کر کے بتا دیا کہ مؤمن کو دین و دنیا کی فلاح کے لیے کیا نقطۂ نظر رکھنا چاہیے اور کن تمناؤں اور آرزوؤں سے دل کی دنیا کو آراستہ رکھنا چاہیے اور پھر دین و دنیا کی کوئی حاجت اور خیر کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے لیے دُعا نہ سکھائی گئی ہو۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ خدا سے' قرآن و سنت کے بتائے ہوئے الفاظ ہی میں دُعا مانگیں اور انہیں دعاؤں کا ورد رکھیں جو قرآن میں نقل کی گئی ہیں یا مختلف اوقات میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہیں۔ البتہ جب تک آپ کو قرآن

وسنت کی یہ دعائیں یاد نہیں ہو جاتیں اس وقت تک کے لیے آپ کم از کم یہی اہتمام کیجئے کہ اپنی دعاؤں میں کتاب وسنت کی بتائی ہوئی دعاؤں کے مفہوم ہی کو پیش نظر رکھیں۔

آگے قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند جامع دعائیں نقل کی جاتی ہیں۔ ان مبارک دعاؤں کو دھیرے دھیرے یاد کیجئے اور پھر انہیں کا ورد رکھئے۔

چند جامع دعائیں

(۱) "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" (سورۂ بقرہ: آیت ۲۰۱)

ترجمہ:...... "اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے! اور آخرت میں بہتری دیجئے! اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچائیے!"

(۲) "رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا" (سورۂ فرقان: آیت ۷۴)

ترجمہ:...... "اے ہمارے رب! ہم کو ہماری عورتوں (یا ہمارے شوہروں) اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیز گاروں کا پیشوا بنا دے!"

(۳) "رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" (سورۂ آل عمران: آیت ۱۶)

ترجمہ:...... "اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے، سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے! اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے!"

(۴) "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ o" (سورۂ فاتحہ: آیت ۵)

ترجمہ:...... "بتا ہم کو سیدھی راہ۔"

(۵) "وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ o" (سورۂ بقرہ کی آخری آیت)

ترجمہ:...... "اور درگزر کیجئے ہم سے! اور بخش دیجئے ہم کو! اور رحم کیجئے ہم پر! آپ ہمارے کارساز ہیں، سو آپ ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے۔"

(۶) ”رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَo وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَo“ (سورۂ یونس: آیت ۸۵،۸۶)

ترجمہ:...... ”اے ہمارے رب! ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختہ مشق نہ بنا اور ہم کو مہربانی فرما کر ان کافروں سے نجات دے!“

(۷) ”رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ“ (سورۂ ابراہیم: آیت ۴۱)

ترجمہ:...... ”اے ہمارے رب! میری مغفرت کر دیجئے! اور میرے ماں باپ کی اور تمام مومنین کی بھی، حساب قائم ہونے کے دن۔“

(۸) ”اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى“ (رواہ مسلم مشکوٰۃ: ص ۲۱۸)

ترجمہ:...... ”اے اللہ! میں آپ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاکدامنی اور بے نیازی طلب کرتا ہوں۔“

(۹) ”اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ“

(رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ: ص ۲۱۹)

ترجمہ:...... ”اے اللہ! میں آپ سے بخشش اور عافیت طلب کرتا ہوں دنیا اور آخرت میں۔“

(۱۰) ”اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَا بِالْقَدْرِ“ (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر، مشکوٰۃ: ص ۲۲۰)

ترجمہ:...... ”اے اللہ! میں آپ سے صحت وتندرستی اور پاک دامنی و پارسائی امانت اور اچھی سیرت اور تقدیر پر راضی رہنے کی درخواست کرتا ہوں۔“

(۱۱) ”اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ“ (حوالہ بالا)

ترجمہ:...... ”یا الٰہی! پاک کر دے میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریاکاری سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری نگاہ کو خیانت سے، آپ خوب جانتے ہیں، آنکھوں کی خیانت کو اور ان باتوں کو جن کو دل چھپاتے ہیں۔“

(۱۲) ”اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَيِّبًا“ (حوالہ بالا)

ترجمہ:...... ''یاالٰہی! میں آپ سے نفع بخش علم، مقبول علم اور پاکیزہ روزی مانگتا ہوں۔''

(۱۳) ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ''

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ: ص ۲۱۸)

ترجمہ:...... ''یاالٰہی! میری مغفرت فرما! اور مجھ پر رحم فرما! اور مجھے ہدایت نصیب فرما! اور مجھے عافیت عطا فرما اور مجھے روزی عطا فرما۔''

(۱۴) ''اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ'' (مشکوٰۃ: ص ۱۸۲)

ترجمہ:...... ''یاالٰہی! آپ معاف کرنے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ پس میری خطائیں معاف فرما!''

(۱۵) ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ'' (رواہ مسلم، مشکوٰۃ)

ترجمہ:...... ''اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں کانے دجال کے فتنے سے اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔''

(۱۶) ''رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ''

(رواہ احمد وابوداؤد والنسائی مشکوٰۃ: ص ۸۸)

ترجمہ:...... ''اے میرے رب! میری مدد فرما، تیرا ذکر کرنے، تیرا شکر کرنے اور تیری اچھی عبادت کرنے پر۔''

(۱۷) ''رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًاo'' (سورۂ طٰہٰ: آیت ۱۱۴)

ترجمہ: ''اے میرے رب! میرے علم وفہم میں اضافہ فرما۔''

آٹھ گھنٹہ کی ڈیوٹی آسان آٹھ منٹ کی تہجد و دعا مشکل ہے

کتنی عجیب بات ہے کہ وہ دُکان اور دفتر جس سے انسان کو سبب کے طور پر رزق ملتا

ہے۔ وہاں روزانہ آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے۔ اے انسان! جب سبب سے تجھ کو رزق ملتا ہے اس سبب پہ محنت کرنے میں روزانہ آٹھ گھنٹے لگاتا ہے اور مسبب الاسباب جہاں سے بغیر سبب کے رزق ملتا ہے اس کے سامنے دامن پھیلانے کی تجھے آٹھ منٹ کی بھی فرصت نہیں ہے۔ کیا کبھی کسی نے آٹھ منٹ تہجد کے وقت اللہ کے سامنے دامن پھیلایا؟ وہاں تو سبب کے بغیر ڈائریکٹ مل رہا ہوتا ہے۔ ارے! واسطے کے ذریعے لینے پر آٹھ گھنٹے اور جہاں سے بلاواسطہ ملتا ہے وہاں آٹھ منٹ بھی نہیں دیئے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم تنہائی میں اللہ رب العزت کے سامنے بیٹھیں اور اپنے سب احوال اسی کے سامنے بیان کریں کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ بندہ ہر چیز اسی سے مانگے اور ہر وقت اسی سے مانگے اور نعمتیں ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ (بکھرے موتی)

والدین کا حق ادا کرنے کی دُعا

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ لِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ هُوَ الْمَلِكُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ النُّوْرُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ط“

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح بخاری میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ مذکورہ بالا دعا پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا کرے کہ یا اللہ! اس کا ثواب میرے والدین کو پہنچا دے' اس نے والدین کا حق ادا کر دیا اور تین مرتبہ قل ھو اللہ' تین مرتبہ الحمد للہ شریف اور تین مرتبہ دُرود شریف بھی شامل کر لیں تو والدین کا فرمانبردار شمار ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ آدمی اگر کوئی نفل صدقہ کرے تو اس میں کیا حرج ہے کہ اس کا ثواب والدین کو بخش دیا کرے۔ بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں اس صورت میں ان کو ثواب پہنچ جائے گا اور صدقہ کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (کنز)

نوٹ......اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی زندگی میں نافرمان ہو' پھر ان کے انتقال کے بعد ان کے لیے استغفار کرے' اگر ان کے ذمہ قرض ہو تو اس کو ادا کرے اور ان کو برا نہ کہے تو وہ فرمانبرداروں میں شمار ہو جاتا ہے اور جو شخص والدین کی زندگی میں فرمانبردار تھا لیکن ان کے مرنے کے بعد ان کو برا بھلا کہتا ہے' ان کا قرض بھی ادا نہیں کرتا ان کے لیے استغفار بھی نہیں کرتا وہ نافرمان شمار ہوتا ہے۔ (درمنثور بحوالہ بکھرے موتی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عجیب مناجات

مسند احمد میں ہے احد کے دن جب مشرکین ٹوٹ پڑے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' درستگی کے ساتھ ٹھیک ٹھاک ہو جاؤ تو میں اپنے رب عزّوجل کی ثناء بیان کروں۔ پس لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا پڑھی۔

"اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ ط اَللّٰھُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَّ وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ وَلاَ ھَادِیَ لِمَنْ اَضْلَلْتَ وَلاَ مُضِلَّ لِمَنْ ھَدَیْتَ وَلاَ مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلاَ مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلاَ مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَّ وَلاَ مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ ط اَللّٰھُمَّ ابْسُطْ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ وَفَضْلِکَ وَرِزْقِکَ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ النَّعِیْمَ یَوْمَ الْعَیْلَۃِ وَالْاَمْنَ یَوْمَ الْخَوْفِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَائِذٌ بِکَ مِنْ شَرِّ مَآ اَعْطَیْتَنَا وَمِنْ شَرِّ مَا مَنَعْتَنَا ط اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ ط اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَحْیِنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا وَلاَ مَفْتُوْنِیْنَ اَللّٰھُمَّ قَاتِلِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلٰہَ الْحَقِّ ط" (نسائی)

ترجمہ......"یعنی تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں تو جسے کشادگی دے اسے کوئی تنگ نہیں کر سکتا تو جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جسے تو ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا جس سے تو روک لے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور جسے تو دے اس سے

کوئی باز رکھ نہیں سکتا جسے تو دور کر دے اسے قریب کرنے والا کوئی نہیں اور جسے تو قریب کر لے اسے دور کرنے والا کوئی نہیں۔ اے اللہ! ہم پر اپنی برکتیں، رحمتیں، فضل اور رزق کشادہ کر دے، اے اللہ! میں تجھ سے وہ ہمیشگی کی نعمتیں چاہتا ہوں جو نہ اِدھر اُدھر ہوں نہ زائل ہوں، خدایا! فقیری اور احتیاج والے دن مجھے اپنی نعمتیں عطا فرما اور خوف والے دن مجھے امن عطا فرما۔ پروردگار! جو تو نے مجھے دے رکھا ہے اور جو نہیں دیا ان سب کی برائی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے معبود! ہمارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دے اور اسے ہماری نظروں میں زینت دار بنا دے اور کفر، بدکاری اور نافرمانی سے ہمارے دلوں میں دوری اور عداوت پیدا کر دے اور ہمیں راہ یافتہ لوگوں میں کر دے۔ اے رب ہمارے! ہمیں اسلام کی حالت میں فوت کر اور اسلام پر ہی زندہ رکھ اور نیک کار لوگوں سے ملا دے، ہم رسوا نہ ہوں، ہم فتنے میں نہ ڈالے جائیں، خدایا! ان کافروں کا ستیاناس کر جو تیرے رسولوں کو جھٹلائیں اور تیری راہ سے روکیں تو ان پر اپنی سزا اور اپنا عذاب نازل فرما۔ الٰہی اہل کتاب کے کافروں کو بھی تباہ کر، اے سچے معبود۔''

یہ حدیث امام نسائی بھی اپنی کتاب ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں لائے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر بحوالہ بکھرے موتی)

ایک گناہ گار کا قصہ

مسند احمد میں ہے کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک عورت سودا لینے کے لیے آئی تھی، افسوس کہ میں اسے کوٹھڑی میں لے جا کر اس سے بجز جماع کے اور ہر طرح لطف اندوز ہوا۔ اب جو حکم خدا ہو وہ مجھ پر جاری کیا جائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، شاید اس کا خاوند غیر حاضر ہوگا؟ اس نے کہا، جی ہاں، یہی بات تھی۔ آپ نے فرمایا، تم جاؤ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ مسئلہ پوچھو۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی سوال کیا۔ پس آپ نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح فرمایا۔

پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حالت بیان کی۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' شاید اس کا خاوند راہِ خدا میں گیا ہوگا؟ پس قرآن کریم کی یہ آیت اُتری:

"اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ o" (سورۂ ہود' آیت:۱۱۴)

ترجمہ:......"دن کے دونوں سروں میں نماز پڑھو اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیا کرتی ہیں' یہ ہے نصیحت نصیحت پکڑنے والوں کے لیے۔" تو وہ کہنے لگا کیا یہ خاص میرے لیے ہی ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا' نہیں! اس طرح صرف تیری ہی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہو سکتیں بلکہ یہ سب لوگوں کے لیے عام ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر' جلد ۲ صفحہ ۵۱۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی نظر کسی غیر محرم عورت پر پڑ گئی۔ عورت کے حسن و جمال نے مرد کے دل کو اپنی طرف مائل کیا حتیٰ کہ مرد نے مغلوب الحال ہو کر عورت کا بوسہ لے لیا۔

پھر اس پر خوفِ خدا غالب ہوا کہ میں نے تو حکم الٰہی کی خلاف ورزی کر لی۔ چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اس آدمی کا رو رو کر برا حال ہوا۔ ندامت کی آگ نے ان کے دل کو بے قرار کر دیا' وہ مسلسل توبہ و استغفار میں لگے رہے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کی یہ آیت اُتری:

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ (ہود:۱۱۴)

ترجمہ:......"البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو' یہ یادگار ہے یاد کرنے والوں کے لیے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو بلا کر خوشخبری سنائی کہ تیرا رونا دھونا قبول ہو گیا' اللہ تعالیٰ نے تجھے معافی عطا فرما دی۔

اس نے پوچھا کہ یہ آیت خاص میرے لیے اُتری ہے' فرمایا نہیں' سب لوگوں کے لیے ہے۔ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ بکھرے موتی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کیلئے بارگاہ خداوندی میں الحاح وزاری

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات (یعنی حج کے دن نو ذی الحجہ) کی شام کو اپنی امت کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا مانگی اور بہت دیر تک یہ دعا مانگتے رہے آخر اللہ نے وحی بھیجی کہ میں نے تمہاری دعا منظور کر لی اور ان کے جن گناہوں کا تعلق مجھ سے تھا وہ میں نے معاف کر دیئے لیکن انہوں نے ایک دوسرے پر جو ظلم کر رکھا ہے اس کی معافی نہیں ہو سکتی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غایت شفقت کی وجہ سے عرض کیا اے رب! تو یہ کر سکتا ہے کہ مظلوم کو اس ظلم سے بہتر بدلہ اپنے پاس سے دے دے اور ظالم کو معاف فرما دے اس شام کو تو اللہ نے یہ دعا قبول نہ فرمائی البتہ مزدلفہ کی صبح کو یہ دعا پھر مانگنی شروع کی تو اللہ نے قبول فرما لی اور فرمایا چلو ظالموں کو بھی معاف کر دیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! (یہ تہجد کا وقت ہے) آپ اس وقت تو مسکرایا نہیں کرتے تھے کیوں مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا میں اس وجہ سے مسکرا رہا ہوں کہ جب اللہ کے دشمن ابلیس کو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ظالم امتیوں کے بارے میں بھی میری یہ دعا قبول کر لی ہے تو وہ ہلاکت اور بربادی پکارنے لگا اور سر پر مٹی ڈالنے لگا (اسے دیکھ کر میں مسکرا رہا تھا) (حیاۃ الصحابہ)

لسان نبوت سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے حق میں مناجات

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی اے اللہ! ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھنا۔

حضرت عمر اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

دعا مانگی اے اللہ! عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا فرما۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بھورے رنگ کی اونٹنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی اے اللہ! انہیں پل صراط (آسانی سے اور جلدی سے) پار کرا دینا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی اے اللہ! میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں تو بھی ان سے راضی ہو جا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہوا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی جگہ بٹھایا اور خود کھڑے ہو کر نماز شروع فرما دی اور اپنے کپڑے کا ایک کنارہ مجھ پر ڈال دیا پھر نماز کے بعد فرمایا اے ابن ابی طالب! اب تم ٹھیک ہو گئے ہو کوئی فکر نہ کرو میں نے جو چیز اللہ سے اپنے لئے مانگی اس جیسی میں نے اللہ سے تمہارے لئے بھی مانگی اور میں نے جو چیز بھی اللہ سے مانگی وہ اللہ نے مجھے ضرور دی۔ بس اتنی بات ہے کہ مجھ سے یوں کہا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں وہاں سے اٹھا تو میں بالکل ٹھیک ہو چکا تھا اور ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے میں بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعا نقل کی ہے اے اللہ! علی رضی اللہ عنہ کی اعانت فرما اور ان کے ذریعہ سے اعانت فرما اور ان پر رحم فرما اور ان کے ذریعہ سے دوسروں پر رحم فرما اور ان کی مدد فرما اور ان کے ذریعہ سے مدد فرما اے اللہ! جو ان سے دوستی کرے تو اس سے دوستی کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کیلئے دعائیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں کو

میرے پاس لے آؤ چنانچہ وہ ان تینوں کو لے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والی چادر جو ہمیں خیبر میں ملی تھی اور میں اپنے نیچے بچھاتی تھی ان پر ڈالی اور پھر ان کے لئے یہ دعا فرمائی اے اللہ! یہ محمد (علیہ السلام) کی آل ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر اپنی رحمتیں اور برکتیں ایسے نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر نازل فرمائی تھیں۔ بیشک تو بہت تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ (اخرجہ ابویعلی)

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے لئے یہ دعا فرمائی اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے حقیقت میں مجھ سے محبت کی۔

بخاری و مسلم وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی میں حضرت سعید بن زید اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! مجھے حسن سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔ (کذا فی المنتخب ۱۰۲/۵)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور انکے بیٹوں کیلئے دعائیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! عباس کی اور اس کی اولاد کی ظاہری باطنی ہر طرح کی مغفرت فرما اور ان کی اولاد میں تو ان کا خلیفہ بن جا۔

ابن عساکر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! عباس کے وہ گناہ جو چھپ کر کئے یا علی الاعلان کئے یا سب کے سامنے کئے یا پردے میں کئے سب معاف فرما اور آئندہ ان سے یا ان کی اولاد سے قیامت تک جو گناہ ہوں وہ سب معاف فرما۔ (کذا فی المنتخب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں (اپنی خالہ) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ پانی میرے لئے کس نے رکھا؟ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا عبداللہ نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور اسے قرآن کی تفسیر سکھا۔ (حیاۃ الصحابہ)

جعفر اور انکی اولاد زید اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کیلئے دعائیں

طبرانی اور ابن عساکر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور احمد و ابن عساکر میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! جعفر کی اولاد میں تو اس کا خلیفہ بن جا۔

حضرت ابو میسرہؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت زید بن حارثہؓ حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ان تینوں کے حالات بیان کئے اور ابتداء حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمائی پھر یہ دعا فرمائی اے اللہ! زید کی مغفرت فرما' اے اللہ زید کی مغفرت فرما اے اللہ! زید کی مغفرت فرما' اے اللہ! جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی مغفرت فرما۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کے خاندان کیلئے دعائیں

احمد اور ابن سعد میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! تو آل یاسر کی مغفرت فرما اور تو نے ان کی مغفرت فرمادی ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور مقربین میں ان کے درجے کو بلند فرما اور ان کے

پیچھے رہ جانے والوں میں تو ان کا خلیفہ بن جا اور اے رب العالمین! ہماری اور ان کی مغفرت فرما اور ہماری اور ان کی قبر کو کشادہ اور منور فرما۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ران پر بٹھالیا کرتے تھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بائیں ران پر بٹھالیا کرتے پھر ہم دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا کر یوں فرماتے اے اللہ! میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں تو بھی ان دونوں پر رحم فرما۔ (حیاۃ الصحابہ)

دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی اے اللہ! عمرو بن عاص کی مغفرت فرما کیونکہ جب بھی میں نے انہیں صدقہ دینے کے لئے بلایا وہ ہمیشہ میرے پاس صدقہ لے کر آئے۔

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے یہ دعا فرمائی اے اللہ! تو اس کے ہاتھ کے کاروبار میں برکت عطا فرما۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا تھا نیچے گر جایا کرتا تھا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ (کی برکت) کا اثر میں نے اپنے سینے میں محسوس کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! اسے (گھوڑے پر) جما دے اور دوسروں کو ہدایت پر لانے والا اور خود ہدایت یافتہ بنا دے چنانچہ میں اس دعا کے بعد کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد ہم دونوں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں سامنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر تشریف لائے میرے والد نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ہمارے گھر نہیں آتے اور کھانا کھا کر ہمارے لئے برکت کی دعا نہیں کر دیتے؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے

گھر تشریف لے گئے اور کھانا کھا کر یہ دعا فرمائی اے اللہ! ان پر رحمت فرما ان کی مغفرت فرما اور ان کے رزق میں برکت نصیب فرما۔

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے رحمت فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لے کر وہاں گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے سامنے صف بنا کر کھڑے ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی اے اللہ! ان کی مغفرت فرما ان پر رحم فرما ان سے راضی ہو جا اور تو نے واقعی ایسے کر دیا۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! اپنی خاص رحمت اور اپنی عام رحمت سعد بن عبادہ کے خاندان پر نازل فرما۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نیند کی وجہ سے) سواری سے ایک طرف کو جھک گئے۔ میں نے آپ کو سہارا دیا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند آ گئی اور ایک طرف کو جھک گئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر سہارا دیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا دی اے اللہ! ابو قتادہ کی ایسے حفاظت فرما جیسے اس نے آج رات میری حفاظت کی اور پھر مجھے فرمایا میرا خیال یہ ہے کہ ہماری وجہ سے تمہیں بڑی مشقت اٹھانی پڑی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (میری والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! انس کے لئے دعا فرما دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ فرما دے اور اس کے ال اور اولاد میں برکت عطا فرما آگے اور حدیث ذکر کی۔

حضرت تلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے دعائے مغفرت فرما دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے لئے دعا کرنے کی اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی تب کروں

گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر ٹھہرے پھر میرے لئے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی اے اللہ! تلب کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اس کے چھوٹے سے بندے ابو عامر کو درجہ میں قیامت کے دن اکثر لوگوں سے اوپر کر دینا۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بعد کی دعائیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ کی قسم! مجھے بھی آپ سے محبت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم نماز کے بعد یہ دعا کبھی نہ چھوڑنا ہمیشہ مانگنا۔

''اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ''

ترجمہ: ''اے اللہ! اپنے ذکر میں اپنے شکر ادا کرنے میں اور اپنی اچھی طرح عبادت کرنے میں میری مدد فرما''۔

راوی کہتے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد صنابحی کو اور صنابحی نے ابو عبد الرحمٰن کو اور ابو عبد الرحمٰن نے عقبہ بن مسلم کو اس دعا کی وصیت فرمائی۔ (اخرجہ ابوداؤد والنسائی)

حضرت عون بن عبد اللہ بن عتبہؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی اس نے سنا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سلام کے بعد دعا پڑھ رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ''۔

ترجمہ:۔ اے اللہ! تو ہی سلامتی دینے والا ہے تیری ہی جانب سے سلامتی نصیب ہوتی ہے تو بہت برکت والا ہے اے عظمت وجلال والے اور اکرام واحسان والے۔''

پھر اس آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی تو اس نے

انہیں بھی سلام کے بعد یہی دعا پڑھتے ہوئے سنا تو وہ ہنس پڑا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا میاں کیوں ہنس رہے ہو؟ اس نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی تھی تو ان کو بھی یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔ (اخرجہ الطبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو دایاں ہاتھ اپنے سر پر پھیرتے اور فرماتے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ" ترجمہ:۔ "اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے اے اللہ! تو ہر فکر اور پریشانی مجھ سے دور فرما دے۔" (اخرجہ الطبرانی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا طَیِّبًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا"

ترجمہ:۔ اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ روزی، نفع دینے والا علم اور مقبول عمل کی توفیق مانگتا ہوں۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! میں کفر، فقر اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

"اَللّٰهُم لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روکے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی دولتمند کو اس کی دولت تیری پکڑ سے بچا نہیں سکتی۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کا پانی لے کر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرما کر نماز پڑھی پھر یہ دعا

پڑھی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ''

ترجمہ:۔''اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما اور میرے گھر میں وسعت عطا فرما اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔'' (حیاۃ الصحابہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح اور شام کی دعائیں

حضرت عبداللہ بن قاسم کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پڑوسن نے مجھے بتایا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر طلوع ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا کرتی تھی۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ''

ترجمہ:۔''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے اور قبر کی آزمائش (منکر نکیر کے سوال) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' (اخرجہ احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے۔

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَّ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ''

ترجمہ:''ہم نے اور تمام ملک نے اللہ (کی عبادت اور اطاعت) کے لئے صبح کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کے پاس موت کے بعد اٹھایا جانا ہے''۔ اور جب شام ہوتی تو یہ پڑھا کرتے۔

''اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ''

ترجمہ:''ہم نے اور تمام دنیا نے اللہ (کی عبادت واطاعت) کے لئے شام کی۔''

آگے ترجمہ صبح والی دعا کی طرح ہے۔ (البزار)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام یہ پڑھا کرتے:

اَصْبَحْنَا عَلٰی مِلَّةِ الْاِسْلَامِ اَوْاَمْسَیْنَا عَلٰی فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَعَلٰی کَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی مِلَّةِ

اَبِیْنَا اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ"۔

ترجمہ:۔"ہم نے ملت اسلام پر اسلامی فطرت پر کلمہ اخلاص پر اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر صبح کی اور شام کی، حضرت ابراہیمؑ سب سے یک سو ہو کر ایک اللہ کے ہو گئے تھے اور وہ مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہیں تھے۔" (اخرجہ احمد والطبرانی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! مجھے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور مال کے بارے میں بہت ڈر رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح اور شام یہ کلمات کہا کرو،

"بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیْنِیْ وَنَفْسِیْ وَوَلَدِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ"

ترجمہ:۔"میں اپنے دین پر اپنی جان پر اپنی اولاد پر اپنے گھر والوں پر اور اپنے مال پر اللہ کا نام لیتا ہوں"۔

اس آدمی نے یہ کلمات کہنے شروع کر دیئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تمہیں جو ڈر لگتا تھا اس کا کیا ہوا؟ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے وہ ڈر بالکل جاتا رہا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سونے اور اٹھنے کے وقت کی دعائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ"

ترجمہ:"اس اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہماری تمام ضرورتوں کو پورا کیا اور ہمیں (رات گزارنے کے لئے) ٹھکانہ دیا، اس لئے کہ کتنے لوگ ایسے ہیں جن کا نہ کوئی ضرورت پوری کرنے والا ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ دینے والا"۔

حضرت ابو ازہر انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب

رات کو بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاخْسَأْ شَیْطَانِیْ وَفُکَّ رِهَانِیْ وَاجْعَلْنِیْ فِی النَّدِیِّ الْاَعْلٰی"

ترجمہ: "میں نے اللہ کے نام کے ساتھ اپنا پہلو (سونے کے لئے بستر پر) رکھا اے اللہ! تو میرے گناہ بخش دے اور میرے شیطان کو (مجھ سے) دور کردے اور میری گردن کو (ہر ذمہ داری سے) آزاد کردے اور مجھے اعلیٰ مجلس والوں میں شامل کردے"۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کے لئے لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے: "بِاسْمِکَ رَبِّیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ" ترجمہ: "اے میرے رب! میں تیرے نام کے ساتھ لیٹتا ہوں میرے تمام گناہوں کو معاف فرما"۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے

"بِاسْمِکَ اللّٰهُمَّ اَحْیَاءَ وَاَمُوْتُ"

ترجمہ: "اے اللہ! میں تیرے نام پر جیتا ہوں اور اسی پر مروں گا"۔

اور جب صبح ہوتی تو یہ دعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ"

ترجمہ: ۔"اس اللہ کا بہت بہت شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد پھر زندہ کیا اور اسی کے پاس مر کر جانا ہے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْئَلُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ"

ترجمہ: "تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ! میں تیری پاکی اور تیری تعریف بیان کرتا ہوں اور تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں اے

اللہ! مجھے اور علم عطا فرما اور ہدایت دینے کے بعد میرے دل کو (گمراہ کر کے) ٹیڑھا نہ کر اور تو مجھے اپنی بارگاہ سے خاص رحمت عطا فرما بیشک تو بہت بڑا عطا فرمانے والا ہے۔" (حیاۃ الصحابہ)

مختلف اوقات کی دعائیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھے ہوں اور اپنے ساتھیوں کے لئے یہ دعائیں نہ مانگی ہوں (بلکہ اکثر مانگا کرتے تھے)

"اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بِہٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعْصِیَتِکَ وَمِنْ طَاعَتِکَ مَاتُبَلِّغُنَا بِہٖ جَنَّتَکَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُھَوِّنُ بِہٖ عَلَیْنَا مُصِیْبَاتِ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَآ اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا"

ترجمہ:۔ اے اللہ! تو ہمیں اپنا اتنا ڈر نصیب فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں اپنی ایسی فرمانبرداری نصیب فرما جس کے ذریعے تو ہمیں اپنی جنت میں پہنچا دے اور ایسا یقین نصیب فرما جس سے دنیا کی مصیبتوں کو جھیلنا ہمارے لئے آسان ہو جائے اور تو ہمیں جتنی زندگی نصیب فرمائے اس میں ہمیں اپنے کانوں، آنکھوں اور اپنی قوت سے فائدہ اٹھانے والا بنا اور ان تمام اعضاء کو ہماری زندگی تک باقی رکھ کر ہمارا وارث بنا اور ہمیں اس کی توفیق دے کہ ہم صرف ان لوگوں سے بدلہ لیں جو ہم پر ظلم کریں اور ان لوگوں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما جو ہم سے دشمنی رکھیں اور ہماری مصیبت ہمارے دین پر نہ ڈال اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصد نہ بنا اور نہ اس کو ہمارے علم کی انتہاء پرواز بنا اور جو ہمارے اوپر رحم نہ کھائے اس کو ہم پر مسلط نہ فرما۔"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْنَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْنَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ

عَلَیْنَا" ترجمہ:۔ "اللہ کے نام کے ساتھ میں گھر سے باہر نکل رہا ہوں اور میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ چاہتے ہیں کہ ہم خود صحیح راستہ سے بچل جائیں یا ہم دوسروں کو گمراہ کردیں یا ہم کسی پر ظلم کریں یا کوئی ہم پر ظلم کرے یا ہم کسی کے ساتھ نادانی کا معاملہ کریں یا کوئی ہم سے نادانی کا معاملہ کرے۔"

حضرت فاطمہ بنت حسینؓ اپنی دادی حضرت فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو پہلے اپنے اوپر درود وسلام بھیجتے پھر یہ دعا پڑھتے:

"رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ"

ترجمہ: "اے میرے رب! میرے تمام گناہ معاف فرما اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے"۔

اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو اپنے اوپر درود وسلام بھیجتے اور یہ دعا پڑھتے۔

"رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ"

ترجمہ:۔ "اے میرے رب! میرے تمام گناہ معاف فرما اور اپنے فضل کے دروازے میرے لئے کھول دے"۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر میں دعائیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر سفر پر تشریف لے جانے کے لئے اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین تین مرتبہ کہتے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" پھر یہ دعا پڑھتے۔

"سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَاتَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ"

ترجمہ:۔ ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اس کی مدد کے بغیر اس پر قابو پانے والے نہیں تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے اے اللہ! ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جن سے تو راضی ہوتا ہے اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہمارے لئے آسان فرما اور اس کی مسافت کو جلدی طے کرا دے۔ اے اللہ! تو سفر میں ہمارا ساتھی اور اہل و عیال میں ہمارا خلیفہ اور نائب ہے اے اللہ! میں سفر کی مشقت سے اور تکلیف دہ منظر اور اہل و عیال اور مال و دولت میں بری واپسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

اور جب سفر سے واپس ہوتے تو بھی یہ دعا پڑھتے اور مزید یہ کلمات بھی کہتے۔

''اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ''

ترجمہ:۔ ''ہم واپس لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں (اللہ کی) عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کرنے والے ہیں''۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس بستی میں داخل ہونا چاہتے اسے دیکھتے ہی یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبُّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ اِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا''

''اے اللہ! ساتوں آسمانوں اور اس تمام مخلوق کے رب جس پر یہ آسمان سایہ کر رہے ہیں اور ہواؤں کے اور ان چیزوں کے رب جن کو ہوا نے اڑایا ہم تجھ سے اس بستی کی اور بستی والوں کی خیر مانگتے ہیں اور اس بستی کے شر سے اور بستی والوں کے اور جو کچھ اس بستی میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔'' (حیاۃ الصحابہ)

رخصت کرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

حضرت قزعہؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آؤ میں تمہیں اس طرح رخصت کروں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رخصت کیا تھا اور پھر یہ کلمات کہے۔

اَسۡتَوۡدِعُ اللّٰہَ دِیۡنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیۡمَ عَمَلِکَ"

ترجمہ:۔ ''میں تمہارے دین کوتمہاری صفت امانت داری کواور تمہارے ہر عمل کے آخری حصہ کواللہ کے سپرد کرتا ہوں''۔(اخرجہ ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا سفر میں جانے کا ارادہ ہے آپ مجھے کچھ وصیت فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ڈر کواور ہر بلندی پر چڑھتے وقت تکبیر کہنے کو لازم پکڑے رکھو۔ جب وہ آدمی پشت پھیر کر چل دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

''اَللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنَ عَلَيْهِ السَّفَرَ'' ترجمہ: ''اے اللہ! اس کے سفر کی مسافت کو جلد طے کرادے اور سفر اس پر آسان فرمادے''۔(حیاۃ الصحابہ)

کھانے پینے اور کپڑے پہننے کے وقت کی دعائیں

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھاتے یا پیتے تو فرماتے۔

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ''

ترجمہ:۔ ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا''

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا پہنتے تو یہ دعا فرماتے

''اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْ هٰذَا''

(اس کے بعد اس کپڑے کا نام کرتا، عمامہ یا چادر وغیرہ لیتے)

''اَسْئَلُکَ خَیْرَهٗ وَخَیْرَ مَاصُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّمَا صُنِعَ لَهٗ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں تو نے ہی مجھے یہ کپڑا پہنایا میں تجھ سے اس کپڑے کی خیر اور جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے اس کی خیر کو مانگتا ہوں اور اس کے شر سے اور جس مقصد کے لئے اسے بنایا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔(حیاۃ الصحابہ)

آفاقی تغیرات اور تیز ہوا چلنے کے وقت کی دعائیں

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ اَهْلَهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّىْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ"

ترجمہ:۔"اے اللہ! تو اس چاند کو ہم پر برکت اور ایمان کے ساتھ، سلامتی اور اسلام کے ساتھ نکال (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہے"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو فرماتے۔

"اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ"

ترجمہ:۔"اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ فرما اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ فرما اور ہمیں اس سے پہلے ہی عافیت نصیب فرما"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تیز ہوا چلتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَمَا فِيْهَا وَخَيْرَمَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا وَشَرِّمَا اُرْسِلَتْ بِهٖ"

ترجمہ:"اے اللہ! میں تجھ سے اس ہوا کی خیر اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر اور جو کچھ دے کر یہ ہوا بھیجی گئی اس کی خیر مانگتا ہوں اور تجھ سے اس ہوا کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے اور جو کچھ دے کر یہ ہوا بھیجی گئی ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں" (اخرجہ الشیخان والترمذی)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہوا تیز چلتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے:

"اَللّٰهُمَّ لَقِحًا لَا عَقِيْمًا"

ترجمہ:۔"اے اللہ! اسے ایسی ہوا بنا جس سے درختوں پر خوب پھل لگیں اور اسے بانجھ نہ بنا (جس سے کوئی فائدہ نہ ہو) (حیاۃ الصحابہ)

وہ مسنون دعائیں جن میں وقت کی قید نہیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔
''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی''
ترجمہ:''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور دل کا غنا مانگتا ہوں'' (اخرجہ مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَھَزْلِیْ وَخَطَایَ وَعَمَدِیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا''

ترجمہ:۔''اے اللہ! میری خطا اور میرے نادانی والے کام اور کاموں میں میرا حد سے بڑھ جانا اور وہ گناہ جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے سب معاف فرما اور میرے وہ گناہ جو سچ مچ ارادہ سے سرزد ہوئے یا ہنسی مذاق میں ہو گئے یا غلطی سے ہو گئے یا جان بوجھ کر قصداً کئے وہ سب معاف فرما اور یہ سب طرح کے گناہ میرے پاس ہیں اے اللہ! میرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما اور جو گناہ چھپ کر کئے اور جو علی الاعلان کئے وہ بھی معاف فرما اور جن گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے وہ بھی معاف فرما تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔'' (عند مسلم ایضاً)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔
''اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیْ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیَاۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ''
ترجمہ:۔''اے اللہ! میرا وہ دین سنوار دے جس سے میرے تمام کاموں کی حفاظت ہوتی ہے اور میری وہ دنیا درست فرما دے جس سے میری معاش کا تعلق ہے اور میری

آخرت کو بھی ٹھیک کر دے جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے اور زندگی کو میرے لئے ہر خیر میں بڑھنے کا ذریعہ بنا اور موت کو میرے لئے ہر شر سے راحت پانے کا ذریعہ بنا"۔ (عند مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِکَ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! میں تیرا فرمانبردار ہو گیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور تیری طرف ہی متوجہ ہوا اور تیری مدد سے ہی میں نے اہل باطل سے جھگڑا کیا اے اللہ! میں اس بات سے تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے گمراہ کر دے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی وہ ذات ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گی اور اسے موت نہیں آئے گی باقی تمام جنات اور انسان ایک دن مر جائیں گے"۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ

ترجمہ:۔ اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر جمائے رکھ"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! ہم تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والے اعمال اور تیری مغفرت کو ضروری بنانے والے اسباب اور ہر گناہ سے حفاظت اور ہر نیکی کی توفیق اور جنت میں داخلہ کی کامیابی اور دوزخ سے نجات مانگتے ہیں۔" (عند الحاکم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ"

ترجمہ: "اے اللہ! تو نے میری صورت اچھی بنائی اب سیرت بھی اچھی بنا دے"۔ (اخرجہ احمد)

حضرت بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا۔

"اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ"

ترجمہ: "اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام اچھا فرما اور ہمیں دنیا کی رسوائی سے اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَیَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّیْ وَانْقِطَاعِ عُمْرِیْ"

ترجمہ: "اے اللہ! بڑھاپے میں اور اخیر عمر میں مجھے سب سے زیادہ فراخ روزی عطا فرما"۔ (حیاۃ الصحابہ)

جامع کلمات پر مشتمل مسنون دعائیں

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ دعا مانگی لیکن ہمیں اس میں سے کچھ یاد نہ رہا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے بہت زیادہ دعا مانگی لیکن ہمیں اس میں سے کچھ یاد نہ رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں کوئی ایسی جامع دعا نہ بتادوں جس میں یہ سب کچھ آجائے؟ تم یہ دعا مانگا کرو۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ".

ترجمہ: "اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام بھلائیاں مانگتے ہیں جو تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہیں اور ان تمام چیزوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں جن سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور تو ہی وہ ذات ہے جس سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اور (ہمیں مقصود تک) پہنچانا (تیرے فضل سے) تیرے ہی ذمہ ہے۔ برائیوں سے بچنے کی طاقت اور نیکیاں کرنے کی قوت تیری توفیق سے ہی ملتی ہے۔" (حیاۃ الصحابہ)

دعاؤں کے سہارے اللہ تعالیٰ کی پناہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْھَرَمِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَاوَالْمَمَاتِ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ''

''اے اللہ! میں عاجز ہو جانے سے' کاہلی سے' بزدلی سے' زیادہ بوڑھا ہو جانے سے اور کنجوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ اور دباؤ سے (تیری پناہ چاہتا ہوں)۔'' (اخرجہ الشیخان)

مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں فرمایا کرتے تھے۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّمَا لَمْ اَعْمَلْ''

ترجمہ:۔''اے اللہ! میں نے اب تک جو کیا اس کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں اور جو نہیں کیا اس کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں''۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا یہ بھی تھی۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَفَجْأَةِ نِقْمَتِکَ وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ''

''اے اللہ! میں تیری نعمت کے چلے جانے سے' تیری دی ہوئی عافیت کے ہٹ جانے سے' اور تیری اچانک پکڑ سے اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰی وَالْفَقْرِ''

ترجمہ:۔''اے اللہ! آگ کے فتنے سے' آگ کے عذاب سے اور مالداری اور

فقیری کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ" "اے اللہ! میں برے اخلاق واعمال سے اور بری نفسانی خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَیِّءِ الْاَسْقَامِ".

ترجمہ:۔"اے اللہ! برص (پھلبری) سے، دیوانگی سے، کوڑھ پن سے اور تمام بری اور موذی بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّہٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّھَا بِئْسَتِ الْبِطَانَۃُ" "اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ بھوک بہت برا ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ چاہتا ہوں اس لئے کہ یہ بدترین خصلت ہے۔(عند ابی داؤد والنسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ". "اے اللہ! میں آپس کے جھگڑے، فساد، نفاق اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔(عند ابی داؤد والنسائی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ یَوْمِ السُّوْءِ وَمِنْ لَیْلَۃِ السُّوْءِ وَمِنْ سَاعَۃِ السُّوْءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَۃِ".

ترجمہ:۔"اے اللہ! برے دن سے، بری را   سے، بری گھڑی سے، برے ساتھی سے اور (مستقل رہائش والے) وطن کے برے پڑوسی سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات سے پناہ میں دیا کرتے تھے۔

"اِنِّیْ اُعِیْذُ کُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَھَامَّۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ"

ترجمہ: ''میں تم دونوں کو ہر شیطان سے' موذی زہریلے جانوروں سے اور ہر لگنے والی بری نظر سے اللہ کے ان کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں جو پورے ہیں''۔ (حیاۃ الصحابہ)

جنات سے اللہ کی پناہ چاہنا

حضرت ابو تیاحؒ کہتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن خنبش تمیمی رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ ہو چکے تھے میں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں میں نے کہا جس رات جنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکر وفریب کرنا چاہا تھا اس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہا اس رات شیاطین گھاٹیوں اور پہاڑی راستوں سے اتر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے لگے۔ ان میں سے ایک شیطان کے ہاتھ میں آگ کا ایک شعلہ تھا جس سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور جلانا چاہتا تھا اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے اتر کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اے محمد! پڑھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا پڑھوں؟ انہوں نے کہا یہ دعا پڑھئے۔

"اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّارَحْمٰنُ".

ترجمہ: ''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں ان تمام چیزوں کے شر سے جنہیں اس نے پیدا فرما کر پھیلا دیا اور جنہیں اس نے بے مثال بنایا اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان میں چڑھتی ہے اور رات اور دن کے فتنوں سے اور رات کو پیش آنے والے ہر حادثہ کے شر سے سوائے اس حادثہ کے جو خیر لے کر آئے۔ اے رحمٰن''

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات کہے جس سے) ان شیاطین کی آگ بجھ گئی اور اللہ نے انہیں شکست دے دی۔'' (حیاۃ الصحابہ)

بے چینی، پریشانی اور رنج وغم کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسنون دعاؤں کے ذریعے آہ وزاری

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کلمات سکھائے اور فرمایا جب تمہیں کوئی پریشانی یا سختی پیش آیا کرے تو انہیں پڑھا کرو۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"۔

ترجمہ:۔"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم اور کریم ہے۔ اللہ پاک اور بابرکت ہے جو کہ عظیم عرش کا رب ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ (اخرجہ احمد والنسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات کی وجہ سے پریشان اور بے چین ہوتے تو فرماتے یاحی یا قیوم برحمتک استغیث اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اے دوسروں کو قائم رکھنے والے! تیری رحمت کے واسطہ سے فریاد کرتا ہوں۔ (اخرجہ ابن النجار کذا فی الکنز ۲۹۹/۱)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غم یا پریشانی پیش آتی تو فرمایا کرتے: "اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" "اللہ اللہ میرا رب ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا"۔ (اخرجہ ابن جریر)

ابن جریر اور ابن ابی شیبہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت اس طرح سے ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پریشانی کے وقت پڑھنے کے لئے یہ کلمات سکھائے اور پچھلے کلمات ذکر کئے۔" (کمافی الکنز ۳۰۰/۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم سب گھر میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے کی دونوں چوکھٹوں کو پکڑ کر فرمایا اے بنو عبد المطلب! جب تم لوگوں کو کوئی پریشانی سختی یا تنگدستی پیش آئے تو یہ کلمات کہا کرو۔ (اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبُّنَا لَا نُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو بندہ بھی سات مرتبہ یہ دعا پڑھے گا چاہے وہ سچے دل سے پڑھے یا جھوٹے دل سے اللہ تعالیٰ اس کے غم اور پریشانی کو ضرور دور کردیں گے وہ دعا یہ ہے حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ترجمہ:۔"اللہ مجھے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عظیم عرش کا رب ہے"۔(حیاۃ الصحابہ)

حاکم کے ظلم سے بچنے کیلئے مسنون کلمات فغاں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ظالم بادشاہ کے پاس اور ہر طرح کے خوف کے وقت پڑھنے کے لئے یہ کلمات سکھائے۔

"لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ عِبَادِکَ"

ترجمہ:۔"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم اور کریم ہے وہ اللہ پاک ہے جو ساتوں آسمانوں کا اور عظیم عرش کا رب ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ میں تیرے بندوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"(حیاۃ الصحابہ)

بارگاہ خداوندی میں ادائیگی قرض کیلئے مناجات

حضرت ابووائلؒ فرماتے ہیں کہ ایک مکاتب غلام (مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جسے اس کے آقا نے کہا ہو کہ اگر تم اتنا مال اتنے عرصہ میں ادا کردو گے تو تم آزاد ہو جاؤ گے) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں کتابت میں مقرر شدہ مال ادا کرنے سے عاجز ہو گیا ہوں آپ اس بارے میں میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائے تھے؟ اگر تم پر (یمن کے) صیر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو بھی اللہ تمہارا وہ قرض ادا کرادے گا تم یہ دعا پڑھا کرو۔

"اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ"

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! مجھے اپنا حلال رزق دے کر حرام سے بچا دے اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر دے''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لائے تو اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک انصاری شخص پر پڑی جنہیں ابو امامہ کہا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوامامہ! کیا بات ہے تم آج مسجد میں نماز کے وقت علاوہ دوسرے وقت میں بیٹھے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! غموں اور قرضوں نے مجھے گھیر لیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا کلام نہ سکھاؤں کہ جب تم اسے کہو گے تو اللہ تمہارا غم دور کر دیں گے اور قرض اتروادیں گے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ضرور سکھا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح اور شام یہ دعا پڑھا کرو۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ"

ترجمہ:۔ اے اللہ! میں ہر فکر و غم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عاجز ہو جانے اور سستی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور بزدلی اور کنجوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قرضہ کے غلبہ اور لوگوں کے میرے اوپر دباؤ سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایسا کیا تو اللہ نے میرے غم بھی دور کر دیئے اور میرا قرضہ بھی سارا ادا کرا دیا۔ (حیاۃ الصحابہ)

آہ وزاری پر مشتمل ایک مبارک دُعاء

رب کریم! ہم ظاہر میں بندے ہیں حقیقت میں نہایت گندے ہیں' اللہ ہمارے اندر کی گندگیوں کو دور فرما' ہمارے دلوں کی ظلمت کو دور فرما۔ ہمارے دلوں کی سختی کو دور فرما' اللہ ہمارے دلوں کو منور فرما' ہمارے دل کی دُنیا کو آباد فرما' میرے مالک ہماری نگاہوں کو پاک فرما۔ ہمارے دلوں کو صاف فرما' ہمارے سینوں کو اپنی محبت سے لبریز فرما۔ اپنے عشق کی آتش ہمارے سینوں میں پیدا فرما۔ ہمارے انگ انگ سے اپنے ذکر کو جاری فرما' روئیں روئیں سے اپنے ذکر کو جاری فرما' ہماری ہڈی ہڈی' بوٹی بوٹی میں اپنی محبت پیدا فرما۔ اے

مالک! ہمارے عمل میں اخلاص پیدا فرما' رزق میں برکت پیدا فرما' صحت میں برکت پیدا فرما' کاموں میں برکت پیدا فرما' قدم قدم پر اپنی برکتیں شامل حال فرما۔

اے مالک! ہماری جسمانی بیماریوں کو دور فرما' ہماری روحانی بیماریوں کو دور فرما' نفس و شیطان کے مکروفریب سے حفاظت فرما۔ برا چاہنے والوں کی برائی سے محفوظ فرما' اے اللہ! ہمیں دشمنوں کی دشمنی سے محفوظ فرما' عزت وآبرو کی حفاظت فرما' اے اللہ! ہمارے ایمان کی حفاظت فرما' اے مالک! ہمیں برے کاموں سے محفوظ فرما' برے دن سے محفوظ فرما' بری رات سے محفوظ فرما' برے وقت سے محفوظ فرما' برے کاموں سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! ہمیں برے انجام سے محفوظ فرما' برے دوستوں سے محفوظ فرما' برے حالات سے محفوظ فرما۔

رب کریم! ہمارے حال پر رحمت کی نظر فرما' اللہ ہمیں نماز کی حضوری نصیب فرما' مسجدوں کا سرور نصیب فرما' قرآن پاک پڑھنے کا لطف نصیب فرما' رات کے آخری پہر مناجات کی لذت نصیب فرما۔ اے مالک! ایمان حقیقی کی حلاوت نصیب فرما' رب کریم! ہمارے ساتھ رحمت کا معاملہ فرما' اے اللہ! جس طرح ماں باپ اپنے کمزور بچوں کا زیادہ لحاظ کرتے ہیں' اے اللہ! ہم آپ کے کمزور بندے ہیں' ہمارا زیادہ لحاظ فرمائیے' ہم پر خصوصی رحمت کی نظر فرمادیجئے۔

اللہ تری اِک نگاہ کی بات ہے　　　میری زندگی کا سوال ہے

آپ کی ایک رحمت کی نظر ہوگی' ہمارا بیڑا پار ہو جائے گا۔ اے اللہ! آپ کو اس وقت تک منانا ضروری ہے جب تک کہ آپ راضی نہیں ہو جاتے۔ اے اللہ! ہم سے راضی ہو جائیے' اے مالک! رضا عطا فرمادیجئے' اے مالک! ہمارے گناہوں کے سبب ہم سے ناراض نہ ہوئیے ہمارے ساتھ رحمت کا معاملہ فرمادیجئے اے اللہ! جب بچہ پریشان ہوتا ہے' اپنے ماں باپ کی طرف دوڑتا ہے' جب بندے پریشان ہوتے ہیں' اپنے پروردگار کے دَر پر آتے ہیں' اے بے کسوں کے دستگیر! اے ٹوٹے دلوں کو تسلی دینے والے' اے زخمی دلوں پر مرہم رکھنے والے اور غمزدہ دلوں کے غموں کو دور کرنے والے' اے پھیلے ہوئے دامنوں کو بھر دینے والے' اللہ ہماری توبہ قبول فرما۔

اے مالک! ہماری دُعاؤں کو کہیں پھٹے کپڑے کی طرح منہ پر نہ مار دینا' اللہ ہم آپ کی شانِ بے نیازی سے ڈرتے ہیں' اے مالک! جب آپ کی بے نیازی کی نگاہ اُٹھتی ہے تو بلعم

باعورا کی چار سو سال کی عبادت کو ٹھوکر لگا دیتے ہیں' اللہ! ہمارے پلے تو عبادتیں بھی نہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں' اللہ ہم تو گناہوں کے گٹھڑ لے کر آگے کھڑے ہیں' اے مالک! اس اُمید کے ساتھ کہ جب کوئی شہنشاہ کے دروازے پر جاتا ہے تو شہنشاہ یہ نہیں پوچھتا کہ تم کیا لے کر آئے ہو' ہمیشہ یہ پوچھتا ہے کیا لینے کے لیے آئے ہو' اے مولیٰ ہمارے پاس کوئی ایسا عمل نہیں کہ جو آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ ہم تو لینے کے لیے آئے ہیں' مانگنے کے لیے آئے ہیں' رب کریم! رحمت کی نظر کر دیجئے۔ اے مالک! ہم پر احسان فرما دیجئے' اے اللہ! جب کوئی ماں بچے کو نجاست میں لتھڑا دیکھتی ہے' وہ بچے کو پھینک نہیں دیتی' نفرت نہیں کرتی' سمجھتی ہے یہ نادان ہے' نجاست میں لتھڑا پڑا ہے اس کو دھو لیتی ہے سینے سے لگا لیتی ہے' مولیٰ ہم بھی گناہوں کی نجاست میں لتھڑے ہوئے ہیں' مولیٰ ہم بڑے نادان بڑے جاہل بن کر زندگی گزارتے پھر رہے ہیں مگر بندے تو آپ ہی کے ہیں' اے اللہ! اپنی رحمت کی نظر کر دیجئے اور ہمارے گناہوں کی نجاست کو دھو دیجئے اور اپنی رحمت کی چادر میں چھپا لیجئے۔

اے مالک! ہمارے جیسے تو آپ کے اربوں' کھربوں بندے ہیں لیکن ہمارا تو تیرے سوا کوئی معبود نہیں' اے اللہ! ہم قسم کھا کر کہتے ہیں' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' ہمیں تو آپ ہی کے دَر سے مانگنا ہے' اللہ اپنے دروازے کھول دیجئے' رحمت کی نظر ڈال دیجئے۔ اے مالک! ہمارے لیے رحمت کا معاملہ فرما دیجئے۔ اے اللہ! یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا تھا' آپ تو ان سے زیادہ کریم ہیں' آپ اپنے بندوں کو معاف فرما دیجئے۔ میرے مالک! کرم کا معاملہ فرما دیجئے۔

اے اللہ! عافیت والا پاکیزہ رزق عطا فرما دیجئے' دوغلی' دورنگی زندگی سے محفوظ فرما دیجئے ۔ اے اللہ! ہماری ان دعاؤں کو قبول فرمائیے۔

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا یَا مَوْلَانَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط" (بکھرے موتی)

دل رورہا ہے میرا مگر آنکھ تر نہیں

اس راز کی کسی کو بھی مطلق خبر نہیں
دل رو رہا ہے میرا مگر آنکھ تر نہیں

غیروں پہ تیری جاتی ہے کس واسطے نظر
واللہ ان کے ہاتھ میں نفع و ضرر نہیں

جب میں ہوں انکے ذکر کی دولت سے مالا مال
کیوں غم ہو جو اپنے پاس لعل و گوہر نہیں

تسکین خود وہ آ کے مجھے دے رہے ہیں آج
صد شکر ہے آہ میری بے اثر نہیں

ہم ہیں مریض عشق نہ ہوگی ہمیں شفا
تدبیر تیرے بس میں کوئی چارہ گر نہیں

سننا ہے آپ کو تو سنئے شوق سے جناب
یہ داستانِ عشق مگر مختصر نہیں

اُلفت میں انکی عقلوں کو جس نے بھلا دیا
دونوں جہاں میں پھر اسے خوف و خطر نہیں

احمد کس کے عشق میں دیوانہ ہو گیا
وہ بے خبر بھی ہو کر مگر بے خبر نہیں

تیری رحمت تو ہر ایک پر عام ہے

جب سے ہونٹوں پہ یارب تیرا نام ہے
تیرے بیمار کو کافی آرام ہے

تو نے بخشا ہمیں نور اسلام ہے
ہم پہ تیرا حقیقی یہ انعام ہے

جس کو تیری خدائی سے انکار ہے
بادشاہت میں رہ کر بھی ناکام ہے

روٹھتا ہے زمانہ اگر روٹھ جائے
راضی کرنا تجھے بس میرا کام ہے

آسمانوں کی دنیا میں ہے محترم
تیری خاطر جو دنیا میں بدنام ہے

اپنے منکر کو بھی رزق دیتا ہے
تیری رحمت تو ہر ایک پر عام ہے

ہاں قدم کا اُٹھانا میرا کام ہے
پار بیڑا لگانا تیرا کام ہے

بیت اللہ جائیے اور یہ اشعار پڑھیے

شکر ہے تیرا خدایا، میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

اپنا دیوانہ بنایا، میں تو اس قابل نہ تھا
گرد کعبے کے پھروایا، میں تو اس قابل نہ تھا

مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا — جام زمزم کا پلایا' میں تو اس قابل نہ تھا
ڈال دی ٹھنڈک میرے سینے میں تو نے ساقیا — اپنے سینے سے لگالیا' میں تو اس قابل نہ تھا
بھا گیا میری زبان کو ذکر الا اللہ کا — یہ سبق کس نے پڑھایا' میں تو اس قابل نہ تھا
خاص اپنے در کا رکھا تو نے اے مولا مجھے — یوں نہیں در در پھرایا' میں تو اس قابل نہ تھا
میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا — پر نہیں تو نے بھلایا' میں تو اس قابل نہ تھا
میں کہ تھا بے راہ تو نے دستگیری آپ کی — تو ہی مجھ کو در پہ لایا' میں تو اس قابل نہ تھا
عہد جو روزِ ازل میں کیا تھا یاد ہے — عہد وہ کس نے نبھایا' میں تو اس قابل نہ تھا
تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب — گنبد خضراء کا سایہ' میں تو اس قابل نہ تھا
میں نے جو دیکھا سو دیکھا بارگاہِ قدس میں — اور جو پایا سو پایا' میں تو اس قابل نہ تھا
بارگاہِ سید الکونین ﷺ میں آ کر یونس — سوچتا ہوں کیسے آیا' میں تو اس قابل نہ تھا

حمد باری تعالیٰ

زمین تیری زماں تیرا' ہے امر کن فکاں تیرا — تو خلاق جہاں یارب! ہے مخلوق آسمان تیرا
شجر تیرے ثمر تیرے' ہے اور آبِ رواں تیرا — فلک پر ضوفشاں وہ کاروانِ کہکشاں تیرا
تو متاعِ گل خنداں' گلوں میں بوئے گل تیری — طیوران چمن تیرے' نظامِ گلستاں تیرا
بہر گوشہ بہر جانب تجلی عام ہے تیری — بہر سو ہیں تیرے جلوے' ہر ایک شی میں نشاں تیرا
ہیں اوصاف وثناء تیرے لب خار بیاباں پر — وحوشِ دشت کی یارب! زباں پر ہے بیاں تیرا
درخشاں کوکب و شمس و قمر ہیں نور سے تیرے — اُجالا ظلمتوں میں ہر طرف ہے ضوفشاں تیرا
تو پوشیدہ میں ہے ظاہر تو ظاہر میں ہے پوشیدہ — حقیقت یہ ہے کہ بے شک عیاں تیرا نہاں تیرا
ثناء خواں صرف گلشن میں عنادل ہی نہیں تیرے — گلوں میں خار بھی پایا گیا تسبیح خواں تیرا
حوادثِ موج وطوفان و بھنور گرداب ہیں تیرے — تیری رحمت میری کشتی ہے بحرِ بے کراں تیرا
قلم میں ہے نہ وہ قوت زباں میں ہے نہ وہ طاقت — بیاں ہو وصف کیسے اے مکینِ لامکاں تیرا
بوقت مرگ راغب ہے یہ تجھ سے التجا یارب! — میسر دید آقا نام ہو وردِ زباں تیرا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلیم فرمودہ توبہ اور مغفرت کے ستر کلمات استغفار

ارشاد الساری میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے

کہ کوئی مظلوم قید خانہ میں چلا گیا وہاں اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس قیدی کو استغفار کے ستر (۷۰) کلمات تعلیم فرمائے کہ روزانہ دس استغفار اس طرح پڑھنے کیلئے فرمایا کہ جمعہ سے شروع کر کے جمعرات کو ختم کر لے۔

قیدی نے ان استغفارات کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو نجات دیدی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کو روزانہ صبح کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

نوٹ:۔ سات منزلوں پر مشتمل یہ ستر کلمات پورے ہفتہ کا معمول بنا لیا جائے اور یومیہ ایک منزل کی دعائیں پڑھ لی جائیں تو نہایت نافع ہے۔ قارئین کی سہولت کے پیش نظر ان کلمات کا سلیس اردو ترجمہ دیدیا گیا ہے۔ جو حضرات اصل عربی دعائیں پڑھنا چاہیں۔ وہ ادارہ کا مطبوعہ ''مبارک مجموعہ وظائف'' سے پڑھ لیں۔

پہلی منزل

۱۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ہر اس گناہ کی جس پر میرا جسم قادر ہوا آپ کی دی ہوئی عافیت کی وجہ سے اور میری طاقت کی رسائی ہوئی اس گناہ پر آپ کی نعمت کی فراوانی کی وجہ سے اور میرا ہاتھ لپکا اس گناہ کی طرف آپ کی دی ہوئی وسعت رزق کی وجہ سے اور میں لوگوں سے چھپا رہا آپ کی پردہ پوشی کی وجہ سے اور جب گناہ کرنے کے وقت آپ کا خوف آیا بھی تو آپ کے امان پر بھروسہ کیا اور میں نے اعتماد کیا اس میں آپ کی گرفت سے بچنے کیلئے آپ کی بردباری پر اور (اسی طرح) میں نے بھروسہ کیا آپ کی ذات کے عفو وکرم پر (الٰہی! ان سب گناہوں کی معافی چاہتا ہوں)

۲۔اے اللہ! میں ہر ایسے گناہ کی معافی مانگتا ہوں جو آپ کے غضب کی طرف بلائے یا آپ کی ناراضگی سے قریب کردے یا مجھے اس چیز کی طرف مائل کردے جس سے آپ نے مجھے منع کیا ہے یا اس سے دور کردے جس کی طرف آپ نے مجھے بلایا ہے۔

۳۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ہر اس گناہ کی جس پر میں نے آپ کی مخلوق میں سے کسی کو اپنی گمراہی کی وجہ سے لگایا یا میں نے اس کو اپنے مکر سے اس طرح دھوکا دیا کہ اس کو وہ (گناہ کا راستہ) سکھایا جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔ (یعنی اپنی چال بازی اور چرب زبانی سے سبز باغ دکھلا کر لوگوں کو سود اور جوئے کی لعنت میں ملوث کردیا جیسے انعامی بانڈز کی سکیمیں اور انشورنس پالیسیاں وغیرہ) اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین! اور میں نے خوبصورت بنا کر پیش کیا جس کو وہ جانتا تھا اور اب تو میں آپ سے کل ملوں گا اپنے اور دوسروں کے گناہوں کے بوجھ سمیت۔

۴۔اے اللہ! میں معافی چاہتا ہوں ایسے تمام گناہوں کی جو گمراہی کی طرف بلائیں اور راہ

راست (سیدھے راستے) سے بھٹکا دیں اور وافر مال کو کم کر دیں اور پدری جائیداد (خاندانی مال و دولت) کو نیست و نابود کر دیں اور نیک نامی (ذکر خیر) کو ختم کر دیں اور نفری کو کم کر دیں (خاندان دوست و احباب اولاد و اقرباء خبر نہ لیں جیسے لوگ کہتے ہیں اب اسے کون منہ لگائے گا)۔

۵۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ایسے تمام گناہوں کی، جس میں تھکا دیا میں نے اپنے اعضا کو اپنی رات میں اور اپنے دن میں اور میں نے اپنے آپ کو چھپایا آپ کے بندوں سے شرماتے ہوئے آپ ہی کے پردے سے۔

اور درحقیقت کوئی پردہ پردہ نہ تھا سوائے اس کے جو آپ کی طرف سے میری پردہ پوشی ہوئی۔ کوئی پردہ پوشی نہیں کر سکتا سوائے آپ کے جو آپ نے پردہ پوشی کی۔

۶۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ایسے تمام گناہوں کی جس سے میرے دشمنوں نے میری پردہ دری کا ارادہ کیا۔

آپ نے ان کے مکر (فریب) کو مجھ سے پھیر دیا اور میری رسوائی پر آپ نے ان کی اعانت نہیں کی گویا کہ میں آپ کا فرمانبردار بندہ ہوں، (یعنی میرے دشمنوں نے بھری مجلس میں مجھے رسوا کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے مجھے بچالیا) اور آپ نے میری یہاں تک مدد کی کہ گویا میں آپ کا ولی ہوں اور کب تک اے میرے پروردگار! میں آپ کی نافرمانی کرتا رہوں گا اور آپ مجھے ڈھیل دیتے رہیں گے۔ بہت عرصہ سے میں آپ کی نافرمانی کرتا رہا اور آپ نے میرا مواخذہ نہیں کیا (گرفت و پکڑ نہیں کی) اور میں باوجود اپنے برے کاموں کے (گناہوں کے) آپ سے مانگتا رہا اور آپ مجھے دیتے رہے (الٰہی) اب کون سا شکر ایسا ہے جو آپ کی نعمتوں میں جو مجھ پر ہیں ایک نعمت کے بدلہ میں بھی شمار ہو سکتا ہے۔

۷۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ایسے تمام گناہوں کی جس سے میں نے آپ کے سامنے اپنی توبہ پیش کی اور میں نے آپ کے سامنے آپ کی قسم اٹھائی اور اپنے اوپر آپ کے بندوں میں سے آپ کے اولیاء کو گواہ بنایا۔

کہ میں پھر نہیں لوٹوں گا آپ کی نافرمانی کی طرف، پھر شیطان نے اپنے مکر سے اس میں مجھے پھنسانے کی کوشش کی (اور میں نے اپنے کرتوتوں سے آپ کی مدد کو دور کر دیا)

اور آپ کی عدم نصرت نے مجھے اس گناہ کی طرف مائل کر دیا اور میرے نفس نے مجھے نافرمانی کی طرف دعوت دی تو میں نے آپ کے بندوں سے شرماتے ہوئے وہ گناہ چھپ کر کیا آپ پر جرأت کرتے ہوئے اپنی طرف سے (یعنی آپ کے سامنے دیدہ دلیری کرتے ہوئے) حالانکہ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ سے مجھے کوئی چھپا نہیں سکتا نہ کوئی مکان نہ اندھیرا' نہ کوئی حیلہ و تدبیر آپ سے اوجھل ہو سکتی ہے' نہ ہی کوئی پردہ' نہ ہی کوئی دروازہ اور آپ کی نظر کو کوئی حجاب نہیں روک سکتا۔ اس جاننے کے باوجود میں نے جان کے بھی مخالفت کی اس گناہ کے کرنے میں جس سے آپ نے مجھے منع کیا تھا۔

پھر بھی آپ نے (اپنے فضل و کرم سے) پردہ فاش نہیں کیا۔

بلکہ آپ نے مجھے اپنے اولیاء (محبوب بندوں) کے ساتھ اس طرح برابر رکھا گویا کہ میں ہمیشہ سے آپ کا فرمانبردار بندہ ہوں اور آپ کے حکم بجالانے میں جلدی کرنے والا ہوں اور آپ کی وعید (دھمکی) سے ڈرنے والا ہوں۔

حالانکہ میں آپ کے بندوں پر مشتبہ رہا آپ کے سوا میرے بھید کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ لیکن پھر بھی آپ نے (اپنا خصوصی کرم فرما کر) مجھے کسی نشانی کے ذریعہ ان سے الگ نہیں کیا' بلکہ آپ نے مجھ پر ان نیک لوگوں کی نعمتوں کی طرح کامل نعمت فرما دی' پھر مجھ کو ان پر ان نعمتوں کی وجہ سے برتری عطا فرمائی۔

گویا کہ میں بھی آپ کے نزدیک ان کے رتبہ میں ہوں اور یہ سب کچھ جو مجھ پر آپ کا بے انتہا کرم ہوا وہ آپ کے حلم' بردباری' آپ کی مزید نعمت اور آپ کی طرف سے سراسر احسان کے سوا کچھ نہیں تھا۔ پس آپ ہی کیلئے تمام تعریفیں ہیں اے میرے مولیٰ! اب آپ ہی سے میں سوال کرتا ہوں اے اللہ! جیسے آپ نے میرے گناہوں پر دنیا میں پردہ ڈالا اسی طرح آخرت میں مجھے رسوا نہ کیجئے گا۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

۸۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی لذت میں اور اس کے کرنے کے انتظار میں اور اس کے وجود اور اس کے حاصل کرنے تک کی رسائی میں میں نے اپنی رات بے خوابی میں گزاری' یہاں تک کہ جب میں نے صبح کی تو

(ظاہراً) میں آپ کے سامنے نیکو کاروں کا لبادہ اوڑھ کر حاضر ہوا حالانکہ میں (باطن میں) بجائے نیکی کے وہی گناہ کی گندگی چھپائے ہوئے تھا آپ کی مرضی کے خلاف۔ اے رب العالمین (مجھے اپنی مہربانی سے معاف فرمادیجئے)

۹۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی وجہ سے میں نے آپ کے ولیوں میں سے کسی ولی پر ظلم کیا یا اس کی وجہ سے میں نے مدد کی آپ کے دشمنوں میں سے کسی دشمن کی، یا میں نے بات کی اس میں آپ کی پسند کے خلاف، یا میں اس میں اٹھ کھڑا ہوا آپ کی مخالفت میں یا میں چلا ہوں اس میں آپ کے حکم کے خلاف۔

۱۰۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو کینہ کو جنم دے اور بلا (مصیبت) اتروانے کا سبب ہو اور ایسا گناہ جو دشمنان اسلام کو ہنسنے کا موقعہ دے، یا میرے اس گناہ کی وجہ سے دوسروں کی پردہ دری ہوتی ہو، یا میرے گناہ کے باعث مخلوق پر آسمان سے بارش برسنے سے روک لی گئی ہو۔

دوسری منزل

۱۱۔اے اللہ! میں معافی چاہتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جس نے مجھے غافل کر دیا اس سے جس کی طرف آپ نے میری رہنمائی کی تھی اور اس کے کرنے کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا۔ یا منع کیا تھا (کسی گناہ سے اور میں وہ کر گزرا) یا آپ نے مجھے اس کی نشاندہی کی تھی جس میں میری ہی سعادت اور آپ کی رضا مندی تک رسائی تھی اور (آپ نے مجھے ایسے نیک اعمال کرنے کی دعوت دی) جس سے آپ کی رضا اور محبت حاصل ہو سکتی تھی اور (ان اعمال کے کرنے اور ان گناہوں سے بچنے کی صورت میں) آپ کا قرب حاصل ہو سکتا تھا (لیکن الٰہی! میں نے ان اعمال کی قدر نہ کی، مجھے معاف فرمادیجئے)

۱۲۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں تمام ایسے گناہوں کی جس گناہ کو میں کر کے بھول گیا ہوں، آپ نے اس کو محفوظ رکھا اور میں نے اس کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ آپ نے اس کو درج کر کے برقرار رکھا اور میں نے آپ کے سامنے کھلم کھلا کیا

آپ نے اس کو چھپایا اگر میں آپ کے سامنے اس گناہ سے توبہ کرتا تو یقیناً آپ اس کو بخش دیتے۔ الٰہی! اب میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں۔

۱۳۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کے پورے کرنے سے پہلے ہی آپ کی طرف سے فوری گرفت کی میں نے توقع کی تھی (کہ اب پکڑا جاؤں گا) لیکن پھر بھی آپ نے مجھے بچائے رکھا مہلت دے کر اور آپ نے تو مجھ پر پردہ لٹکائے رکھا' پھر بھی میں گناہوں میں اتنا مگن تھا کہ اس کے چاک کرنے میں اپنی طرف سے میں نے کوئی کمی نہیں کی (لیکن پھر بھی آپ نے مجھے رسوائی سے بچالیا اور پردہ پوشی ہی کی)

۱۴۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ہر ایسے گناہ کی جس سے آپ نے مجھ کو منع کیا تھا لیکن اس گناہ کو کر کے میں نے آپ کی مخالفت کی آپ نے مجھے اس کے عذاب سے ڈرایا تھا لیکن پھر بھی میں اس پر جما رہا۔ آپ نے اس گناہ کی قباحت یعنی اس کی برائی مجھ پر واضح فرما دی تھی پھر بھی میرے نفس نے اس گناہ کو میرے لئے ایسا سجایا کہ میں اس گناہ کو کر بیٹھا اور آپ کی وعید (دھمکی) کی پرواہ نہ کی۔

۱۵۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی (جس کی نحوست) مجھ سے آپ کی رحمت پھیر دے یا مجھ پر آپ کی ناراضگی نازل کر دے یا مجھے آپ کے اعزاز و بخشش سے محروم کر دے یا آپ کی نعمتوں کو مجھ سے زائل کر دے۔

۱۶۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جس پر میں نے آپ کی مخلوق میں سے کسی کو عار دلائی ہو۔ یا آپ کی مخلوق میں سے کسی کے گناہ کے خلاف ناراضگی کا اظہار کیا ہو لیکن پھر میں خود اس گناہ کے کرنے میں لگ گیا اور اپنے چال چلن کو خراب کر لیا آپ کے سامنے اپنی طرف سے جرأت کرتے ہوئے۔

۱۷۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جو مجھ پر غالب آ گیا اور جس کا میں حق دار ہو گیا ہوں۔ کسی ایسے کام کرنے سے جس کو میں نے کیا کسی وعدے کی وجہ سے جو میں آپ سے کر چکا تھا یا کوئی پکے عہد و پیمان کی وجہ سے جو میں آپ سے کر چکا تھا یا کسی ذمہ داری کی وجہ سے میں نے آپ کی قسم اٹھائی تھی آپ کی خاطر آپ کی مخلوق میں سے

کسی کیلئے پھر میں نے اس کو توڑ دیا بغیر کسی شدید مجبوری کے جو مجھے پیش آئی ہو۔ بلکہ مجھے اس کو پورا کرنے سے غرور وتکبر نے نیچے اتارا اور مجھے اس کے خیال کرنے اور اس عہد کی رعایت کرنے سے شیطان نے ایسا قہر آلود و غضب ناک کیا کہ میں غصہ میں اس عہد کی رعایت نہ کر سکا اور وہ وعدہ اور عہد توڑ دیا (اللہ سے کوئی وعدہ کرلیا یا منت مان کر اپنے اوپر کوئی عبادت واجب کرلی مثلاً یوں کہا: اے اللہ! میرا فلاں کام ہوگیا تو یہ عبادت کروں گا' کروں گی' یا اتنا صدقہ دوں گا' دوں گی' یا قسم کھا کر توڑ دی یا کسی بندہ سے وعدہ کر کے پھر گیا یا غرور وتکبر میں آکر وعدہ کو معمولی سمجھ کر پورا نہ کیا تو ان کی معافی اور منت وقسم کے کفارے کی ادائیگی یا مخلوق کے وعدوں کو پورا کرنے کی توفیق چاہتا ہوں۔

الٰہی! میں اپنے گناہوں کا اقراری مجرم ہوں اور آپ کی نعمتوں کا بھی اقرار کرتا ہوں مجھے معاف فرما دیجئے۔

۱۸۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس سے میں نے آپ کے سامنے توبہ کی اور پھر اس کو کرنے کی جرأت کی تو مجھے آپ سے شرم آئی اس حال میں کہ میں اس میں مبتلا ہو چکا تھا اور میں آپ سے ڈر بھی رہا تھا لیکن پھر بھی اس گناہ میں لگا ہوا تھا پھر میں نے اس گناہ کی آپ سے معافی مانگ لی لیکن پھر دوبارہ میں اس گناہ کی طرف لوٹ گیا۔

۱۹۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس نے مجھے پالیا ہو آپ کی کسی ایسی نعمت کی وجہ سے (جو آپ نے مجھ کو بطور فضل وکرم اور انعام کے دی تھی) اس نعمت کی وجہ سے جو مجھے قوت ملی اس کو آپ ہی کی نافرمانی میں خرچ کیا اور اس میں میں نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور آپ کی طرف سے وعید ودھمکی کے باوجود میں نے جرأت' دلیری سے اس گناہ کو کیا۔ (میں نے کتنا برا کیا آپ نے کھلایا پلایا اور میں نے آپ ہی کی مخالفت کی ''لوگ کیا کہیں گے برادری میں ناک کٹ جائے گی'' اس کا تو خیال کر کے گناہ کرلیا مگر یہ نہ سوچا کہ مالک الملک کو کیا جواب دوں گا اللہ اور اس کے رسول مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اس کی پرواہ نہ کی۔ اب نادم ہوں) الٰہی! مجھے معاف فرما دیجئے۔

۲۰۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جس کے کرنے میں

نے اپنی خواہش کو مقدم رکھا آپ کی فرمانبرداری پر اور اپنی چاہت (اپنی پسند) کو آپ کے حکم پر ترجیح دے کر آپ کو ناراض کر کے اپنے نفس کو خوش کیا اور اپنے نفس کو آپ کے غضب کا حق دار بنایا۔ ان گناہوں کو کر کے جس سے آپ نے منع فرمایا تھا اور ان کاموں کے بارے میں پہلے ہی سے مجھے آپ نے ڈرا دیا تھا اور مجھے اپنی وعید (دھمکی) کے ذریعے سے روکا تھا (مگر پھر بھی وہ گناہ مجھ سے ہو گئے) اے اللہ! میں آپ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

تیسری منزل

۲۱۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جسکو میں نے اپنے نفس سے جانا پھر چاہے اس گناہ کو کر کے میں بھول گیا ہوں یا یاد رکھا یا اس کو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بلا ارادہ کیا۔ حالانکہ وہ ان گناہوں میں سے ہے کہ جس کے بارے میں مجھے کوئی شک نہیں کہ آپ ضرور اس کے بارے میں مجھ سے سوال کریں گے اور یہ کہ میری ذات اس گناہ کے بدلہ میں آپ کے پاس گروی رکھی ہوئی ہے اگرچہ میں اس گناہ کو بھول گیا ہوں اور اس سے میرا دل غافل ہو گیا ہے۔

۲۲۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ سے جس کو میں نے آپ کے سامنے (علی الاعلان) کیا حالانکہ مجھے یقین تھا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں لیکن میں نے یہ نیت کر لی تھی کہ میں آپ کے سامنے اس گناہ سے توبہ کرلوں گا (لیکن ہائے افسوس) مجھے آپ سے اس گناہ کی معافی مانگنا بھلا دیا گیا اور شیطان ہی نے مجھے بھلا دیا (توبہ استغفار سے باز رکھا)

۲۳۔ اے اللہ! میں آپ سے اپنے ہر اس گناہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں جس کا میں نے ارتکاب کیا آپ کے بارے میں اپنے اس اچھے گمان کی وجہ سے کہ آپ مجھے اس گناہ پر عذاب نہیں دیں گے اور اس امید پر کہ آپ مجھے معاف کر دیں گے اس وقت میرے نفس نے یہی پٹی پڑھائی تھی کہ اللہ غفور و رحیم ہے اس گناہ کو کرنے کی جرأت کی اور اپنے آپ کو اعتماد دلایا بوجہ میرے جاننے نے آپ کے کرم کے کہ جیسا آپ نے مجھ پر پردہ ڈالا ہے اسی طرح

آپ مجھے رسوا بھی نہیں کریں گے۔ یعنی میں یہ سمجھا کہ وہ پردہ پوشی فرما رہے ہیں تو عذاب بھی نہ دیں گے پس اسی خیال میں آکر بہت سے گناہ کر لیے اے اللہ! مجھے معاف فرما دے۔

۲۴۔ اے اللہ! میں آپ سے ہر اس گناہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں جس کی وجہ سے میں آپ کی طرف سے اس بات کا مستحق ہو گیا کہ دعا رد ہو جائے قبولیت سے محروم ہو جائے (جس کی وجہ سے آپ کی طرف سے مردود الدعاء ہونے کا حق دار ہو گیا اور دعا کی قبولیت سے محروم ہو گیا) اور جو آرزوئیں وابستہ تھیں وہ پوری نہ ہوئیں اور آپ سے جو رحمت کی امیدیں باندھی تھیں وہ ٹوٹ گئیں۔

۲۵۔ اے اللہ! میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ہر ایسے گناہ کی جس کی نحوست بیماریوں میں مبتلا کر کے کمزور، لاغر کر دینے کا سبب ہو اور سزا کو ضروری کر دے اور بلاء کو اتروا دے اور قیامت کے دن حسرت و ندامت کا سبب ہو۔

۲۶۔ اے اللہ! میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ہر ایسے گناہ کی جو ہر کام کے انجام میں حسرت یا افسوس کا سبب بنے اور ندامت میں مبتلا کر دے رزق کو روک دے اور دعا کو لوٹا دے یعنی وہ گناہ جو تمام خیر و برکات کو روک دے۔ عبادات و دعا کی حلاوت سے محروم کر دے مثلاً نگاہوں کی حفاظت نہ کرنے سے عبادت کی حلاوت سے محروم ہو جاتا ہے یا والدین کو ستانے سے دنیا کے کاموں میں بھی ناکامی کا سامنا ہوتا ہے جب تک ان سے معافی نہ مانگ لیں۔

۲۷۔ اے اللہ! آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ہر اس گناہ پر کہ میں نے اس گناہ کی تعریف کی اپنی زبان سے، یا میں نے کینہ کی طرح چھپایا اس کو اپنے دل میں، یا میرا دل اس پر خوش ہوا، یا میں نے دلائل کے زور سے زبان کے ذریعہ اس گناہ کو کیا یا اپنے افعال سے کیا یعنی قولی یا فعلی جو بھی گناہ کیے۔

یا میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا میں نے خود اس گناہ کا ارتکاب کیا یا اس گناہ میں لگا دیا آپ کے بندوں کو (یعنی بعض مرتبہ آدمی گناہ پر بحث کرتا ہے کہ یہ گناہ ہی نہیں معاشرہ میں جس کو گناہ نہیں سمجھا جاتا ہے اور اس کو گناہ ہی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے ایسا نہیں کرنا چاہیے اگر کسی غلطی یا لاپرواہی سے ہم سے کوئی گناہ ہو رہا ہے تو خود کو گناہ گار سمجھے۔ ان

شاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی ضرور توبہ کی توفیق ہو جائے گی لیکن گناہ کر کے اپنے آپ کو مجرم نہ سمجھنا یہ بری بات ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائے آمین۔

۲۸۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کو میں نے خلوت میں کیا اپنی رات میں' یا اپنے دن میں اور آپ نے پردہ لٹکائے رکھا مجھ پر اس طرح کہ آپ کے سوا مجھے کوئی نہ دیکھے اے جبار! یعنی آپ نے اپنے حلم سے ایسی پردہ پوشی فرمائی کہ کسی مخلوق کو اس کا علم نہ ہونے دیا لیکن اسی سے میرا نفس شک میں رہا اور میں حیران رہا کہ آپ کے خوف سے اس گناہ کو چھوڑ دوں یا لگا رہوں اس خوش فہمی کی بنا پر (کہ آپ تو غفور رحیم ہیں) لیکن میرے نفس نے اس گناہ کو اس طرح مزین کر کے میرے لئے پیش کیا کہ میں اس گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے اور اس بات کو جانتے ہوئے کہ میں آپ کی نافرمانی کر رہا ہوں پھر بھی یہ گناہ کر بیٹھا۔

۲۹۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کو میں نے معمولی گناہ سمجھا اور آپ کے ہاں وہ عظیم تھا اور میں نے اس کو چھوٹا گناہ سمجھا اور آپ کے ہاں وہ بڑا گناہ تھا اور مجھے نادانی نے ہلاکت میں ڈالا۔

۳۰۔اے اللہ! میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ہر ایسے گناہ کی کہ میں نے گمراہ کیا اس گناہ کے ذریعے آپ کی مخلوق میں سے کسی کو یا میں نے برا سلوک کیا اس گناہ کے ذریعے آپ کی مخلوق میں سے کسی کے ساتھ یا میرے نفس نے اس گناہ کو میرے لئے خوب صورت کر کے پیش کیا یا میں نے اس گناہ کے کرنے کا دوسروں کو مشورہ دیا یا میں نے رہنمائی کی اس گناہ پر اپنے سوا کسی اور کی اور میں ڈٹا رہا اس گناہ پر باوجود اس کے کہ میں جانتا تھا یہ گناہ ہے یا میں نے اس پر ہمیشگی اختیار کی اپنے نہ جاننے یعنی جہل کی وجہ سے۔ یعنی دوسروں کو گناہ پر اکسایا' یا نفس نے گناہ کو ایسا سجا دیا کہ مجھے دیکھ کر دوسرا بھی اس گناہ میں مبتلا ہو گیا۔

چوتھی منزل

۳۱۔اے اللہ! میں معافی چاہتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی کہ میں نے خیانت کی اس کے ذریعہ اپنی امانت میں' یا خوب صورت کر دیا میرے نفس نے میرے لئے اس گناہ کا

کرنا' یا میں نے گناہ میں ڈالا اس کے ساتھ اپنے جسم کو یا میں نے اپنی (خواہش نفسانی) شہوت کو اس گناہ کے کرنے میں آپ کے حکم پر مقدم کیا یا میں نے اس گناہ میں لذت پائی یعنی اس گناہ کو کرنے میں اپنی لذت کو بہت زیادہ کیا یا میں نے کوشش کی اس گناہ کے کرنے میں کسی دوسرے کی وجہ سے (یعنی غیر کی وجہ سے گناہ کیا) یا میں نے گمراہ کیا (بلایا) اس گناہ کی طرف اس کو جس نے میری متابعت کی یا میں نے دشمنی اختیار کرلی اس گناہ کے کرنے میں اس سے جس نے مجھے روکنے کی کوشش کی یا میں غالب آگیا اس پر جس نے مجھے گناہوں سے روکتے ہوئے مجھ پر غلبہ پانے کی کوشش کی یا میں غالب آگیا اس پر اپنے کسی حیلہ بہانے کی وجہ سے یا مجھے میری کسی خواہش نے اس گناہ میں مبتلا کردیا۔

۳۲۔اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ پر جس کی وجہ سے میں نے مدد حاصل کی اس کے کرنے پر کسی ایسے حیلے بہانے کے ساتھ جو آپ کے غیظ و غضب سے قریب کرنے والا ہے۔ یا میں نے غلبہ پایا اس کے حاصل کرنے میں آپ کے اطاعت گزار بندوں پر یا میں نے مائل کیا اس کے ساتھ آپ کی مخلوق میں سے کسی ایک کو آپ کی نافرمانی کی طرف یا میں نے صرف ارادہ کیا اس بات کا کہ لوگوں کو گناہوں کی طرف لے جاؤں گا اس طرح کہ میں نے آپ کے بندوں کو اپنے کرتوتوں کے ذریعہ دکھلایا یہ کہ گویا میں اس حیلے کے ذریعے آپ کی خوشنودی چاہتا ہوں حالانکہ مراد اس کے ذریعہ نافرمانی تھی۔ (اپنی حالت ان پر مشتبہ کردی کہ وہ سمجھیں کہ نیکی کرنے کا خواہش مند ہے جبکہ میرا مقصد حیلے سے نافرمانی کرنا تھا) اور جبکہ خواہش نفس تو آپ کی اطاعت سے پھری ہوئی تھی۔

۳۳۔اے اللہ! مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کو آپ نے مجھ پر لکھا ہے بسبب اس خود پسندی و خود بینی کے جو مجھے اپنے بارے میں تھی۔ ریا' یا دکھلاوے یا (کسی مسلمان کے ساتھ) کینہ رکھنے یا کسی طرح کی خیانت کرنے یا تکبر کرنے یا اکڑنے یا اترانے یا ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے یا حسد کرنے کی وجہ سے یا مستی کی وجہ سے یا (غصے میں) آپے سے باہر ہونے کی وجہ سے یا ناجائز غیرت یا عصبیت کی وجہ سے یا کسی کی خوشی یا کسی امید یا بخل کی وجہ سے یعنی جہاں خرچ کرنا ضروری ہو یا بہتر ہو خرچ نہ کیا جائے یا بے جا

سخاوت کردی جہاں کم ضرورت تھی وہاں زیادہ فضول خرچ کردیا یا کسی پر ظلم کیا یا کسی کو کسی بہانے سے ستایا یا کسی طرح بھی چوری کی (یعنی گاہکوں کو دھوکا دینا' ناپ تول میں کمی کرنا' ملازمت کے اوقات میں وقت کی چوری کرنا' نماز میں رکوع سجدہ صحیح طرح ادا نہ کرنا یا دل کی حرام لذت کے ساتھ کسی حسین چہرے پر نظریں ڈالنا یا جمانا جو نگاہوں کی چوری ہے یہ سب چوری میں داخل ہے) یا کسی قسم کا جھوٹ بولا یا غیبت مجھ سے ہوئی یا لہو ولعب یعنی فضول یا شرعاً ناجائز کھیل کھیلنے یا ان کو دیکھنے میں وقت ضائع کیا یا کسی کی چغلی کی یا اسی طرح کسی قسم کے بھی گناہ کئے اور ایسے گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوا جس کے کرنے سے ہلاکت وغم اور پریشانی آتی ہے۔ الٰہی! ان سب گناہوں کو معاف فرما دیجئے۔

۳۴۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں' معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی کہ میں ڈرا اس میں آپ کے سوا کسی اور سے اور میں نے دشمنی مول لی اس میں آپ کے دوستوں سے اور میں نے دوستی اختیار کی آپ کے دشمنوں سے اور میں نے مدد چھوڑ دی اس میں آپ کے دوستوں کی اور میں نے اپنے آپ کو پیش کیا آپ کے غضب وغصہ کیلئے (یعنی ایسے گناہ کئے جو آپ کا غصہ اور غضب مجھ پر نازل کرواتے ہیں)

۳۵۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے آپ کی ایسی عظیم قدرت کے ساتھ جس کے ذریعہ آپ مجھ پر اور ہر چیز پر قادر ہیں کہ آپ معاف فرما دیں میرے وہ گناہ بھی کہ جو آپ کے علم میں ہیں کہ میں آئندہ کروں گا۔

۳۶۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس سے کہ میں نے توبہ کی آپ کی طرف پھر میں دوبارہ لوٹا اس گناہ کی طرف اور میں نے وہ عہد توڑ دیا اس گناہ کے کرنے سے جو میرے اور آپ کے درمیان تھا جرأت کرتے ہوئے آپ پر (محض اس وجہ سے کہ) میں آپ کے عفو (معاف کرنے) کو جانتا تھا (کہ آپ بہت زیادہ معاف کرنے والے ہیں)

۳۷۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں' معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جس نے مجھے آپ کے عذاب سے نزدیک کر دیا ہے یا مجھے دور کر دیا۔ آپ کی طرف سے ملنے والے ثواب سے اور میرے اور آپ کی رحمت کے درمیان وہ گناہ حجاب بنا ہے۔ یا تنگ

کر دیا ہے مجھ پر آپ کی نعمت کو یعنی اس گناہ کی وجہ سے آپ کی نعمت سے محروم ہو گیا ہوں۔

۳۸۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی وجہ سے میں نے وہ گرہ کھولی جس کو آپ نے باندھ دیا تھا یا میں نے باندھ لی۔ اس گناہ کے ذریعہ ایسی گرہ جس کو آپ نے کھولا تھا۔ یعنی میں نے اجازت دے دی ان کاموں کی جس سے آپ نے منع کیا تھا یا میں نے روک دیا ان کاموں سے جن کی آپ نے اجازت دی تھی۔ (مثلاً اس طرح کہ میں نے اپنے نوکروں ماتحتوں کو نماز کی ترغیب ہی نہیں دی یا ان کے اجازت مانگنے پر بھی رکاوٹ بنا' یا ان کی خواہش پر گناہوں کی اجازت دی ہے۔ مثلاً گانے بجانے یا ٹی وی وغیرہ کی اجازت دی) اور ایسی کوئی خیر جس کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ اس گناہ کو کرنے کی وجہ سے اس سے میں محروم ہو گیا اور ایسی بھلائی سے جس کا میں مستحق تھا محروم ہو گیا۔ میں محروم کرنے کا سبب بن گیا۔ اس گناہ کے ذریعہ کسی نفس کو جو اس خیر و بھلائی کا مستحق تھا۔ پس مجھے معاف فرما دیجئے۔

۳۹۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ہر ایسے گناہ کی جس کا میں نے ارتکاب کیا آپ کی عافیت کے عام ہونے کی وجہ سے یا میں نے قدرت پائی اس گناہ پر آپ کی نعمت کے فضل کی وجہ سے یا اس گناہ پر میری ہمت بندھی۔ اس وجہ سے کہ آپ نے اپنی ناراضگی مجھ سے دور رکھی تھی۔

یا میرا ہاتھ بڑھا اس گناہ کی طرف آپ کی طرف سے ملی ہوئی رزق کی فراوانی کی وجہ سے یا کوئی ایسی بھلائی کہ میں چاہتا اس نیکی کے ذریعہ آپ کی رضا مندی لیکن میں نے ملاوٹ کر دی اس میں اپنے نفس کی ایسی برائی جس میں آپ کی رضا مندی مقصود نہ تھی۔

۴۰۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی طرف مجھے بلایا رخصتوں (جیسے شرعی مجبوری میں تیمم سے نماز پڑھنا' بڑی بیماری میں روزے چھوڑنا) نے یا لالچ نے تو میں آمادہ ہو گیا اس گناہ کے کرنے پر اور میں نے حلال ٹھہرا لیا اپنے نفس کیلئے اس چیز کو جو آپ کے نزدیک حرام تھی۔ (حرام کو حلال سمجھ لیا)

پانچویں منزل

۴۱۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو آپ کی مخلوق سے چھپا

کر کر لئے' لیکن آپ سے کہاں چھپا سکتا تھا پھر میں نے آپ سے معافی طلب کی۔ پھر آپ نے مجھے معاف بھی فرما دیا پھر (دوبارہ توبہ توڑ کر) میں اس گناہ کی طرف لوٹ آیا پھر آپ نے اپنے کرم سے پردہ پوشی ہی فرمائی (مجھے مخلوق کے سامنے رسوا نہ کیا۔ الٰہی! یہ بے شک آپ کا کرم ہے)

۴۲۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں تمام ایسے گناہوں کی جس کی طرف میں اپنے پاؤں سے چلا' یا اس کی طرف میں نے ہاتھ بڑھایا یا میں نے آنکھوں سے تاڑا' یا میں نے اس کی طرف کان لگایا۔ یا میں نے ان گناہوں کو زبان کے بول سے کیا ہو یا میں نے فنا و برباد کر دیا اس گناہ کے کرنے میں وہ مال جو آپ نے مجھے دیا تھا۔ پھر میں نے آپ سے رزق مانگا اپنے گناہوں کے باوجود پھر بھی آپ نے مجھے رزق دیا پھر میں نے آپ کے اسی رزق سے مدد حاصل کی۔ آپ کی نافرمانی پر پھر بھی آپ نے میری پردہ پوشی فرمائی۔ پھر میں نے آپ سے رزق کی زیادتی کا سوال کیا۔ لیکن پھر بھی آپ نے (اپنے فضل و کرم سے) مجھے محروم نہیں فرمایا۔ زیادہ رزق دیا' پھر میں نے (کم قسمتی سے ہائے افسوس) آپ کی دی ہوئی روزی کی فراوانی کے بعد کھلم کھلا آپ کی نافرمانی کی۔

لیکن پھر بھی آپ نے مجھے رسوا نہیں کیا' میں برابر قدم جمائے رہا آپ کی نافرمانی پر اور آپ برابر مجھ پر اپنی بردباری اور اپنے کرم کا معاملہ فرماتے رہے۔ اے کرم کرنے والوں میں سب سے بہتر کرم کرنے والے!

۴۳۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کا چھوٹا گناہ دردناک عذاب کا حق دار ٹھہراتا ہے اور اس کا بڑا گناہ سخت ترین گرفت اتارتا ہے اور اس گناہ کا ارتکاب کرنا آپ کی فوری گرفت کا سبب بنتا ہے۔ یعنی دنیا ہی میں اس کی سزا مل جاتی ہے اور اس گناہ پر اصرار آپ کی نعمت کے زائل ہونے کا سبب بنتا ہے۔

(اللہ تعالیٰ ہم سب کی گناہوں سے حفاظت فرمائے۔ ایسی ہمت عطا فرمائے کہ ہم گناہوں کو چھوڑ دیں۔ جن سے ہمارے مالک نے منع فرمایا ہے اور ان سے رک جائیں)

۴۴۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی آپ کے سوا اور کسی کو خبر نہ ہوئی اور جس کو آپ کے سوا کسی نے نہیں جانا اور وہ ان گناہوں میں

سے ہے جس پر پکڑ سے مجھے کوئی بچا نہیں سکتا (اس کی سزا سے کوئی چھٹکارا نہیں دلا سکتا) سوائے آپ کے عفو (معاف کرنے اور درگزر کرنے) کے۔

اور (وہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ) نہیں سمو سکتا اس کو کوئی مگر آپ کی مغفرت اور حلم (آپ کی بردباری اور آپ کی وسیع رحمت اس سے بھی بڑی ہے اور وہی اس کو ڈھانپ سکتی ہے)

۴۵۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ایسے تمام گناہوں کی جو نعمتوں کو زائل کردیں اور عذاب کو اتار دیں جو عزت و شرافت ختم کردیں اور (ان گناہوں کی نحوست) بیماری کو لمبا کردے اور فوری دکھ درد لے آئے اور ندامت کو پیدا کرنے کا باعث ہو (ان گناہوں کی بھی آپ سے معافی طلب کرتا ہوں)

۴۶۔ اے اللہ! ایسے گناہ بھی کیے جو نیکیوں کو مٹا دیں اور برائیوں کو بڑھا دیں اور سزا و عذاب کو اتار دیں اور آپ کو ناراض کردیں۔ اے آسمانوں کے مالک! ان گناہوں کی آپ سے معافی طلب کرتا ہوں۔

۴۷۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کو معاف کرنا آپ ہی کی شایان شان ہے اس لئے کہ آپ ہی اس کو چھپانے کے زیادہ لائق ہیں۔ کیونکہ بے شک آپ ہی ہیں وہ جس (کے عذاب) سے ڈرنا چاہیئے اور آپ ہی ہیں جو (بندوں کے گناہ) معاف کرتے ہیں۔

۴۸۔ اے اللہ! میں آپ سے معافی مانگتا ہوں تمام ایسے گناہوں کی جن کے ذریعہ میں نے ظلم کیا آپ کے دوستوں میں سے کسی دوست پر آپ کے دشمنوں کی مدد کرتے ہوئے اور آپ کے نافرمان بندوں کی طرف مائل ہوتے ہوئے آپ کے فرمانبرداروں کو چھوڑ کر یعنی اہل طاعت کے مخالف اہل معصیت سے جا ملا ہوں ان کا ساتھ دیا ہو (الٰہی! ان گناہوں کو بھی معاف فرما دے)

۴۹۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس میں بہت زیادہ منہمک ہو جانے نے مجھے ذلیل و رسوا کردیا اور مجھے آپ کی رحمت کے ہونے ہی سے ناامید کردیا۔ یا ناامیدی اتنی چھا گئی کہ مجھے روک دیا آپ کی اطاعت کی طرف لوٹنے سے اس

وجہ سے میں سمجھتا تھا کہ میرا جرم بہت ہی بڑا ہے اور میرا گمان میرے نفس کے ساتھ برا تھا کہ میرا گناہ تو بہت ہی بڑا ہے کیسے معاف ہوسکتا ہے۔

۵۰۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو میری ہلاکت کا باعث بنتا اگر آپ کی بردباری اور رحمت شامل حال نہ ہوتی اور مجھے جہنم میں ڈالنے کا سبب بنتا اگر آپ کی نعمت دستگیری نہ کرتی اور مجھے (اس گناہ کی نحوست) لے چلتی گمراہی کے راستہ پر اگر آپ کی رہنمائی نہ ہوتی۔

چھٹی منزل

۵۱۔ اے اللہ! ایسے گناہ بھی کیے جس کے کرنے سے آپ سے رحمت کی امید ختم ہوجاتی ہے اور دعا رد کردی جاتی ہے اور پے درپے بلائیں آتی رہتی ہیں اور ایک کے بعد ایک پریشانی آتی رہتی ہے اور غم بڑھتے ہی رہتے ہیں۔ الٰہی! ان سب گناہوں کی آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

۵۲۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو میری دعا کو آپ کے دربار سے واپس پھیر دے اور آپ کی ناراضگی لمبی کردے یا تجھ سے میری امید کم کردے یعنی اے اللہ! ان حالات سے پناہ چاہتا ہوں اور ان گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔

۵۳۔ اے اللہ! مجھ سے جو ایسے گناہ ہوگئے جو مردہ دلی کا باعث ہوئے یعنی دل کو مردہ کردیا اور بے چینی کو بھڑکا دیا اور فکر کو مشغول کردیا اور شیطان کو خوش کردیا اور رحمٰن کو ناراض کردیا۔ الٰہی! ان سب گناہوں کی آپ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

۵۴۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی (جو انجام کے اعتبار سے) اپنے پیچھے آپ کی رحمت سے ناامیدی لاتا ہے اور مایوس کردیتا ہے آپ کی مغفرت سے اور محروم کردیتا ہے اس فراخی وفراوانی سے جو آپ کے پاس (آپ کے خزانوں میں) ہے۔

۵۵۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی وجہ سے میں اپنے نفس پر ناراض ہوا آپ کی عظمت کی وجہ سے اور پھر میں نے آپ کے سامنے توبہ کا اظہار بھی کیا اور آپ نے (اپنے کرم سے) اس توبہ کو قبول بھی فرمالیا اور پھر میں نے آپ

سے معافی کا سوال کیا آپ نے اس کو معاف بھی فرما دیا۔

پھر مجھے خواہش نفس نے دوبارہ اپنی پرانی عادت کی طرف لوٹا دیا آپ کی وسعت رحمت اور آپ کے معاف کرنے کی مہربانی کی امید پر اور آپ کی وعید کو بھولتے ہوئے آپ کے بہترین وعدوں کی امید کرتے ہوئے ان گناہوں کی طرف دوبارہ لوٹ گیا۔ پس الٰہی مجھے معاف فرما دیجئے۔

۵۶۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں تمام ایسے گناہوں کی جو چہرے کی سیاہی کا باعث بنیں اس دن جس دن آپ کے ولیوں کے چہرے سفید ہوں گے اور آپ کے دشمنوں کے چہرے سیاہ ہوں گے جس وقت آپس میں وہ سیاہ چہرے والے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگیں گے تو آپ ان سے کہیں گے تم جھگڑا نہ کرو میرے پاس جبکہ میں پہلے ہی ڈرا چکا تھا۔

۵۷۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے تمام ایسے گناہوں کی کہ میں ان کا گناہ ہونا سمجھ چکا تھا (لیکن) میں اس سے خاموش ہو گیا۔ آپ سے شرماتے ہوئے اس کی یاد آنے کے وقت (یعنی یاد آنے پر شرم کے مارے اس کی معافی نہیں مانگی) یا میں نے ان کو اپنے دل میں چھپایا اور آپ نے مجھ سے ان کو جان لیا اس لئے کہ بے شک آپ جانتے ہیں چپکے سے کہی ہوئی بات کو بلکہ اس سے بھی زیادہ چھپی ہوئی بات کو یعنی جو ابھی دل میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں۔

(اسی لئے اولیاء اللہ کہتے ہیں کہ دل کو بھی برے خیالات سے پاک رکھنا چاہئے اور کسی بھی مسلمان مرد و عورت کے متعلق دل میں نفرت کے جذبات نہ رکھے جائیں اور نہ ان کے متعلق دل غیبت کرے)

۵۸۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو مجھے آپ کے بندوں کے سامنے مبغوض بنا دے اور آپ کے اولیاء کو مجھ سے متنفر کر دے۔

یا اللہ آپ کے اہل اطاعت سے مجھے لاتعلق کر دے (نامانوس کر دے) گناہوں کی وحشت کی وجہ سے اور ایک گناہ دوسرے گناہ کا ذریعہ بن جائے اور پے در پے گناہ ہونے لگیں ان سب کی معافی چاہتا ہوں یعنی جیسے بے نمازی کے چہرہ سے صلحاء اور نیک لوگوں کا نور ہٹا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح بے پردہ عورت کے چہرہ سے بھی نور ہٹا دیا جاتا ہے۔

۵۹۔ اے اللہ! ایسے گناہ جو کفر کی طرف دعوت دیتے ہیں اور فکر کو دراز کرتے ہیں (لمبی

فکر میں ڈالتے ہیں) اور محتاجگی پیدا کرتے ہیں اور تنگ دستی کھینچ لاتے ہیں (اور ان گناہوں کی نحوست) خیر و بھلائی سے روکتی ہے اور پردہ دری کا سبب ہوتی ہے اور آسانی کو روکتی ہے۔ الٰہی! ان سب گناہوں کی مغفرت آپ سے طلب کرتا ہوں ان کو معاف فرما دیجئے۔

۶۰۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے تمام ایسے گناہوں کی جو موت کو قریب کر دے۔ امیدوں اور آس کو توڑ دیں اور اعمال کو عیب دار کر دیں۔

ساتویں منزل

۶۱۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو میلا کرتا ہے ہر اس چیز کو جس کو آپ نے پاک کیا ہے اور پردہ ہٹا دیتا ہے میری تمام برائیوں سے جس پر آپ نے پردہ کیا ہے یا بدصورت کر دیتا ہے مجھ سے ہر اس چیز کو جس کو آپ نے خوب صورت کیا (بعض گناہوں کی نحوست دل کو بصیرت سے محروم کر دیتی ہے جس سے نیک اعمال بوجھ معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں)

۶۲۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی وجہ سے آپ کا وعدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا اور اس کے ہوتے ہوئے آپ کے قہر سے بے فکری حاصل نہیں کی جا سکتی اور اس گناہ (کی نحوست کی وجہ) سے نہ ہی آپ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور نہ ہی آپ کی کوئی نعمت میرے ساتھ ہمیشہ رہ سکتی ہے۔

۶۳۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کو میں نے دن کو روشنی میں آپ کے بندوں سے چھپا کر کیا اور رات کی تاریکی میں، میں نے اس کو آپ کے سامنے کھلم کھلا اپنی طرف سے آپ کی نافرمانی پر جرأت کرتے ہوئے باوجود اس کے کہ میں جانتا ہوں اس بات کو کہ ہر بھید و راز آپ پر کھلا ہے اور ہر چھپی ہوئی چیز آپ کے ہاں ظاہر ہے (سر و اعلانیہ آپ کے ہاں برابر ہے) اور یہ کہ بے شک آپ (کی پکڑ) سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ مجھے آپ کے سامنے کوئی نفع دے سکتا ہے چاہے مال ہو چاہے اولاد ہو سوائے اس کے کہ میں آپ کے پاس قلب سلیم یعنی سلجھا ہوا دل لے کر آؤں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائے۔

۶۴۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جو آپ کی یاد کو بھلا دینے کا سبب ہے یا اس گناہ کی نحوست اپنے پیچھے آپ کی وعید وڈر سے غفلت لاتی ہے اور مجھے ڈھیلا پاتے ہوئے لاپرواہ و بے فکر کردیتی ہے آپ کی گرفت و پکڑ سے یا مجھے مایوس کردیتی ہے ان تمام بھلائیوں سے جو آپ کے پاس (آپ کے غیبی خزانوں میں) ہیں۔

۶۵۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو مجھے لاحق ہوا اپنی روزی بند ہونے پر آپ سے گلہ وشکوہ کرنے کی وجہ سے اور میری ناشکری اور آپ کے بندوں سے آپ کی شکایت کرنے کی وجہ سے اور میری آپ سے روگردانی اور آپ کے بندوں کی طرف رخ کرنے کی وجہ سے ان کے سامنے عاجزی وزاری کرتے ہوئے اس طرح مسکینی کا اظہار کیا ہو کہ جیسے حاجت روائی اسی کے قبضہ میں ہے (حالانکہ مجھے آپ ہی سے بیان کرنی چاہئے تھیں جبکہ آپ کا غیر نہ کوئی مصیبت دور کرسکتا ہے نہ کوئی نفع دے سکتا ہے آپ کی مرضی کے بغیر) بے شک آپ مجھے اپنی بات سنا چکے تھے اپنی کتاب محکم میں کہ یہ کفار کی خصلت ہے (کہ جب عین مصیبت میں اور مصیبت بھی ایسی سخت جس کو عذاب کہا جاسکے) پھر انہوں نے عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ وہ گڑگڑائے۔

۶۶۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو مجھ پر آ گیا ایسی مصیبت کی وجہ سے کہ جس سے چھٹکارا پانے کیلئے میں آپ کے غیر کے پاس فریاد لے گیا اور میں نے اس پر آپ کے سوا کسی اور سے فریاد کی ہو اور اس (بلا مصیبت) سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے مدد طلب کی ہو آپ کے سوا کسی سے بھی، ان سب گناہوں کو معاف فرما دیجئے۔

۶۷۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی، جس پر مجھے آپ کے غیر کے خوف نے آمادہ کرلیا اور اس ڈر نے مجھے آپ کی مخلوق میں سے کسی کے سامنے گریہ وزاری و عاجزی کرنے کی دعوت دی یا اس نے مجھے مائل کردیا للچائی ہوئی نگاہوں کے سامنے ان چیزوں کی طرف جو آپ کے غیر کے پاس ہیں۔اس لالچ کی بنا پر جو کچھ آپ ہی کا دیا ہوا ان کے پاس ہے اس کو حاصل کرسکوں اس کی وجہ سے میں نے آپ کی فرمانبرداری پر آپ کی نافرمانی کو ترجیح دی حالانکہ میں اس بات کو اچھی طرح جانتا تھا کہ میں آپ ہی کا

محتاج ہوں جیسا کہ مجھے آپ سے بے نیازی حاصل نہیں ہوسکتی۔

۶۸۔اے اللہ! میں آپ سے معافی مانگتا ہوں ہر ایسے گناہ کی جس کو میرے نفس نے میرے سامنے ہلکا اور معمولی بنا کر پیش کیا اور میرے لئے (اتنے بڑے گناہ کی) چھوٹی سی صورت بنا کر پیش کی اور مجھے اس گناہ کو کم کر کے دکھایا (کہ یہ تو معمولی گناہ ہے حالانکہ چھوٹی سی چنگاری بھی جلانے کیلئے کافی ہوتی ہے۔ضروری نہیں کہ صرف انگارے ہی سے تباہی آئے) یہاں تک کہ مجھے اس گناہ میں پھنسا دیا۔

۶۹۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کے بارے میں آپ کا قلم چل چکا ہے اور آپ کا علم محیط ہو چکا ہے میری آخری عمر تک' مجھ سے سرزد ہونے والے ظاہری اور باطنی گناہوں کے بارے میں اور میرے تمام گناہوں کی اول سے لے کر آخر تک جان بوجھ کر اور غلطی سے کئے ہوئے کی کم اور زیادہ کی' چھوٹے اور بڑے کی' معمولی اور بھاری گناہوں کی' پرانے اور نئے گناہوں کی پوشیدہ کی اور کھلم کھلا لوگوں کے سامنے ہونے والے گناہوں کی اور جو گناہ علی الاعلان ہوئے ان کی گناہوں کی (معافی چاہتا ہوں اے رب العالمین!) جو میں کرنے والا ہوں اپنی تمام عمر میں۔

۷۰۔اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے اپنے ہر ایسے گناہ کی اور میں آپ سے مانگتا ہوں کہ آپ میری مغفرت فرما دیجئے ایسے گناہوں کے بارے میں جو آپ نے شمار کر رکھے ہیں میرے اوپر بندوں کے ایسے حقوق جن کو ادا کرنے میں میری طرف سے کوتاہی ہوئی اس لئے کہ یقیناً مجھ پر آپ کے بندوں کے کچھ تو عام حقوق ہیں اور کچھ ایسے حقوق ہیں جو دبائے ہوئے ہیں (جیسے کسی کا حق مار دیا' یا سرے سے حق ہی ادا نہ کیا' کسی طرح بھی کسی بندے پر ظلم کیا) ان حقوق کے بدلے میں میں پھنسا ہوا ہوں اس کے بدلے میں گروی ہوں۔

اے اللہ! میرے گناہ اگرچہ بہت ہیں لیکن یقیناً آپ کے دریائے درگزر کے سامنے وہ بہت تھوڑے ہیں یعنی آپ کی جناب سے ان کا بخش دیا جانا بہت آسان ہے۔

اے اللہ! آپ کے بندوں اور بندیوں میں سے کسی کا حق مجھ پر ہو یا میرے پاس ہو جس کو میں نے ان سے چھین لیا تھا چاہے وہ اس کی زمین میں سے چھینا ہو یا اس کا مال چھین

لیا ہو یا اس کی بے عزتی کی، یا اس کو جسمانی تکلیف دی ہو (مثلاً شاگرد یا ملازم، یا اولاد کو مارنے میں شرعی حد سے تجاوز کیا) چاہے وہ بندہ اس وقت غائب ہو یا موجود ہو، چاہے وہ خود یا اس کا (وکیل) مجھ سے مطالبہ کرتا ہو اور میں اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ اس کو اس کا حق واپس کر دوں اور نہ ہی میں نے اس حق کی اس سے معافی مانگ لی یعنی اس کو کسی طرح بہت زیادہ خوش کر کے حق حلال کروالیا ہو (اس کو کسی طرح خوش کر دیا ہو)

تو میں آپ ہی سے سوال کرتا ہوں آپ کے دریائے فضل وکرم اور جو کچھ آپ کے پاس آپ کے غیبی خزانوں میں ہے اس کی فراوانی کے واسطے سے کہ آپ ان کو مجھ سے راضی کر دیں (مجھے اس بات کی ہمت عطا فرمایئے کہ ان کا حق واپس کر دوں اور جو ستایا اس کے بدلے میں اتنا دے دوں کہ وہ خوش ہو جائیں اور ان کو اس بات کی توفیق عطا فرما کہ جتنا دے سکتا ہوں اس پر وہ راضی ہو جائیں اور باقی جن حقوق کی ادائیگی نہیں کر سکتا اس پر وہ مجھے معاف کر دیں) ان کا حق دلوانے کیلئے مجھ پر ایسی سزا مسلط نہ کیجئے جو میری نیکیوں کو گھٹا دے اس لئے کہ یقیناً آپ کے پاس وہ سب کچھ ہے جو ان کو مجھ سے راضی کر دے اور میرے پاس وہ چیز نہیں جو ان کو راضی کر دے (اور اے اللہ! آپ سے اس بات کا بھی سوالی ہوں) کہ ان کے گناہوں کیلئے میری نیکیوں پر کوئی راستہ نہ چھوڑیئے۔

آہ وزاری اور خوف خداوندی
سے لبریز اَسلاف امت کی
نصیحتیں ووصیتیں

حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتیں

حضرت لقمان حکیم کا ایک قول مروی ہے کہ خدا تعالیٰ کو جب کوئی چیز سونپ دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا کہ حکمت سے مسکین لوگ بادشاہ بن جاتے ہیں۔

آپ کا فرمان ہے کہ جب کسی مجلس میں پہنچو پہلے اسلامی طریق کے مطابق سلام کرو پھر مجلس کے ایک طرف بیٹھ جاؤ دوسرے نہ بولیں تو تم بھی خاموش رہو۔ اگر وہ لوگ اللہ کا ذکر کریں تو تم ان میں سب سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرو اور اگر گپ شپ شروع کر دیں تو تم اس مجلس کو چھوڑ دو۔ مروی ہے کہ آپ اپنے بچے کو نصیحت کرنے کے لیے جب بیٹھے تو رائی کی بھری ہوئی ایک تھیلی اپنے پاس رکھ لی تھی اور ہر ہر نصیحت کے بعد ایک دانہ اس میں سے نکال لیتے یہاں تک کہ تھیلی خالی ہوگئی تو آپ نے فرمایا بچے اگر اتنی نصیحت کسی پہاڑ کو کرتا تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا، چنانچہ آپ کے صاجبزادے کا بھی یہی حال ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حبشیوں میں سے تین شخص اہل جنت کے سردار ہیں لقمان حکیم۔ نجاشی رحمہ اللہ تعالیٰ اور بلال موذن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ بکھرے موتی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے کیا تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان صحیفوں میں صرف مثالیں اور نصیحتیں تھیں (مثلاً ان میں یہ مضمون بھی تھا)

اے مسلط ہونے والے بادشاہ! جسے آزمائش میں ڈالا جاچکا ہے اور جو دھوکہ میں پڑا ہوا ہے میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تو جمع کر کے دنیا کے ڈھیر لگا لے میں نے تو تجھے اس لئے بھیجا تھا کہ کسی مظلوم کی بددعا کو میرے پاس آنے نہ دے کیونکہ جب کسی مظلوم کی بددعا میرے پاس پہنچ جاتی ہے تو پھر میں اسے رد نہیں کرتا چاہے وہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو اور جب تک عقل مند آدمی کی عقل مغلوب نہ ہو جائے اس وقت تک اسے چاہیئے کہ وہ اپنے اوقات کی تقسیم کرے۔

کچھ وقت اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرنے کے لئے ہونا چاہیئے کچھ وقت اپنے نفس کے محاسبے کے لئے ہونا چاہیئے کچھ وقت اللہ تعالیٰ کی کاریگری اور اسکی مخلوقات میں غور و فکر کرنے کے لئے ہونا چاہیئے اور کچھ وقت کھانے پینے کی ضروریات کے لئے فارغ ہونا چاہیئے اور عقل مند کو چاہیئے کہ صرف تین کاموں کے لئے سفر کرے یا تو آخرت کا توشہ بنانے کے لئے یا اپنی معاش ٹھیک کرنے کے لئے یا کسی حلال لذت اور راحت کو حاصل کرنے کے لئے اور عقلمند کو چاہیئے کہ وہ اپنے زمانہ (کے حالات) پر نگاہ رکھے اور اپنی حالت کی طرف متوجہ رہے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اور جو بھی اپنی گفتگو کا اپنے عمل سے محاسبہ کرے گا وہ کوئی بیکار بات نہیں کرے گا بلکہ صرف مقصد کی بات کرے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت موسیٰؑ کے صحیفے کیا تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سب عبرت کی باتیں تھیں۔ (مثلاً ان میں یہ مضمون بھی تھا کہ) مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے اور وہ پھر خوش ہوتا ہے مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے جہنم کا یقین ہے اور وہ پھر ہنستا ہے۔

مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے تقدیر کا یقین ہے اور وہ پھر اپنے آپ کو بلا ضرورت تھکاتا ہے۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جس نے دنیا کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ دنیا آنی جانی چیز ہے ایک جگہ رہتی نہیں اور پھر مطمئن ہو کر اس سے دل لگاتا ہے۔

مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے کل قیامت کے حساب کتاب کا یقین ہے اور پھر عمل نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ وصیت فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمام

کاموں کی جڑ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اور فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تلاوت قرآن اور اللہ کے ذکر کی پابندی کرو کیونکہ یہ زمین پر تمہارے لئے نور ہے اور آسمان میں تمہارے لئے ذخیرہ ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اور فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور چہرے کا نور جاتا رہتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اور فرمادیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد کو لازم پکڑلو کیونکہ یہی میری امت کی رہبانیت ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اور فرمادیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ دیر خاموش رہا کرو کیونکہ اس سے شیطان دفع ہو جاتا ہے اور اس سے تمہیں دین کے کاموں میں مدد ملے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کچھ اور فرمادیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکینوں سے محبت رکھو اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اور فرمادیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (دنیاوی مال و دولت اور ساز و سامان میں) ہمیشہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھا کرو اوپر والے کو مت دیکھا کرو کیونکہ اس طرح کرنے سے تم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھو گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اور فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق بات کہو چاہے وہ کڑوی کیوں نہ ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اور فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں اپنے عیب معلوم ہیں تو دوسروں (کے عیب دیکھنے) سے رک جاؤ اور جو برے کام تم خود کرتے ہو ان کی وجہ سے دوسروں پر ناراض مت ہو۔ تمہیں عیب لگانے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ تم اپنے عیبوں کو تو جانتے نہیں اور دوسروں میں عیب تلاش کر رہے ہو اور جن حرکتوں کو خود کرتے ہو ان کی وجہ سے دوسروں پر ناراض ہوتے ہو۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے ابوذر! حسن تدبیر کے برابر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز، مشتبہ اور نامناسب کاموں سے رکنے کے برابر کوئی تقویٰ نہیں اور حسن اخلاق جیسی کوئی خاندانی شرافت نہیں۔ (حیاۃ الصحابہ)

اے عمر! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا

حضرت عبدالرحمٰن بن سابط، حضرت زید بن زبید بن حارث اور حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو بلا کر ان سے یہ فرمایا:

''اے عمر! اللہ سے ڈرتے رہنا اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (انسانوں کے ذمہ) دن میں کچھ ایسے عمل ہیں جن کو وہ رات کو قبول نہیں کرتے ہیں اور ایسے ہی اللہ کی طرف سے (انسانوں کے ذمہ) رات میں کچھ عمل ایسے ہیں جن کو وہ دن میں قبول نہیں کرتے۔ اور جب تک فرض ادا نہ کیا جائے اس وقت تک اللہ نفل قبول نہیں فرماتے۔ دنیا میں حق کا اتباع کرنے اور حق کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے ہی قیامت کے دن اعمال کا ترازو بھاری ہوگا۔ کل جس ترازو میں حق رکھا جائے اسے بھاری ہونا ہی چاہئے اور دنیا میں باطل کا اتباع کرنے اور باطل کو معمولی سمجھنے کی وجہ سے ہی قیامت کے دن ترازو ہلکا ہوگا اور کل جس ترازو میں باطل کو معمولی سمجھنے کی وجہ سے ہی قیامت کے دن ترازو ہلکا ہوگا اور کل جس ترازو میں باطل رکھا جائے اسے ہلکا ہی ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ نے جہاں جنت والوں کا ذکر کیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے سب سے اچھے اعمال کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ان کے برے اعمال سے درگزر فرمایا ہے۔ میں جب بھی جنت والوں کا ذکر کرتا ہوں تو کہتا ہوں مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید میں ان میں شامل نہ ہو سکوں اور اللہ تعالیٰ نے جہاں دوزخ والوں کو ذکر کیا ہے وہاں ان کو سب سے برے اعمال کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ان کے اچھے اعمال کو ان پر رد کر دیا ہے۔ یعنی ان کو قبول نہیں فرمایا۔ میں جب بھی دوزخ والوں کا ذکر کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید میں ان ہی کے ساتھ ہوں گا اور اللہ تعالیٰ نے رحمت کی آیت بھی ذکر فرمائی ہے اور عذاب کی آیت بھی۔ لہٰذا بندے کو رحمت کا شوق اور عذاب کا ڈر ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے غلط امیدیں نہ باندھے (کہ عمل تو اچھے نہ کرے اور امید جنت کی رکھے) اور اس کی رحمت سے ناامید بھی نہ ہو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اگر تم نے میری یہ وصیت یاد رکھی (اور اس پر اچھی طرح عمل کیا) تو

کوئی غائب چیز تمہیں موت سے زیادہ محبوب نہ ہوگی اور تمہیں موت آ کر رہے گی اور اگر تم نے میری وصیت ضائع کردی (اور اس پر عمل نہ کیا) تو کوئی غائب چیز تمہیں موت سے زیادہ بری نہیں لگے گی اور وہ موت تمہیں پکڑ کر رہے گی تم اس سے بچ نہیں سکتے۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دیگر صحابہ کو نصیحت

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزمؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے شام بھیجنے کے لئے لشکروں کو جمع کرنے کا ارادہ فرمایا (چنانچہ لشکر جمع ہو گئے اور) ان کے مقرر کردہ امیروں میں سے سب سے پہلے حضرت عمرو بن عاصؓ روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو حکم دیا کہ فلسطین جانے کے ارادے سے وہ ایلہ شہر سے گزریں اور حضرت عمروؓ کا لشکر جو مدینہ سے چلا تھا اس کی تعداد تین ہزار تھی۔ اس میں حضرات مہاجرین اور انصار کی بڑی تعداد تھی۔ (جب یہ لشکر روانہ ہوا تو ان کو رخصت کرنے کے لئے) حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرو بن عاصؓ کی سواری کے ساتھ چل رہے تھے اور ان کو ہدایات دیتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

''اے عمرو! ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہے وہ کام چھپ کر کرو یا سب کے سامنے اور اللہ سے شرم کرنا کیونکہ وہ تمہیں اور تمہارے تمام کاموں کو دیکھتا ہے اور تم دیکھ چکے ہو کہ میں نے تم کو (امیر بنا کر) ان لوگوں سے آگے کر دیا ہے جو تم سے زیادہ پرانے ہیں اور تم سے پہلے اسلام لائے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے تم سے زیادہ مفید ہیں۔ تم آخرت کے لئے کام کرنے والے بنو اور تم جو کام بھی کرو اللہ کی رضا کی نیت سے کرو اور جو مسلمان تمہارے ساتھ جا رہے ہیں تم ان کے ساتھ والد کی طرح شفقت کا معاملہ کرنا۔ لوگوں کی اندر کی باتوں کو ہرگز نہ کھولنا بلکہ ان کے ظاہری اعمال پر اکتفا کر لینا اور اپنے کام میں پوری محنت کرنا اور دشمن سے مقابلہ کے وقت جم کر لڑنا اور بزدل نہ بننا (اور مال غنیمت میں اگر خیانت ہونے لگے تو اس) خیانت کو جلدی سے آگے بڑھ کر روک دینا اور اس پر سزا دینا اور جب تم اپنے ساتھیوں میں بیان کرو تو مختصر کرنا تم اپنے آپ کو ٹھیک رکھو تو تمہارے سارے ماتحت تمہارے ساتھ ٹھیک چلیں گے۔'' (حیاۃ الصحابہ)

خوف خداوندی کی نصیحت

حضرت صالح بن کیسانؒ کہتے ہیں کہ خلیفہ بننے کے بعد حضرت عمرؓ نے پہلا خط جو حضرت ابو عبیدہؓ کو لکھا جس میں انہوں نے حضرت ابو عبیدہؓ کو حضرت خالدؓ کے لشکر کا امیر بنایا اس میں یہ مضمون تھا:

''میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو کہ باقی رہے گا اور اس کے علاوہ باقی تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور اسی نے ہمیں گمراہی سے نکال کر ہدایت دی اور وہی اندھیروں سے نکال کر ہمیں نور کی طرف لے آیا۔ میں نے تمہیں خالد بن ولید کے لشکر کا امیر بنا دیا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے جو کام تمہارے ذمہ ہیں ان کو تم پورا کرو اور مال غنیمت کی امید میں مسلمانوں کو ہلاکت کی جگہ نہ لے جاؤ۔ کسی جگہ پڑاؤ کرنے سے پہلے آدمی بھیج کر مسلمانوں کے لئے مناسب جگہ تلاش کر لو اور یہ بھی معلوم کر لو کہ اس جگہ پہنچنے کا راستہ کیسا ہے؟ اور جب بھی کوئی جماعت بھیجو تو بھرپور جماعت بنا کر بھیجو (تھوڑے آدمی نہ بھیجو) اور مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے بچو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں میرے ذریعہ اور مجھے تمہارے ذریعہ سے آزمارہے ہیں۔ اپنی آنکھیں دنیا سے بند رکھو اور اپنا دل اس سے ہٹا لو۔ اس کا خیال رکھو کہ کہیں ریا (کی محبت) تمہیں ہلاک نہ کر دے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر چکی ہے اور تم ان لوگوں کی ہلاکت کی جگہیں دیکھ چکے ہو۔'' (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی امیر کو نصیحت

حضرت محمد اور حضرت طلحہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے پیغام بھیج کر حضرت سعدؓ کو بلایا۔ جب وہ آگئے تو حضرت عمرؓ نے ان کو عراق کی لڑائی کا امیر بنایا اور ان کو یہ وصیت فرمائی:

''اے سعد! اے قبیلہ بنو وہیب کے سعد! تم اللہ سے اس بات سے دھوکہ میں نہ پڑ جانا کہ لوگ تمہیں رسول اللہ کا ماموں اور صحابی کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتے بلکہ برائی کو اچھائی سے مٹاتے ہیں۔ اللہ کی اطاعت کے علاوہ اللہ کا کسی سے

کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں بڑے خاندان کے لوگ اور چھوٹے خاندان کے لوگ سب برابر ہیں۔ اللہ ان سب کے رب ہیں اور وہ سب اس کے بندے ہیں جو عافیت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے نظر آتے ہیں لیکن یہ بندے اللہ کے انعامات اطاعت سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ تم نے حضورؐ کو بعثت سے لے کر ہم سے جدا ہونے تک جس کام کو کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کام کو غور سے دیکھنا اور اس کی پابندی کرنا کیونکہ یہی اصل کام ہے یہی میری تمہیں خاص نصیحت ہے۔ اگر تم نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی طرف توجہ نہ دی تو تمہارے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تم خسارے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔"

جب حضرت عمرؓ نے ان کو روانہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو انہیں بلا کر فرمایا:

"میں نے تمہیں عراق کی لڑائی کا امیر بنایا ہے لہٰذا تم میری وصیت یاد رکھو تم ایسے کام کے لئے جا رہے ہو جو سخت دشوار بھی ہے اور طبیعت کے خلاف بھی ہے۔ حق پر چل کر ہی تم اس سے خلاصی پا سکتے ہو۔ اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو بھلائی کا عادی بناؤ اور بھلائی کے ذریعہ ہی مدد طلب کرو۔ تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہر اچھی عادت حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز ذریعہ بنا کرتی ہے۔ بھلائی حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ صبر ہے۔ ہر مصیبت اور ہر مشکل میں ضرور صبر کرنا اس طرح تمہیں اللہ کا خوف حاصل ہوگا اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کا خوف دو باتوں سے حاصل ہوتا ہے ایک اللہ کی اطاعت سے دوسرے اس کی نافرمانی سے بچنے سے۔ جس کو دنیا سے نفرت ہو اور آخرت سے محبت ہو وہ آدمی اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور جسے دنیا سے محبت اور آخرت سے نفرت ہو وہی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور دلوں میں اللہ تعالیٰ کچھ حقیقتیں پیدا کرتے ہیں ان میں سے بعض چھپی ہوئی ہوتی ہیں اور بعض ظاہر۔ ایک ظاہری حقیقت یہ ہے کہ حق بات کے بارے میں اس کی تعریف کرنے والا اور اسے برا کہنے والا دونوں اس کے نزدیک برابر ہوں (کہ حق بات پر چلنے سے مقصود اللہ کا راضی ہونا ہے۔ لوگ چاہے برا کہیں یا تعریف کریں اس سے کوئی اثر نہ لے) اور چھپی ہوئی حقیقتیں دو نشانیوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حکمت و معرفت کی باتیں اس کے دل سے اس کی زبان پر جاری ہونے لگیں۔ دوسری یہ ہے کہ لوگ اس

سے محبت کرنے لگیں۔ لہٰذا لوگوں کے محبوب بننے سے بے رغبتی اختیار نہ کرو (بلکہ اسے اپنے لئے اچھی چیز سمجھو) کیونکہ انبیاءؑ نے لوگوں کی محبت اللہ سے مانگی ہے اور اللہ تعالیٰ جب بندہ سے محبت کرتے ہیں تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں اور جب کسی بندے سے نفرت کرتے ہیں تو لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت پیدا فرما دیتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ تمہارے ساتھ دن رات بیٹھتے ہیں ان کے دلوں میں تمہارے بارے میں (محبت یا نفرت) کا جو جذبہ ہے تم اللہ کے ہاں بھی اپنے لئے وہی سمجھ لو۔'' (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عمر بن خطابؓ کی گورنر کو وصیت

حضرت عمیر بن عبدالملکؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہ بن غزوانؓ کو بصرہ بھیجا تو ان سے فرمایا:

''اے عتبہ! میں نے تمہیں ہند کی زمین کا گورنر بنا دیا ہے (چونکہ بصرہ خلیج کے ساحل پر واقع ہے اور یہ خلیج ہند کی زمین تک پہنچ جاتی ہے اس وجہ سے بصرہ کو ہند کی زمین کہہ دیا) اور یہ دشمن کی سخت جگہوں میں سے ایک سخت جگہ ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اردگرد کے علاقہ سے تمہاری کفایت فرمائے گا اور وہاں والوں کے خلاف تمہاری مدد فرمائے گا۔ میں نے حضرت علاء بن حضرمی کو خط لکھا ہے کہ وہ تمہاری مدد کے لئے حضرت عرفجہ بن ہرثمہ کو بھیج دیں۔ یہ دشمن سے سخت جنگ کرنے والے اور اس کے خلاف زبردست تدبیریں کرنے والے ہیں۔ جب وہ تمہارے پاس آ جائیں تو تم ان سے مشورہ کرنا اور ان کو اپنے قریب کرنا۔ پھر (بصرہ والوں کو) اللہ کی طرف دعوت دینا۔ جو تمہاری دعوت کو قبول کر لے تم اس سے اس کے اسلام کو قبول کر لینا اور جو (اسلام کی دعوت سے) انکار کرے تو اسے ذلیل اور چھوٹا بن کر جزیہ ادا کرنے کی دعوت دینا۔ اگر وہ اسے بھی نہ مانے تو پھر تلوار لے کر اس سے لڑنا اور اس کے ساتھ نرمی نہ برتنا اور جس کام کی ذمہ داری تمہیں دی گئی اس میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس بات سے بچتے رہنا کہ کہیں تمہارا نفس تمہیں تکبر کی طرف نہ لے جائے۔ کیونکہ تکبر تمہاری آخرت خراب کر دے گا۔ تم حضورؐ کی صحبت میں رہے ہو۔ تم ذلیل تھے

حضور کی وجہ سے تمہیں عزت ملی ہے۔تم کمزور تھے حضور کی وجہ سے تمہیں طاقت ملی ہے اور اب تم لوگوں پر امیر اوران کے بادشاہ بن گئے ہو۔ جو تم کہو گے اسے سنا جائے گا اور جو تم حکم دو گے اسے پورا کیا جائے گا۔ یہ امارت بہت بڑی نعمت ہے بشرطیکہ امارت کی وجہ سے تم اپنے آپ کو اپنے درجہ سے اونچا نہ سمجھنے لگ جاؤ اور نیچے والوں پر تم اکڑنے نہ لگ جاؤ۔اس نعمت سے ایسے بچو جیسے تم گناہوں سے بچتے ہو اور مجھے نعمت امارت اور گناہ میں سے نعمت امارت کے نقصان کا تم پر زیادہ خطرہ ہے کہ یہ آہستہ آہستہ تمہیں دھوکہ دے گی (اور تمہیں تکبر اور تحقیر مسلم میں مبتلا کر دے گی) اور پھر تم ایسے کرو گے کہ سیدھے جہنم میں چلے جاؤ گے۔ میں تمہیں اور اپنے آپ کو امارت کے ان نقصانات سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں (یعنی مجھے اور تمہیں اللہ تعالیٰ امارت کے شر سے بچا کر رکھے) لوگ اللہ کی طرف تیزی سے چلے (خوب دین کا کام کیا) جب (دین کا کام کرنے کے نتیجہ میں) دنیا ان کے سامنے آئی تو انہوں نے اسے ہی اپنا مقصد بنالیا۔لہٰذا تم اللہ کو ہی مقصد بنانا۔دنیا کو نہ بنانا اور ظالموں کے گرنے کی جگہ یعنی دوزخ سے ڈرتے رہنا۔'' (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عمر بن خطابؓ کی امیر بحرین کو نصیحت

حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت علاء بن حضرمیؓ بحرین میں تھے وہاں حضرت عمرؓ نے ان کو یہ خط لکھا:

''تم حضرت عتبہ بن غزوان کے پاس چلے جاؤ۔ میں نے تم کو ان کے کام کا ذمہ دار بنایا ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم ایسے آدمی کے پاس جا رہے ہو جو ان مہاجرین اولین میں سے ہے جن کے لئے اللہ کی طرف سے پہلے ہی بھلائی مقدر ہو چکی ہے۔ میں نے ان کو امارت سے اس لئے نہیں ہٹایا کہ وہ پاکدامن، قوی اور سخت لڑائی لڑنے والے نہیں تھے (بلکہ یہ تمام خوبیاں ان میں ہیں) بلکہ میں نے ان کو اس لئے ہٹایا ہے کہ میرے خیال میں تم اس علاقہ کے مسلمانوں کے لئے ان سے زیادہ مفید رہو گے۔ لہٰذا تم ان کا حق پہچاننا۔تم سے پہلے میں نے ایک آدمی کو امیر بنایا تھا لیکن وہ وہاں پہنچنے سے پہلے ہی انتقال کر گیا۔ اگر

اللہ چاہیں گے تو تم وہاں کے امیر بن سکو گے اور اگر اللہ یہ چاہیں کہ عتبہ ہی امیر رہے (اور تمہیں موت آ جائے) تو پھر ایسا ہی ہوگا کیونکہ پیدا کرنا اور حکم دینا اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ ہی آسمان سے کوئی فیصلہ اتارتے ہیں اور پھر اپنی صفت حفاظت سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں (اسے ضائع نہیں ہونے دیتے بلکہ وہ فیصلہ پورا ہو کر رہتا ہے) اور تم تو صرف اس کام کو دیکھو جس کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو۔ اس کے لئے پوری محنت و کوشش کرو اور اس کے علاوہ اور تمام کاموں کو چھوڑ دو کیونکہ دنیا کے ختم ہونے کا وقت مقرر ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے تم دنیا کی ان نعمتوں میں مشغول ہو کر جو کہ ختم ہونے والی ہیں آخرت کے اس عذات سے غافل نہ ہو جانا جو باقی رہنے والا ہے۔ اللہ کے غصہ سے بھاگ کر اللہ کی طرف آ جاؤ اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہیں اس کے حکم اور علم میں پوری فضیلت جمع فرما دیں۔ ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے اس کی اطاعت کرنے پر مدد اور اس کے عذاب سے نجات مانگتے ہیں۔'' (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یادگار خط

حضرت ضبہ بن محصنؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو یہ خط لکھا:

''امابعد! بعض دفعہ لوگوں کو اپنے بادشاہ سے نفرت ہو جایا کرتی ہے میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میرے اور تمہارے بارے میں لوگوں کے دلوں میں نفرت کا جذبہ پیدا ہو (اگر سارا دن حدود شرعیہ قائم نہ کر سکو تو) دن میں ایک گھڑی ہی حدود قائم کرو لیکن روزانہ ضرور قائم کرو۔ جب دو کام ایسے پیش آ جائیں کہ ان میں سے ایک اللہ کے لئے ہو اور دوسرا دنیا کے لئے تو دنیا والے کام پر اللہ والے کو ترجیح دینا کیونکہ دنیا تو ختم ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی اور بدکاروں کو ڈراتے رہو اور ان کو ایک جگہ نہ رہنے دو بلکہ انہیں بکھیر دو (ورنہ اکٹھے ہو کر بدکاری کے منصوبے بناتے رہیں گے) بیمار مسلمان کی عیادت کرو اور ان کے جنازے میں شرکت کرو اور اپنا دروازہ کھلا رکھو اور مسلمانوں کے کام خود کرو کیونکہ تم بھی ان میں سے ایک ہو۔ بس اتنی سی بات ہے کہ اللہ نے تم پر ان سے زیادہ ذمہ داری کا

بوجھ ڈال دیا ہے۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم نے اور تمہارے گھر والوں نے لباس، کھانے اور سواری میں ایک خاص طرز اختیار کر لیا ہے جو عام مسلمانوں میں نہیں ہے۔ اے عبداللہ! تم اپنے آپ کو اس سے بچاؤ کہ تم اس جانور کی طرح ہو جاؤ جس کا سرسبز وادی پر گزر ہوا اور اسے زیادہ سے زیادہ گھاس کھا کر موٹا ہو جانے کے علاوہ اور کوئی فکر نہ تھا۔ وہ زیادہ کھا کر موٹا تو ہو گیا لیکن اسی میں مر گیا اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ امیر جب ٹیڑھا ہو جائے گا تو اس کے مامور بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے اور لوگوں میں سب سے زیادہ بد بخت وہ ہے جس کی وجہ سے رعایا بد بخت ہو جائے۔" (اخرجہ الدینوری کذا فی الکنز ۳/۱۴۹)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبل از شہادت وصیت

حضرت علاء بن فضل کی والدہ کہتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے کے بعد لوگوں نے ان کے خزانے کی تلاشی لی تو اس میں ایک صندوق ملا جسے تالا لگا ہوا تھا جب لوگوں نے اسے کھولا تو اس میں ایک کاغذ ملا جس میں یہ وصیت لکھی ہوئی تھی:

"یہ عثمانؓ کی وصیت ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عثمان بن عفان۔ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول اللہؐ ہیں۔ جنت حق ہے، دوزخ حق ہے اور اللہ تعالیٰ اس دن لوگوں کو قبروں سے اٹھائیں گے جس دن کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ اسی شہادت پر عثمان زندہ رہا اسی پر مرے گا اور اسی پر ان شاء اللہ (قیامت کے دن) اٹھایا جائے گا۔" (اخرجہ الفضائلی الرازی)

حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ سخت ہو گیا تو آپ۔ نے لوگوں کی طرف جھانک کر فرمایا اے اللہ کے بندو! راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ گھر سے باہر آ رہے ہیں۔ انہوں نے حضورؐ کا عمامہ باندھا ہوا ہے اپنی تلوار گلے میں ڈالی ہوئی ہے۔ ان سے آگے حضرات مہاجرین و انصار کی ایک جماعت ہے جن میں حضرت حسن اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی ہیں۔ ان حضرات نے

باغیوں پر حملہ کر کے انہیں بھگا دیا اور پھر یہ سب حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس ان کے گھر گئے تو ان سے حضرت علیؓ نے عرض کیا السلام علیک یا امیر المؤمنین! حضورؐ کو دین کی بلندی اور مضبوطی اس وقت حاصل ہوئی جب آپ نے ماننے والوں کو ساتھ لے کر نہ ماننے والوں کو مارنا شروع کر دیا اور اللہ کی قسم! مجھے تو یہی نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ لہٰذا آپ ہمیں اجازت دیں تا کہ ہم ان سے جنگ کریں۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا:

''جو آدمی اپنے اوپر اللہ کا حق مانتا ہے اور اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میرا اس پر حق ہے اس کو میں قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ میری وجہ سے کسی کا ایک سینگی بھر بھی خون نہ بہائے اور نہ اپنا خون بہائے۔''

حضرت علیؓ نے اپنی بات دوبارہ عرض کی۔ حضرت عثمانؓ نے وہی جواب دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر نکلتے ہوئے یہ فرما رہے تھے، اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے اپنا سارا زور لگا لیا ہے پھر حضرت علیؓ مسجد میں داخل ہوئے اور نماز کا وقت ہو گیا۔ لوگوں نے حضرت علیؓ سے کہا اے ابوالحسن! آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں۔ انہوں نے کہا امام کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ میں اس حال میں تم لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکتا میں تو اکیلے نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ وہ اکیلے نماز پڑھ کر اپنے گھر چلے گئے۔ پیچھے سے ان کے بیٹے نے آ کر خبر دی۔ اے ابا جان! اللہ کی قسم! وہ باغی لوگ ان کے گھر میں زبردستی گھس گئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔ اللہ کی قسم! وہ لوگ تو ان کو قتل کر دیں گے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن! شہید ہو کر حضرت عثمانؓ کہاں جائیں گے؟ انہوں نے کہا جنت میں اللہ کا قرب خاص پائیں گے۔ پھر انہوں نے پوچھا اے ابوالحسن! یہ قاتل لوگ کہاں جائیں گے؟ انہوں نے تین دفعہ کہا اللہ کی قسم! دوزخ میں جائیں گے۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امیروں کو وصیت

حضرت مہاجر عامریؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے اپنے ایک

ساتھی کو ایک شہر کا گورنر بنا رکھا تھا۔ اسے یہ خط لکھا:

''اما بعد! تم اپنی رعایا سے زیادہ دیر غائب نہ رہو (جب کسی ضرورت کی وجہ سے ان سے الگ ہونا پڑے تو ان کے پاس جلدی واپس آ جاؤ) کیونکہ امیر کے رعایا سے الگ رہنے کی وجہ سے لوگ تنگ ہوں گے اور خود امیر کو لوگوں کے حالات تھوڑے معلوم ہو سکیں گے بلکہ جن سے الگ رہے گا ان کے حالات بالکل معلوم نہ ہو سکیں گے (جب امیر لوگوں کے ساتھ میل جول نہیں رکھے گا بلکہ الگ رہے گا تو اسے سنی سنائی باتوں پر ہی کام چلانا پڑے گا اس طرح سارا دارومدار سنانے والوں پر آ جائے گا اور سنانے والوں میں غلط لوگ بھی ہو سکتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ (پھر اس کے سامنے بڑی چیز کو چھوٹا اور چھوٹی چیز کو بڑا اور اچھی چیز کو برا اور بری چیز کو اچھا بنا کر پیش کیا جائے گا اور یوں حق باطل کے ساتھ خلط ملط ہو جائے گا اور امیر بھی انسان ہی ہے۔

لوگ اس سے چھپ کر جو کام کر رہے ہیں وہ ان کو نہیں جانتا ہے اور انسان کی ہر بات پر ایسی نشانیاں نہیں پائی جاتی ہیں جن سے پتہ چل سکے کہ اس کی یہ بات سچی ہے یا جھوٹی۔ لہٰذا اب اس کا حل یہی ہے کہ امیر اپنے پاس لوگوں کی آمدورفت کو آسان اور عام رکھے (جب لوگ اس کے پاس زیادہ آئیں گے تو اسے حالات زیادہ معلوم ہو سکیں گے اور پھر یہ فیصلہ صحیح کر سکے گا) اور اس طرح یہ امیر ہر ایک کو اس کا حق دے سکے گا اور ایک کا دوسرے کو دینے سے محفوظ رہے گا لہٰذا تم ان دو قسم کے آدمیوں میں سے ایک قسم کے ضرور ہو گے۔ یا تو تم سخی آدمی ہو گے اور حق میں خرچ کرنے میں تمہارا ہاتھ بہت کھلا ہوگا اگر تم ایسے ہو اور تم نے لوگوں کو دینا ہی ہے اور ان سے اچھے اخلاق سے پیش آنا ہی ہے تو پھر تمہیں لوگوں سے الگ رہنے کی کیا ضرورت؟ اور اگر تم کنجوس ہو۔ اپنا سب کچھ روک کر رکھنے کی طبیعت رکھتے ہو تو پھر تو لوگ چند دن تمہارے پاس آئیں گے اور جب انہیں تم سے کچھ ملے گا نہیں تو وہ خود ہی مایوس ہو کر تمہارے پاس آنا چھوڑ دیں گے۔ اس صورت میں بھی تمہیں ان سے الگ رہنے کی ضرورت نہیں ہے اور ویسے بھی لوگ تمہارے پاس اپنی ضرورتیں ہی لے کر آتے ہیں کہ یا تو کسی ظالم کی شکایت کریں گے یا تم سے انصاف کے طالب ہوں گے اور یہ

ضرورتیں ایسی ہیں کہ ان کے پورا کرنے میں تم پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا (لہٰذا لوگوں سے الگ رہنے کی ضرورت نہیں ہے) اس لئے میں نے جو کچھ لکھا ہے اس پر عمل کر کے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور میں تمہیں صرف وہی باتیں لکھ رہا ہوں جن میں تمہارا فائدہ ہے اور جن سے تمہیں ہدایت ملے گی ان شاء اللہ۔'' (حیاۃ الصحابہ)

حضرت مدائنیؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے اپنے ایک امیر کو یہ خط لکھا:

''ٹھہرو اور یوں سمجھو کہ تم زندگی کے آخری کنارے پر پہنچ گئے ہو۔ تمہاری موت کا وقت آ گیا ہے اور تمہارے اعمال تمہارے سامنے اس جگہ پیش کئے جا رہے ہیں جہاں دنیا کے دھوکہ میں پڑا ہوا ہائے حسرت کا پکارے گا اور زندگی ضائع کرنے والا تمنا کرے گا کہ کاش میں توبہ کر لیتا اور ظالم تمنا کرے گا کہ اسے (ایک دفعہ پھر دنیا میں) واپس بھیج دیا جائے (تا کہ وہ نیک عمل کر کے آئے اور یہ جگہ میدان حشر ہے)۔'' (اخرجہ الدینوری وابن عساکر کذا فی منتخب الکنز ۵/ ۵۸)

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو چیز تمہیں تکلیف دیتی ہے اس سے تم کنارہ کشی اختیار کر لو اور نیک آدمی کو دوست بناؤ لیکن ایسا آدمی مشکل سے ملے گا اور اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ لو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیبؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لئے اٹھارہ باتیں مقرر کیں جو سب کی سب حکمت و دانائی کی باتیں تھیں۔ انہوں نے فرمایا۔

(۱) جو تمہارے بارے میں اللہ کی نافرمانی کرے تم اسے اس جیسی اور کوئی سزا نہیں دے سکتے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو۔

(۲) اور اپنے بھائی کی بات کو کسی اچھے رخ کی طرف لے جانے کی پوری کوشش کرو۔ ہاں اگر وہ بات ہی ایسی ہو کہ اسے اچھے رخ کی طرف لے جانے کی تم کوئی صورت نہ بنا سکو تو اور بات ہے۔

(۳) اور مسلمان کی زبان سے جو بول بھی نکلا ہے اور تم اس کا کوئی بھی خیر کا مطلب نکال سکتے ہو تو اس سے برے مطلب کا گمان مت کرو۔

(۴) جو آدمی خود ایسے کام کرتا ہے جس سے دوسروں کو بدگمانی کا موقع ملے تو وہ اپنے سے بدگمانی کرنے والے کو ہرگز ملامت نہ کرے۔

(۵) جو اپنے راز کو چھپائے گا اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا۔

(۶) اور سچے بھائیوں کے ساتھ رہنے کو لازم پکڑو۔ ان کے سایہ خیر میں زندگی گزارو کیونکہ وسعت اور اچھے حالات میں وہ لوگ تمہارے لئے زینت کا ذریعہ اور مصیبت میں حفاظت کا سامان ہوں گے۔

(۷) اور ہمیشہ سچ بولو چاہے سچ بولنے سے جان ہی چلی جائے۔

(۸) بے فائدہ اور بیکار کاموں میں نہ لگو۔

(۹) جو بات ابھی پیش نہیں آئی اس کے بارے میں مت پوچھو کیونکہ جو پیش آ چکا ہے اس کے تقاضوں سے ہی کہاں فرصت مل سکتی ہے۔

(۱۰) اپنی حاجت اس کے پاس نہ لے جاؤ جو یہ نہیں چاہتا کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ۔

(۱۱) جھوٹی قسم کو ہلکا نہ سمجھو ورنہ اللہ تمہیں ہلاک کر دیں گے۔

(۱۲) بدکاروں کے ساتھ نہ رہو ورنہ تم ان سے بدکاری سیکھ لو گے۔

(۱۳) اپنے دشمن سے الگ رہو۔

(۱۴) اپنے دوست سے بھی چوکنے رہو لیکن اگر وہ امانتدار ہے تو پھر اس کی ضرورت نہیں اور امانتدار صرف وہی ہو سکتا ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہو۔

(۱۵) اور قبرستان میں جا کر خشوع اختیار کرو۔

(۱۶) اور جب اللہ کی فرمانبرداری کا کام کرو تو عاجزی اور تواضع اختیار کرو۔

(۱۷) اور جب اللہ کی نافرمانی ہو جائے تو اللہ کی پناہ چاہو۔

(۱۸) اور اپنے تمام امور میں ان لوگوں سے مشورہ کیا کرو جو اللہ سے ڈرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ (سورۃ فاطر:۲۸)

ترجمہ:۔ ''خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں۔

حضرت احنف بن قیسؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اے احنف! جو آدمی زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب کم ہو جاتا ہے۔ جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگ اسے ہلکا اور بے حیثیت سمجھتے ہیں جو باتیں زیادہ کرتا ہے اس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں۔ جس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں اس کی حیا کم ہو جاتی ہے اور جس کی حیا کم ہو جاتی ہے اس کی پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے اور جس کی پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم کتاب اللہ کے برتن اور علم کے چشمے بن جاؤ یعنی قرآن اپنے اندر اتار لو پھر علم اندر سے پھوٹ کر نکلے گا اور اللہ تعالیٰ سے ایک دن میں ایک دن کی روزی مانگو اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ کثرت سے توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو کیونکہ ان کے دل سب سے زیادہ نرم ہوتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ سے ڈرے گا وہ کبھی کسی پر اپنا غصہ نہیں نکالے گا یعنی کسی سے انتقام نہیں لے گا بلکہ اپنا غصہ پیئے گا اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اپنی مرضی کا ہر کام نہیں کر سکے گا اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جو تمہیں نظر آ رہا ہے وہ نہ ہوتا بلکہ افراتفری کا کچھ اور عالم ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو لوگوں کے ساتھ انصاف کرتا ہے اور اس کے لئے اپنی جان پر جو مشقت جھیلنی پڑے اسے جھیلتا ہے اسے اپنے تمام کاموں میں کامیابی ملے گی اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی وجہ سے ذلت اٹھانا نافرمانی کی عزت کی بنسبت نیکی کے زیادہ قریب ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو خط میں یہ لکھا امابعد! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے ہر شر اور فتنے سے بچاتے ہیں اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کی کفایت کرتے ہیں اور جو اللہ کو قرض دیتا ہے یعنی دوسروں پر اپنا مال اللہ کے لئے خرچ

کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے بہترین بدلہ عطا فرماتے ہیں اور جو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نعمت کو بڑھاتے ہیں اور تقویٰ ہر وقت تمہارا نصب العین' تمہارے اعمال کا سہارا اور ستون اور تمہارے دل کی صفائی کرنے والا ہونا چاہئے۔ جس کی کوئی نیت نہیں ہوگی اس کا کوئی عمل معتبر نہیں ہوگا۔ جس نے ثواب لینے کی نیت سے عمل نہ کیا اسے کوئی اجر نہیں ملے گا۔ جس میں نرمی نہیں ہوگی اسے اپنے مال سے بھی فائدہ نہیں ہوگا جب تک پہلا کپڑا پرانا نہ ہو جائے نیا نہیں پہننا چاہئے۔ (حیاۃ الصحابہ)

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المومنین! اگر آپ کی خوشی یہ ہے کہ آپ اپنے دونوں ساتھیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جاملیں تو آپ اپنی امیدیں مختصر کریں اور کھانا کھائیں لیکن پیٹ نہ بھریں اور لنگی بھی چھوٹی پہنیں اور کرتے پر پیوند لگائیں اور اپنے ہاتھ سے جوتی گانٹھیں اس طرح کریں گے تو ان دونوں سے جاملیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیر یہ نہیں ہے کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد زیادہ ہو جائے بلکہ خیر یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ ہو اور تمہاری بردباری کی صفت بڑی ہو اور اپنے رب کی عبادت میں تم لوگوں سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ اگر تم سے نیکی کا کام ہو جائے تو اللہ کی تعریف کرو اور اگر برائی کا کام ہو جائے تو اللہ سے استغفار کرو اور دنیا میں صرف دو آدمیوں میں سے ایک کے لئے خیر ہے ایک تو وہ آدمی ہے جس سے کوئی گناہ ہو گیا اور پھر اس نے توبہ کر کے اس کی تلافی کر لی دوسرا وہ آدمی جو نیک کاموں میں جلدی کرتا ہو اور جو عمل تقویٰ کے ساتھ ہو وہ کم شمار نہیں ہو سکتا کیونکہ جو عمل اللہ کے ہاں قبول ہو وہ کیسے کم شمار ہو سکتا ہے۔

(کیونکہ قرآن میں ہے کہ اللہ متقیوں کے عمل کو قبول فرماتے ہیں)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا توفیق خداوندی سب سے بہترین قائد ہے اور اچھے اخلاق بہترین ساتھی ہیں عقلمندی بہترین مصاحب ہے حسن ادب بہترین میراث ہے اور عجب وخود

پسندی سے زیادہ سخت تنہائی اور وحشت والی کوئی چیز نہیں۔ (عند البیہقی وابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۲۳۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے مت دیکھو کہ کون بات کر رہا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا بات کہہ رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر بھائی چارہ ختم ہو جاتا ہے صرف وہی بھائی چارہ باقی رہتا ہے جو لالچ کے بغیر ہو۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت ابوعبیدہ بن جراغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحتیں

حضرت نمران بن تحمر ابوالحسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ لشکر میں چلے جا رہے تھے فرمانے لگے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے کپڑوں کو تو خوب اجلا اور سفید کر رہے ہیں لیکن اپنے دین کو میلا کر رہے ہیں یعنی دین کا نقصان کر کے دنیا اور ظاہری شان وشوکت حاصل کر رہے ہیں۔ غور سے سنو! بہت سے لوگ دیکھنے میں تو اپنے نفس کا اکرام کرنے والے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اپنے نفس کی بے عزتی کرنے والے ہوتے ہیں۔ پرانے گناہوں کو نئی نیکیوں کے ذریعے سے ختم کرو۔ اگر تم میں سے کوئی اتنے گناہ کرلے جس سے زمین آسمان کے درمیان کا خلا بھر جائے اور پھر وہ ایک نیکی کرلے تو یہ نیکی ان سب گناہوں پر غالب آجائے گی۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مومن کے دل کی مثال چڑیا جیسی ہے جو ہر دن نہ معلوم کتنی مرتبہ ادھر ادھر پلٹتا رہتا ہے۔ (اس لئے آدمی مشورہ کے تابع ہو کر چلے) (حیاۃ الصحابہ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت عمرو بن میمون اودیؒ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا اے بنی اود! میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ اچھی طرح جان لو کہ ہم سب کو لوٹ کر اللہ کے ہاں جانا ہے پھر جنت میں جانا ہوگا یا جہنم میں اور وہاں جا کر ہمیشہ رہنا ہوگا وہاں سے آگے کہیں جانا نہیں ہوگا اور ایسے جسموں میں ہم ہمیشہ رہیں گے جنہیں موت نہیں آئے گی۔

حضرت معاویہ بن قرہؒ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا جب تم نماز پڑھنے لگو تو دنیا سے جانے والے کی طرح نماز پڑھا کرو اور یوں سمجھا کرو کہ اب دوبارہ نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملے گا اور میرے بیٹے! یہ بات جان لو کہ مومن جب مرتا ہے تو اس کے پاس دو قسم کی نیکیاں ہوتی ہیں ایک تو وہ نیکی جو اس نے آگے بھیج دی دوسری وہ جسے وہ دنیا میں چھوڑ کر جا رہا ہے یعنی صدقہ جاریہ۔

حضرت عبداللہ بن سلمہؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا مجھے کچھ سکھا دیں فرمایا تم میری بات مانو گے؟ اس نے کہا مجھے تو آپ کی بات ماننے کا بہت شوق ہے فرمایا کبھی روزہ رکھا کرو کبھی افطار کیا کرو اور رات کو کبھی نماز پڑھا کرو اور کبھی سو جایا کرو اور کمائی کرو اور گناہ نہ کرو اور تم پوری کوشش کرو کہ تمہاری موت مسلمان ہونے کی حالت میں آئے اور مظلوم کی بددعا سے بچو۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس آدمی پر بہت غصہ آتا ہے جو مجھے فارغ نظر آتا ہے نہ آخرت کے کسی عمل میں لگا ہوا ہے اور نہ دنیا کے کسی کام میں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تم میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ملنا چاہئے جو رات کو مردہ پڑا رہے اور دن کو قطرب کیڑے کی طرح پھدکتا پھرے۔ یعنی رات بھر تو پڑا سوتا رہے اور دن میں بھی دنیا کے کاموں میں خوب بھاگ دوڑ کرے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دنیا کا صاف حصہ تو چلا گیا اور گدلا حصہ رہ گیا ہے لہٰذا آج تو موت ہر مسلمان کے لئے تحفہ ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ دنیا تو پہاڑ کی چوٹی کے تالاب کی طرح ہے جس کا صاف حصہ جا چکا ہو اور گدلا حصہ رہ گیا ہو۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا غور سے سنو! دو ناگوار اور ناپسندیدہ چیزیں کیا ہی اچھی ہیں ایک موت اور دوسری فقیری اور اللہ کی قسم! انسان کی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں یا

مالداری یا فقیری اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ ان دونوں میں سے کون سی حالت میں مجھے مبتلا کیا جائے۔ اگر مالداری کی حالت ہوگی تو میں اپنے مال کے ذریعہ سے لوگوں کے ساتھ غمخواری اور مہربانی کا معاملہ کروں گا (اور یوں اللہ کا حکم پورا کروں گا) اور اگر فقیری کی حالت ہوگی تو صبر کروں گا (اور یوں اللہ کا حکم پورا کروں گا)۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ایمان کی چوٹی تک نہ پہنچ جائے اور اس وقت تک ایمان کی چوٹی تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اس کے نزدیک فقیری مالداری سے اور چھوٹا بننا بڑا بننے سے زیادہ محبوب نہ ہوجائے اور اس کی تعریف کرنے والا اور اس کی بڑائی کرنے والا دونوں اس کے نزدیک برابر نہ ہوجائیں (نہ تعریف سے اثر لے نہ برائی سے) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حلال کمائی کے ساتھ فقیر حرام کمائی کی مالداری سے اور اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے چھوٹا بننا اللہ کی نافرمانی کے ساتھ بڑا بننے سے زیادہ محبوب ہو اور حق بات میں تعریف کرنے والا اور برائی کرنے والا برابر ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی ملاقات کے بغیر مومن کو چین نہیں آ سکتا اور جس کا چین اور راحت اللہ کی ملاقات میں ہے تو سمجھ لو اس کی اللہ سے ملاقات ہوگئی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی آدمی دین میں کسی زندہ انسان کے پیچھے ہرگز نہ چلے کیونکہ زندہ آدمی کا کیا اعتبار نہ معلوم کب تک ایمان کی حالت میں رہے اور کب کافر ہوجائے (خود براہ راست قرآن وحدیث سے تم اپنے لئے دینی رہنمائی حاصل کرو اور کسی کے پیچھے نہ چلو لیکن اگر ایسا نہ کرسکو) اور تم ضرور ہی کسی دوسرے کی اقتداء کرنا چاہو تو پھر ان لوگوں کی اقتداء کرو جو دنیا سے جاچکے ہیں کیونکہ زندہ آدمی کے بارے میں کوئی اطمینان نہیں کہ کب کسی فتنہ میں مبتلا ہوجائے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی ہرگز امعہ نہ بنے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! امعہ کون ہوتا ہے؟ فرمایا امعہ وہ ہوتا ہے (جس کی اپنی عقل سمجھ کچھ نہ ہو اور) یوں کہے کہ میں تو لوگوں کے ساتھ ہوں۔ اگر یہ ہدایت والے راستہ

پر چلیں گے تو میں بھی ہدایت والے راستہ پر چلوں گا اور اگر یہ گمراہی والے راستہ پر چلیں گے تو میں بھی گمراہی والے راستہ پر چلوں گا۔ غور سے سنو! تم میں سے ہر آدمی اپنے دل کو اس پر ضرور پکا رکھے کہ اگر ساری دنیا کے لوگ بھی کافر ہو جائیں تو بھی وہ کفر اختیار نہیں کرے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو دنیا کو چاہے گا وہ آخرت کا نقصان کرے گا اور جو آخرت کو چاہے گا وہ دنیا کا نقصان کرے گا لہذا ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی وجہ سے فانی دنیا کا نقصان کرلو۔ (لیکن آخرت کا نہ کرو)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو دنیا میں دکھاوے کی وجہ سے عمل کرے گا اللہ قیامت کے دن اس کے گناہ اور عیوب لوگوں کو دکھائیں گے اور جو دنیا میں شہرت کے لئے عمل کرے گا اللہ اس کے گناہ قیامت کے دن لوگوں کو سنائیں گے اور جو بڑا بننے کے لئے خود کو اونچا کرے گا اللہ اسے نیچا کریں گے اور جو عاجزی کی وجہ سے خود کو نیچا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بلند کریں گے۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت جعفر بن برقانؒ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تین آدمیوں پر ہنسی آتی ہے اور تین چیزوں سے رونا آتا ہے ایک تو اس آدمی پر ہنسی آتی ہے جو دنیا کی امیدیں لگا رہا ہے' حالانکہ موت اسے تلاش کر رہی ہے۔ دوسرے اس آدمی پر جو غفلت میں پڑا ہوا ہے اور اس سے غفلت نہیں برتی جا رہی یعنی فرشتے اس کا ہر برا عمل لکھ رہے ہیں اور اسے ہر عمل کا بدلہ ملے گا تیسرے منہ بھر کر ہنسنے والے پر جسے معلوم نہیں ہے کہ اس نے اپنے رب کو خوش کر رکھا ہے یا ناراض۔ اور مجھے تین چیزوں سے رونا آتا ہے پہلی چیز محبوب دوستوں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت کی جدائی دوسری موت کی سختی کے وقت آخرت کے نظر آنے والے مناظر کی ہولناکی تیسری اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑا ہونا جب کہ مجھے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ میں جہنم میں جاؤں گا یا جنت میں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس دنیا میں مومن کی مثال اس بیماری جیسی ہے

جس کا طبیب اور معالج اس کے ساتھ ہو جو اس کی بیماری اور اس کے علاج دونوں کو جانتا ہو جب اس کا دل کسی ایسی چیز کو چاہتا ہے جس میں اس کی صحت کا نقصان ہو تو وہ معالج اسے اس سے منع کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے اس کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ اگر تم نے اسے کھایا تو یہ تمہیں ہلاک کر دے گی اسی طرح وہ معالج اسے نقصان دہ چیزوں سے روکتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہو جاتا ہے اور اس کی بیماری ختم ہو جاتی ہے اسی طرح مومن کا دل بہت سی ایسی دنیاوی چیزوں کو چاہتا رہتا ہے جو دوسروں کو اس سے زیادہ دی گئی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ موت تک اسے ان سے منع کرتے رہتے ہیں اور ان چیزوں کو اس سے دور کرتے رہتے ہیں اور مرنے کے بعد اسے جنت میں داخل کر دیتے ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت حسان بن عطیہؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے تم لوگ اس وقت تک خیر پر رہو گے جب تک کہ تم اپنے بھلے لوگوں سے محبت کرتے رہو گے اور تم میں حق بات کی جائے اور تم اسے پہنچاتے رہو گے کیونکہ حق بات کو پہنچانے والا حق پر عمل کرنے والے کی طرح شمار ہوتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں کو ان چیزوں کا مکلف نہ بناؤ جن کے وہ (اللہ کی طرف سے) مکلّف نہیں ہیں لوگوں کا رب تو ان کا محاسبہ نہ کرے اور تم ان کا محاسبہ کرو یہ ٹھیک نہیں۔ اے ابن آدم! تو اپنی فکر کر کیونکہ جو لوگوں میں نظر آنے والے عیوب تلاش کرے گا اس کا غم لمبا ہو گا اور اس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو سکے گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو اور جان لو کہ تھوڑا مال جو تمہاری ضروریات کے لئے کافی ہو وہ اس زیادہ مال سے بہتر ہے جو تمہیں اللہ سے غافل کر دے اور یہ بھی جان لو کہ نیکی کبھی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیر یہ نہیں ہے کہ تمہارا مال یا تمہاری اولاد

زیادہ ہو جائے بلکہ خیر یہ ہے کہ تمہاری بردباری بڑھ جائے اور تمہارا علم زیادہ ہو اور تم اللہ کی عبادت میں لوگوں سے آگے نکلنے میں مقابلہ کرو اگر تم نیکی کرو تو اللہ کی تعریف کرو اور اگر کوئی برا کام ہو جائے تو اللہ سے استغفار کرو۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین چیزیں مجھے بہت پسند ہیں لیکن عام لوگوں کو پسند نہیں ہیں فقر' بیماری اور موت۔

اور یہ بھی فرمایا اپنے رب کی ملاقات کے شوق کی وجہ سے مجھے موت سے محبت ہے اور اپنے رب کے سامنے عاجزی ظاہر کرنے کی وجہ سے مجھے فقر سے محبت ہے اور گناہوں کے لئے کفارہ ہونے کی وجہ سے مجھے بیماری سے محبت ہے۔

حضرت شرجیلؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جب کوئی جنازہ دیکھتے تو فرماتے تم صبح کو جا رہے ہو شام کو ہم بھی تمہارے پاس آ جائیں گے یا تم شام کو جا رہے ہو صبح کو ہم بھی آ جائیں گے۔ جنازہ ایک زبردست اور موثر نصیحت ہے لیکن لوگ کتنی جلدی غافل ہو جاتے ہیں۔ نصیحت حاصل کرنے کے لئے موت کافی ہے ایک ایک کر کے لوگ جا رہے ہیں اور آخر میں ایسے لوگ رہتے جا رہے ہیں جنہیں کچھ سمجھ نہیں ہے (جنازہ دیکھ کر پھر اپنے دنیاوی کاموں میں لگے رہتے ہیں)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو موت کو کثرت سے یاد کرے گا اس کا اترانا اور حسد دونوں ختم ہو جائیں گے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا بات ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ جس روزی کی اللہ نے ذمہ داری لے رکھی ہے اس کے لئے تو تم بہت فکر اور کوشش کرتے ہو اور اللہ نے جو عمل تمہارے ذمہ لگائے ہیں انہیں تم ضائع کر رہے ہو جانوروں کا علاج کرنے والا گھوڑوں کو جتنا جانتا ہے میں اس سے زیادہ تمہارے بڑوں کو جانتا ہوں یہ وہ لوگ ہیں جو نماز وقت گزرنے کے بعد پڑھتے ہیں اور قرآن سنتے تو ہیں لیکن دل سے نہیں اور غلاموں کو آزاد تو کر دیتے ہیں لیکن وہ پھر بھی آزاد نہیں ہوتے ان سے غلاموں کی طرح خدمت لیتے رہتے ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا زندگی بھر خیر کو تلاش کرتے رہو اور اللہ کی

رحمت کے جھونکوں کے سامنے خود کو لاتے رہو کیونکہ اللہ کی رحمت کے جھونکے چلتے رہتے ہیں جنہیں اللہ اپنے جن بندوں پر چاہتے ہیں بھیج دیتے ہیں اور اللہ سے یہ سوال کرو کہ وہ تمہارے عیبوں پر پردہ ڈالے اور تمہاری خوف کی جگہوں کو امن والا بنائے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیرؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھے کوئی ایسی بات سکھا دیں جس سے اللہ مجھے نفع دے فرمایا ایک نہیں دو، تین، چار بلکہ پانچ باتیں سکھانے کو تیار ہوں جن پر عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بلند درجے عطا فرمائیں گے پھر فرمایا صرف پاکیزہ روزی کھاؤ اور صرف پاکیزہ مال کماؤ اور صرف پاکیزہ روزی گھر میں لاؤ اور اللہ سے یہ مانگو کہ وہ تمہیں ایک دن میں ایک دن کی روزی عطا فرمائے اور جب تم صبح اٹھو تو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو گویا کہ تم ان میں جا ملے ہو اپنی آبرو کو اللہ کی خاطر قربان کر دو لہذا جو تمہیں برا بھلا کہے یا گالی دے یا تم سے لڑے تم اسے اللہ کے لئے چھوڑ دو اور جب تم سے کوئی برا کام ہو جائے تو فوراً اللہ سے استغفار کرو۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا انسان کا دل دنیا کی محبت میں جوان رہتا ہے اگرچہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی ہنسلی کی دونوں ہڈیاں آپس میں مل جائیں لیکن جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے آزما لیا ہے ان کے دل دنیا کی محبت میں جوان نہیں رہتے اور ایسے کامل متقی لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت مسلم بن مخلد رضی اللہ عنہ کو خط میں یہ لکھا اما بعد! بندہ جب اللہ کے حکم پر عمل کرتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور جب اللہ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں تو اس کی محبت اپنی مخلوق میں ڈال دیتے ہیں اور جب بندہ اللہ کی نافرمانی والا عمل کرتا ہے تو اللہ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور جب اللہ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں تو اس کی نفرت اپنی مخلوق میں ڈال دیتے ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسلام صرف بے چون و چرا حکم ماننے کا نام ہے۔ خیر صرف جماعت میں ہے اور انسان اللہ اور خلیفہ اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرے۔

حضرت عبداللہ بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک قابل اعتماد انسان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اے لوگو! میں تمہارا خیر خواہ اور بڑا شفیق ہوں۔ رات کے اندھیرے میں نماز پڑھا کرو۔ یہ نماز قبر کی تنہائی میں کام آئے گی۔ دنیا میں روزے رکھو قبروں سے اٹھائے جانے کے دن کی گرمی میں کام آئیں گے اور دشوار دن سے ڈر کر صدقہ دیا کرو اے لوگو! میں تمہارا خیر خواہ اور بڑا شفیق ہوں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں کے ہاں بچے پیدا ہوتے ہیں جو ایک دن مر جائیں گے اور لوگ عمارتیں بناتے ہیں جو ایک دن گر جائیں گی۔ لوگوں کو فانی دنیا کا بڑا شوق ہے اور ہمیشہ رہنے والی آخرت کو چھوڑ دیتے ہیں غور سے سنو! دو چیزیں عام لوگوں کو ناپسند ہیں لیکن ہیں وہ بہت اچھی۔ ایک موت اور دوسرا فقر۔

حضرت حبان بن ابی جبلہؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوذر اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بچے پیدا ہو رہے ہیں جو ایک دن مر جائیں گے اور تم عمارتیں بنا رہے ہو جو ایک دن اجڑ جائیں گی۔ فانی دنیا کے تم حریص ہو لیکن باقی رہنے والی آخرت کو چھوڑ دیتے ہو غور سے سنو! تین چیزیں لوگوں کو پسند نہیں ہیں لیکن ہیں بہت اچھی ایک موت دوسرے بیماری تیسرے فقر۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دل چار قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ دل جس پر پردہ پڑا ہوا ہے یہ تو کافر کا دل ہے دوسرا دو منہ والا دل یہ منافق کا دل ہے تیسرا وہ صاف ستھرا دل جس میں چراغ روشن ہے یہ مومن کا دل ہے چوتھا وہ دل جس میں نفاق بھی ہے اور ایمان بھی۔ ایمان کی مثال درخت جیسی ہے جو عمدہ پانی سے بڑھتا ہے اور نفاق کی مثال پھوڑے جیسی ہے جو پیپ اور خون سے بڑھتا ہے ایمان اور نفاق میں سے جس کی صفات غالب آ جائیں گی وہی غالب آ جائے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتنہ دلوں پر ڈالا جاتا ہے تو جس دل میں وہ فتنہ پوری

طرح داخل ہو جاتا ہے اس میں ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے اور جو دل اس فتنہ سے انکار کرتا ہے اس میں سفید نقطہ لگ جاتا ہے اب تم میں سے جو یہ جاننا چاہتا ہے کہ اس پر فتنہ کا اثر پڑا ہے یا نہیں وہ یہ دیکھے کہ جس چیز کو پہلے وہ حلال سمجھتا تھا اب اسے حرام سمجھنے لگ گیا ہے یا جس چیز کو وہ پہلے حرام سمجھتا تھا اب اسے حلال سمجھنے لگ گیا ہے تو بس سمجھ لے کہ اس پر فتنہ کا پورا اثر ہو گیا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتنے رک جاتے ہیں اور پھر اچانک شروع ہو جاتے ہیں اس لئے اس کی پوری کوشش کرو کہ تمہیں ان دنوں میں موت آ جائے جن دنوں کا فتنہ رکا ہوا ہو (مرنے کی کوشش سے مراد مرنے کی تمنا اور اس کی دعا ہے)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتنہ خالص شراب سے زیادہ عقل کو لے جاتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس زمانہ میں فتنوں سے صرف وہی آدمی نجات حاصل کر سکے گا جو ڈوبنے والے کی طرح دعا کرے گا۔

حضرت اعمش ؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے تم میں وہ لوگ سب سے بہترین نہیں ہیں جو دنیا کو آخرت کی وجہ سے یا آخرت کو دنیا کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں بلکہ سب سے بہترین لوگ وہ ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں کے لئے محنت کرتے ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت ابوالعالیہ ؒ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا مجھے کچھ وصیت فرما دیں۔ فرمایا اللہ کی کتاب کو امام بنا لو اور اس کے قاضی اور فیصلہ کرنے والا حکم ہونے پر راضی رہو کیونکہ اسی کو تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے پیچھے چھوڑ کر گئے ہیں۔ یہ ایسا سفارشی ہے جس کی سفارش مانی جاتی ہے اور ایسا گواہ ہے جس پر کوئی تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ اس میں تمہارا اور تم سے پہلے لوگوں کا تذکرہ ہے اور اس میں تمہارے آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ ہے اور اس میں تمہارے اور تمہارے بعد والوں کے حالات ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو بندہ بھی کسی چیز کو اللہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے اللہ اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز اس کو وہاں سے دیتے ہیں جہاں سے ملنے کا اسے گمان نہیں ہوتا اور جو بندہ کسی چیز کو ہلکا سمجھ کر اسے وہاں سے لے لیتا ہے جہاں سے لینا ٹھیک نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ سخت چیز وہاں سے دیتے ہیں جہاں سے ملنے کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

ایک آدمی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا اے ابوالمنذر! آپ مجھے کچھ وصیت فرما دیں۔ فرمایا لایعنی والے کام میں ہرگز نہ لگو اور دشمن سے کنارہ کش رہو اور دوست کے ساتھ چوکنے ہو کر چلو (دوستی میں تم سے غلط کام نہ کروالے) زندہ آدمی کی ان ہی باتوں پر رشک کرو جن پر مر جانے والے پر رشک کرتے ہو یعنی نیک اعمال اور اچھی صفات پر اور اپنی حاجت اس آدمی سے طلب نہ کرو جسے تمہاری حاجت پوری کرنے کی پروا نہیں ہے۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت عبداللہ بن دینار بہرانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو خط میں یہ لکھا امابعد! اللہ تعالیٰ نے زبان کو دل کا ترجمان بنایا اور دل کو خزانہ اور حکمران بنایا۔ دل زبان کو جو حکم دیتا ہے زبان اسے پورا کرتی ہے۔ جب دل زبان کی موافقت پر ہوتا ہے تو گفتگو مرتب اور مناسب ہوتی ہے اور نہ زبان سے کوئی لغزش ہوتی ہے اور نہ وہ ٹھوکر کھاتی ہے اور اس انسان کا دل اس کی زبان سے پہلے نہ ہو یعنی دل اس کی نگرانی اور دیکھ بھال نہ کرے تو اس کی بات عقل و سمجھ والی نہیں ہوگی۔

جب آدمی اپنی زبان کو بات کرنے میں کھلا اور آزاد چھوڑ دے گا اور زبان دل کی مخالفت کرے گی تو اس طرح وہ آدمی اپنی ناک کاٹ ڈالے گا یعنی خود کو ذلیل کرلے گا اور جب آدمی اپنے قول کا اپنے فعل سے موازنہ کرے گا تو عملی صورت سے ہی اس کے قول کی تصدیق ہوگی اور یہ کہاوت عام طور سے بیان کی جاتی ہے کہ جو بخیل بھی تمہیں ملے گا وہ باتوں میں تو بڑا سخی ہوگا لیکن عمل میں بالکل کنجوس ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی زبان اس کے دل

سے آگے رہتی ہے یعنی بولتی بہت ہے اور دل کے قابو میں نہیں ہے اور یہ کہاوت بھی عام طور سے بیان کی جاتی ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے کہے کی پابندی نہ کرے یعنی اس پر عمل نہ کرے حالانکہ اس بات کو کہتے وقت وہ جانتا تھا کہ یہ بات حق ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے تو کیا تم اس کے پاس شرف وعزت اور مردانگی پاؤ گے؟ اور آدمی کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کے عیبوں کو نہ دیکھے کیونکہ جو لوگوں کے عیب دیکھتا ہے اور اپنے عیبوں کو ہلکا سمجھتا ہے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو بتکلف ایسا کام کر رہا ہے جس کا اسے حکم نہیں دیا گیا والسلام۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فرائض کا اہتمام کرو اور اللہ نے اپنے جو حق تمہارے ذمے لگائے ہیں انہیں ادا کرو اور ان کی ادائیگی میں اللہ سے مدد مانگو کیونکہ جب اللہ کو کسی بندے کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ وہ سچی نیت سے اور اللہ کے ہاں جو ثواب ہے اسے حاصل کرنے کے شوق میں عمل کر رہا ہے تو اللہ اس سے ناگواریاں ضرور ہٹا دیتے ہیں اور اللہ حقیقی بادشاہ ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر مومن اور فاجر بندے کے لئے حلال روزی مقرر فرما رکھی ہے اگر وہ اس روزی کے آنے تک صبر کرتا ہے تو اللہ اسے حلال روزی دیتے ہیں اور اگر وہ بے صبری کرتا ہے اور حرام میں سے کچھ لے لیتا ہے تو اللہ اس کی اتنی حلال روزی کم کر دیتے ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بندے کو جب بھی دنیا کی کوئی چیز ملتی ہے تو اس کی وجہ سے اللہ کے ہاں اس کا درجہ کم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ اللہ کے ہاں عزت وشرف والا ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے کی وجہ سے لوگوں کو کم عقل نہ سمجھے۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت وہب بن کیسانؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ نصیحت لکھ کر بھیجی۔ امابعد! تقویٰ والے لوگوں کی کچھ نشانیاں ہوتی ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں اور وہ خود بھی جانتے ہیں کہ ان کے اندر یہ نشانیاں ہیں اور وہ نشانیاں یہ ہیں مصیبت پر صبر کرنا، رضا برقضا، نعمتوں پر شکر کرنا اور قرآن کے حکم کے سامنے جھک جانا۔ امام کی مثال بازار جیسی ہے جو چیز بازار میں چلتی ہے اور جس کا رواج ہوتا ہے وہی چیز بازار میں لائی جاتی ہے اسی طرح امام کے پاس اگر حق کا رواج چل پڑے تو اس کے پاس حق ہی لایا جائے گا اور حق والے ہی اس کے پاس آئیں گے اور اگر اس کے پاس باطل کا رواج چل پڑے تو باطل والے ہی اس کے پاس آئیں۔ گے اور باطل ہی اس کے پاس چلے گا۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نصیحتیں

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ جان لو کہ علم اور بردباری زینت ہے اور وعدہ پورا کرنا مردانگی ہے اور جلد بازی بے وقوفی ہے اور سفر کرنے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے اور کمینہ لوگوں کے ساتھ بیٹھنا عیب کا کام ہے اور فاسق فاجر لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے سے انسان پر تہمت لگتی ہے۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت زیاد بن مالکؒ کہتے ہیں کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے آپ لوگوں نے خیر نہیں دیکھی اس کے اسباب دیکھے ہیں اور شر نہیں دیکھا اس کے اسباب دیکھے ہیں۔ ساری کی ساری خیر اپنی تمام صورتوں کے ساتھ جنت میں ہے اور سارا کا سارا شر اپنی تمام صورتوں کے ساتھ جہنم کی آگ میں ہے اور دنیا تو وہ سامان ہے جو سامنے موجود ہے نظر آ رہا ہے جس میں سے نیک اور برے سب کھا رہے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں سب پر غالب آنے والے بادشاہ یعنی اللہ تعالیٰ فیصلہ کریں گے

اور دنیا اور آخرت میں سے ہر ایک کے بیٹے یعنی ہر ایک کے چاہنے والے ہیں لہذا تم آخرت کے بیٹوں میں سے بنو اور دنیا کے بیٹوں میں سے نہ بنو۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعض لوگوں کو علم تو مل جاتا ہے لیکن بردباری نہیں ملتی اور حضرت ابو یعلی رضی اللہ عنہ (یہ حضرت شداد کی کنیت ہے) کو علم بھی ملا اور بردباری بھی۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور قرآن پڑھو کیونکہ قرآن اندھیری رات کا نور ہے اور چاہے دن میں مشقت اور فاقہ ہو لیکن قرآن پڑھنے سے دن میں رونق آجاتی ہے اور جب کوئی مصیبت تمہارے مال اور تمہارے جسم سے کسی ایک پر آنے لگے تو کوشش کرو کہ مال کا نقصان ہو جائے اور جان کا نہ ہو اور جب مصیبت تمہاری جان اور تمہارے دین میں سے کسی ایک پر آنے لگے تو کوشش کرو کہ جان کا نقصان ہو جائے لیکن دین کا نہ ہو اور اصل ناکام اور نامراد وہ ہے جو اپنے دین میں ناکام و نامراد ہو اور حقیقت میں ہلاک ہونے والا وہ ہے جس کا دین برباد ہو جائے۔

غور سے سنو! جنت میں جانے کے بعد کوئی فقر و فاقہ نہیں ہوگا اور جہنم میں جانے کے بعد غنا اور مالداری کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی کیونکہ جہنم کا قیدی کبھی چھوٹ نہیں سکے گا اور اس کا زخمی کبھی ٹھیک نہیں ہوگا اور نہ اس کی آگ کبھی بجھے گی اور اگر کسی مسلمان نے کسی مسلمان کا مٹھی بھر خون بہایا ہوگا تو یہ اس کے لئے جنت میں جانے سے رکاوٹ بن جائے گا اور جب بھی جنت کے کسی دروازے سے داخل ہونا چاہے گا تو وہاں اسے یہ خون دھکے دیتا ہوا ملے گا اور جان لو کہ آدمی کو مرنے کے بعد جب دفن کر دیا جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کا پیٹ سڑتا ہے اور اس میں سے بدبو آنے لگتی ہے لہذا اس بدبو کے ساتھ حرام روزی سے گندگی کا اضافہ نہ کرو اور اپنے مسلمان بھائیوں کے مال کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور خون بہانے سے بچو۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت سلیمان بن حبیبؒ کہتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ تو دبلے پتلے عمر رسیدہ بڑے میاں ہیں اوران کا ظاہری منظر جو نظر آ رہا تھا ان کی عقل اوران کی گفتگو اس سے کہیں زیادہ اچھی تھی انہوں نے سب سے پہلے ہم سے یہ بات کی کہ اس مجلس میں بیٹھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے احکام تم تک پہنچا رہے ہیں اور یہ مجلس تم پر اللہ کی حجت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ دے کر بھیجا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب کچھ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پہنچا دیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا وہ سب آگے پہنچا دیا لہٰذا تم جو کچھ سن رہے ہو اسے آگے پہنچا دینا۔

تین آدمی ایسے ہیں جو اللہ کی ذمہ داری میں ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ یا تو انہیں جنت میں داخل کریں گے یا اجر وثواب اور غنیمت دے کر انہیں واپس کریں گے ایک تو وہ آدمی جو اللہ کے راستہ میں نکلا یہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں سے ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ یا تو اسے (شہادت کا مرتبہ دے کر) جنت میں داخل کریں گے یا اجر وثواب اور مال غنیمت دے کر واپس کریں گے۔

دوسرا وہ آدمی جس نے وضو کیا پھر مسجد گیا وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ یا تو اسے (موت دے کر) جنت میں داخل کریں گے یا اجر وثواب اور مال غنیمت دے کر واپس کریں گے۔

تیسرا وہ آدمی جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہو پھر فرمایا جہنم پر ایک بڑا پل ہے جس سے پہلے سات چھوٹے پل ہیں۔ ان میں سے درمیان والے پل پر حقوق العباد کا فیصلہ ہوگا چنانچہ ایک بندے کو لایا جائے گا جب وہ درمیان والے پل پر پہنچ جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا تم پر قرضہ کتنا تھا؟ وہ اپنے قرضہ کا حساب لگانے لگے گا۔ پھر حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔

وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا

''اور اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا اخفا نہ کرسکیں گے''۔ (سورۃ نساء: ۴۲)

پھر وہ بندہ کہے گا اے میرے رب! مجھ پر اتنا اتنا قرضہ تھا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنا قرضہ ادا کرو وہ کہے گا میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے اور مجھے معلوم بھی نہیں کہ میں کس چیز سے قرضہ اتار سکتا ہوں پھر فرشتوں سے کہا جائے گا اس کی نیکیاں لے لو (اور اس کے قرض خواہوں کو دے دو) چنانچہ اس کی نیکیاں لے کر قرض خواہوں کو دی جاتی رہیں گی یہاں تک کہ اس کے پاس ایک بھی نیکی باقی نہیں رہے گی۔ جب اس کی تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو کہا جائے گا اس سے مطالبہ کرنے والوں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دو چنانچہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بہت سے لوگ پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے اور اپنے حقوق کا ان سے مطالبہ کرنے والوں کو ان سے نیکیاں لے کر دی جاتی رہیں گی یہاں تک کہ ان کی ایک بھی نیکی باقی نہیں رہے گی پھر مطالبہ کرنے والوں کے گناہ ان پر ڈالے جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ گناہ پہاڑوں کے برابر ہو جائیں گے۔

پھر حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کی رہبری کرتا ہے اور فسق و فجور جہنم کا راستہ دکھاتے ہیں اور سچ بولنے کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ پھر فرمایا اے لوگو! تم تو زمانہ جاہلیت والوں سے زیادہ گمراہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں درہم و دینار اس لئے دیئے ہیں کہ تم ایک درہم اور ایک دینار اللہ کے راستے میں خرچ کر کے سات سو درہم اور سات سو دینار کا ثواب حاصل کرو اور پھر تم لوگ تھیلیوں میں درہم و دینار بند کر کے رکھتے ہو اور اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ہو۔ غور سے سنو! اللہ کی قسم! یہ تمام فتوحات ایسی تلواروں کے ذریعہ سے ہوئی ہیں جن میں زینت کے لئے سونا اور چاندی لگا ہوا نہیں تھا بلکہ کچا پٹھا' سیسہ اور لوہا لگا ہوا تھا۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا متقی لوگ سردار ہیں اور علماء قائد و رہنما

ہیں۔ان کے ساتھ بیٹھنا عبادت ہے بلکہ عبادت سے بڑھ کر ہے اور دن رات کے گزرنے کی وجہ سے تمہاری عمریں کم ہوتی جارہی ہیں لیکن تمہارے اعمال کو بڑی حفاظت سے رکھا جا رہا ہے' لہٰذا تم زادِ سفر تیار کرلو اور یوں سمجھو کہ تم لوٹنے کی جگہ یعنی آخرت میں پہنچ گئے ہو۔''

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مادی اسباب کو چھوڑ دیا اور روحانی اسباب کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اقوام عالم کی ہدایت کا اور انہیں دعوت دینے کا فکر تھا اور وہ حضرات دعوت و جہاد کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور عادات کے ساتھ متصف ہو گئے تھے تو کس طرح سے انہیں ہر وقت غیبی تائید حاصل رہتی تھی۔(حیاۃ الصحابہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ظاہری بینائی جانے کے بعد میں اُن کو لئے جا رہا تھا وہ مسجد حرام میں تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر ایک مجمع سے کچھ جھگڑے کی آواز آرہی تھی... فرمایا مجھے اس مجمع کی طرف لے چلو... میں اس طرف لے گیا... وہاں پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کیا... ان لوگوں نے بیٹھنے کی درخواست کی تو آپ نے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ کے خاص بندوں کی جماعت وہ لوگ ہیں جن کو اسکے خوف نے چپ کرا رکھا ہے حالانکہ نہ وہ عاجز ہیں نہ گونگے بلکہ فصیح لوگ ہیں... بولنے والے ہیں سمجھدار ہیں... مگر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ذکر نے اُن کی عقلوں کو اُڑا رکھا ہے... اُن کے دل اسکی وجہ سے ٹوٹے رہتے ہیں اور زبانیں چپ رہتی ہیں اور جب اس حالت پر اُن کو پختگی میسر ہو جاتی ہے تو اس کیوجہ سے نیک کاموں میں وہ جلدی کرتے ہیں تو ہم لوگ اُن سے کہاں ہٹ گئے...وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دو آدمیوں کو بھی ایک جگہ جمع نہیں دیکھا...

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ چہرہ پر آنسوؤں کے ہر وقت بہنے سے دو نالیاں سی بن گئی تھیں...اُوپر کے قصہ میں حضرت

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے نیک کاموں پر اہتمام کا ایک سہل نسخہ بتلایا کہ اللہ کی عظمت اور اس کی بڑائی کا سوچ کیا جائے کہ اس کے بعد ہر قسم کا نیک عمل سہل ہے اور پھر وہ یقیناً اخلاص سے بھرا ہوا ہوگا... رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں اگر تھوڑا سا وقت بھی ہم لوگ اس سوچنے کی خاطر نکال لیں تو کیا مشکل ہے؟ (فضائل اعمال)

خوف خداوندی کی نصیحت

حضرت اغر بنی مالک کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانا چاہا تو انہوں نے آدمی بھیج کر حضرت عمرؓ کو بلایا۔ جب وہ آ گئے تو ان سے فرمایا:

''میں تمہیں ایک ایسے کام کی طرف بلانے لگا ہوں کہ جو بھی اس کی ذمہ داری اٹھائے گا یہ کام اسے تھکا دے گا۔ لہٰذا اے عمر! اللہ کی اطاعت کے ذریعہ تم اس سے ڈرو اور اس سے ڈرتے ہوئے اس کی اطاعت کرو کیونکہ اللہ سے ڈرنے والا ہی (ہر خوف سے) امن میں ہوتا ہے اور (ہر شر اور مصیبت سے) محفوظ ہوتا ہے۔ پھر اس امر خلافت کا حساب اللہ کے سامنے پیش کرنا ہوگا اور اس کام کا مستحق صرف وہی ہے جو اس کا حق ادا کر سکے اور جو دوسروں کو حق کا حکم دے اور خود باطل پر عمل کرے اور نیکی کا حکم کرے اور خود برائی پر عمل کرے اس کی کوئی امید پوری نہ ہو سکے گی اور اس کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے (وہ اعمال آخرت میں اس کے کام نہ آئیں گے) لہٰذا اگر تم پر مسلمانوں کی خلافت کی ذمہ داری ڈال دی جائے تو پھر تم اپنے ہاتھوں کو ان کے خون سے دور رکھ سکو اور اپنے پیٹ کو ان کے مال سے خالی رکھ سکو اور ان کی آبرو ریزی سے اپنی زبان کو بچا سکو تو ضرور ایسے کرنا اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ ہی سے ملتی ہے۔'' (حیاۃ الصحابہ)

رعایا کا اپنے امام کو نصیحت کرنا

حضرت مکحولؒ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن عامر بن حذیم جمحیؓ جو نبی کریمؐ کے صحابہ میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے کہا اے عمر! میں آپ کو کچھ وصیت کرنا چاہتا

ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں ضرور وصیت کرو (امیر کو غلطی پر متنبہ نہ کرنا خیانت ہے اور بھرے مجمع میں متنبہ کرنا گستاخی ہے اور تنہائی میں متوجہ کرنا نصیحت ہے)

''میں آپ کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کے بارے میں اللہ سے ڈریں اور اللہ کے بارے میں لوگوں سے نہ ڈریں اور آپ کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بہترین قول وہ ہے جس کی تصدیق عمل کرے۔ ایک ہی معاملہ میں دو متضاد فیصلے نہ کرنا ورنہ آپ کے کام میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور آپ کو حق سے ہٹنا پڑے گا۔ دلیل والے پہلو کو اختیار کریں اس طرح آپ کو کامیابی حاصل ہوگی اور اللہ آپ کی مدد کرے گا اور آپ کے ہاتھوں آپ کی رعایا کی اصلاح کرے گا اور دور و نزدیک کے جن مسلمانوں کا اللہ نے آپ کو ذمہ دار بنایا ہے ان کی طرف اپنی توجہ پوری رکھیں اور ان کے فیصلے خود کریں اور جو کچھ اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے ناپسند سمجھتے ہیں وہ ان کے لئے ناپسند سمجھیں اور حق تک پہنچنے کے لئے مشکلات میں گھس جائیں (اور ان سے نہ گھبرائیں) اور اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈریں۔''

حضرت عمرؓ نے کہا یہ کام کون کر سکتا ہے؟ حضرت سعید نے کہا آپ جیسے کر سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کی امت کا ذمہ دار بنایا ہے اور (وہ ایسے بہادر ہیں کہ) ان کے اور اللہ کے درمیان کوئی حائل نہ ہو سکا۔ (حیاۃ الصحابہ)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی اہل اسلام کو وصیت

حضرت سعید بن مسیبؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہؓ اردن میں طاعون میں مبتلا ہوئے تو جتنے مسلمان وہاں تھے تو ان کو بلا کر ان سے فرمایا:

''میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں اگر تم نے اسے مان لیا تو ہمیشہ خیر پر رہو گے اور وہ یہ ہے کہ نماز قائم کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، زکوٰۃ ادا کرو، حج و عمرہ کرو، آپس میں ایک دوسرے کو (نیکی کی) تاکید کرتے رہو اور اپنے امیروں کے ساتھ خیر خواہی کرو اور ان کو دھوکہ مت دو اور دنیا تمہیں (آخرت سے) غافل نہ کرنے پائے کیونکہ اگر انسان کی عمر ہزار

سال بھی ہو جائے تو بھی اسے (ایک نہ ایک دن) اس ٹھکانے یعنی موت کی طرف آنا پڑے گا۔ جسے تم دیکھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدمی کے لئے مرنا طے کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ سب ضرور مریں گے اور بنی آدم میں سب سے زیادہ سمجھدار وہ ہے جو اپنے رب کی سب سے زیادہ اطاعت کرے۔ اور اپنی آخرت کے لئے سب سے زیادہ عمل کرے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ! اے معاذ بن جبل! آپ لوگوں کو (میری جگہ) نماز پڑھاؤ۔"

اس کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ کا انتقال ہو گیا پھر حضرت معاذؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر یہ بیان کیا:

"اے لوگو! تم اللہ کے آگے اپنے گناہوں سے توبہ کرو کیونکہ جو بندہ بھی اپنے گناہوں سے توبہ کر کے (قیامت کے دن) اللہ سے ملے گا تو اللہ کے ذمہ اس کا حق ہو گا کہ اللہ اس کی مغفرت فرما دیں اور جس کے ذمہ قرضہ ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنا قرضہ ادا کرے کیونکہ بندہ اپنے قرضہ کی وجہ سے بندھا رہے گا۔ (جب تک اسے ادا نہیں کرے گا اللہ کے ہاں اسے چھوٹ نہیں ملے گی) اور جس کسی نے اپنے (مسلمان) بھائی سے قطع تعلق کر رکھا ہو اسے چاہئے کہ وہ اس سے مل کر صلح کر لے۔ اے مسلمانو! تمہیں ایک ایسے آدمی کی موت کا صدمہ پہنچا ہے جس کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ ان سے زیادہ نیک دل، ان سے زیادہ شر و فساد سے دور رہنے والا، ان سے زیادہ عوام سے محبت کرنے والا اور ان سے زیادہ خیر خواہی کرنے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا لہٰذا ان کے لئے نزول رحمت کی دعا کرو اور ان کی نماز جنازہ میں شرکت کرو۔" (حیاۃ الصحابہ)

اَسلاف کی آہ وزاری کے واقعات

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد کا خوفِ خدا

مذکور ہے کہ ایک دن حضرت ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کا بخارا کے باغات کی طرف سے گزر ہوا۔ آپ ایک نہر کے کنارے (جو باغات کے اندر سے ہوتی ہوئی نکلتی تھی) بیٹھ کر وضو کرنے لگے۔ آپ نے دیکھا کہ نہر مذکور میں ایک سیب بہتا ہوا آ رہا ہے۔ خیال کیا کہ اس کے کھا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ چنانچہ اُٹھا کر کھالیا' جب کھا چکے تو یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ میں نے سیب کے مالک سے اجازت نہیں لی اور ناجائز طریقہ پر کھالیا ہے۔ اس خیال سے باغ کے مالک پاس گئے کہ اسے اس امر کی اطلاع دے دیں تاکہ اس کی اجازت سے حلال و مباح ہو جائے۔ چنانچہ باغ کے دروازے کو جہاں سے یہ سیب بہہ کر آیا تھا کھٹکھٹایا' آواز سن کر ایک لڑکی باہر آئی' آپ نے اس سے کہا کہ میں باغ کے مالک سے ملنا چاہتا ہوں' اُسے بھیج دو' اس نے عرض کیا کہ وہ عورت ہے' آپ نے فرمایا کہ اچھا اس سے پوچھ لو' میں خود حاضر ہو جاؤں۔

چنانچہ اجازت مل گئی اور آپ اس خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور سارا واقعہ اس کو سنایا' خاتون مذکور نے جواب دیا کہ نصف باغ تو میرا ہے اور نصف سلطان کا ہے اور وہ یہاں نہیں ہیں بلخ تشریف لے گئے ہیں جو بخارا سے دس دن کی مسافت پر ہے۔ اس نے اپنے سیب کا نصف حصہ تو آپ کو معاف کر دیا۔

اب باقی رہا دوسرا نصف' اسے معاف کرانے بلخ تشریف لے گئے' جب وہاں پہنچے تو بادشاہ کی سواری جلوس کے ساتھ جا رہی تھی۔ اس حالت میں آپ نے سارے واقعہ کی

بادشاہ کو خبر دی اور نصف سیب کی معافی کے طالب ہوئے۔ بادشاہ نے فرمایا: اس وقت تو میں کچھ نہیں کہتا' کل میرے پاس تشریف لے آئیے۔ اس کی ایک حسین وجمیل لڑکی تھی اور بہت سے شاہزادوں کی نسبت کے پیغام اس کے لیے آ چکے تھے لیکن اس شہزادی کا باپ' یعنی بادشاہ انکار کر دیا کرتا تھا کیونکہ لڑکی عبادت گزار اور نیک کاروں کو بہت دوست رکھتی تھی۔ اس لیے اس کی یہ خواہش تھی کہ دُنیا کے کسی متورع (پرہیز گار) زاہد سے اس کا نکاح ہو۔

جب بادشاہ محل میں واپس آیا تو اپنی لڑکی سے ادہم کا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں نے ایسا متورع (پرہیز گار) شخص کہیں نہیں دیکھا کہ صرف نصف سیب حلال کرنے کے لیے بخارا سے آیا ہے' جب اس لڑکی نے یہ کیفیت سنی تو نکاح منظور کر لیا۔ جب دوسرے دن ادہم بادشاہ کے پاس آئے تو اُس نے ان سے کہا کہ جب تک آپ میری لڑکی کے ساتھ نکاح نہ کریں گے آپ سے نصف سیب معاف نہیں کروں گا۔ ادہم نے کمال انکار کے بعد چار و ناچار نکاح کرنا منظور کر لیا۔

چنانچہ بادشاہ نے لڑکی کا ادہم کے ساتھ نکاح کر دیا۔ جب ادہم خلوت میں اپنی بیوی کے پاس گئے تو دیکھا کہ لڑکی نہایت آراستہ و پیراستہ ہے اور وہ مکان بھی جہاں لڑکی تھی نہایت تکلفات کے ساتھ مزین ہے۔ ادہم ایک گوشہ میں جا کر نماز میں مصروف ہو گئے حتیٰ کہ اس حالت میں صبح ہو گئی اور متواتر سات راتیں اسی طرح گزر گئیں اور اب تک سلطان نے سیب کا نصف انہیں معاف نہ کیا تھا اس لیے آپ نے بادشاہ کو یاددہانی کے لیے کہلا بھیجا کہ اب وہ معاف فرما دیجئے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ جب تک آپ کا میری لڑکی کے ساتھ اجتماع کا اتفاق نہ ہوگا میں معاف نہ کروں گا۔ آخر کار شب ہوئی اور ادہم اپنی بیوی کے ساتھ اجتماع پر مجبور ہوئے۔ آپ نے غسل کیا' نماز پڑھی اور چیخ مار کر مصلے پر سجدہ میں گر پڑے۔ لوگوں نے دیکھا تو ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ مردہ تھے۔ بعد ازاں لڑکی سے ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے چونکہ ابراہیم کے نانا کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ اس لیے سلطنت ابراہیم کو ملی۔ آپ کے سلطنت چھوڑنے کا واقعہ مشہور ہے اس کی اصل بھی یہی ہے۔ (سفرنامہ ابن بطوطہ بحوالہ بکھرے موتی)

ابوسلیمان درانی رحمہ اللہ کی آہ وزاری

احمد بن ابی خواری نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ: میں ایک روز ابوسلیمان دارانیؒ کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں تو میں نے کہا' آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے مجھے کہا اے احمد! جب رات آتی ہے تو اہل محبت اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور رخساروں پر ان کے آنسو بہنے لگتے ہیں تو رب جلیل ان کی طرف توجہ فرماتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ اے جبریل دیکھو یہ کون ہے جو میرے کلام سے لطف اندوز ہو رہا ہے! اور میری مناجات سے کون لذت پا رہا ہے۔

حالانکہ میں انہیں خوب جانتا ہوں ان کے رونے کی آواز سن رہا ہوں اور ان کی حالت دیکھ رہا ہوں۔ اے جبرئیل ان لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ میں تمہارے اندر کیسی جزع فزع دیکھ رہا ہوں؟ کیا تمہیں کسی بتانے والے نے یہ بتایا ہے کہ کوئی اپنے دوستوں کو سزا دیا کرتا ہے؟ یا کیا یہ بات مجھے زیب دیتی ہے کہ میں ان لوگوں کو عذاب دوں؟

جونہی رات آتی ہے تو وہ لوگ میرے سامنے کھڑے ہو کر انتہائی تضرع و زاری کے ساتھ عاجزی و اظہار محبت کرنے لگتے ہیں مجھے اپنی ذات کی قسم میں ضرور انہیں اپنے راستے کی رہنمائی کروں گا۔ جب یہ لوگ قیامت کے روز میرے سامنے آئیں گے تو میں اپنا معزز و مکرم چہرہ ان کے سامنے ظاہر کروں گا' وہ مجھے دیکھیں گے اور میں انہیں دیکھ رہا ہوں گا۔ (الرقۃ و البکاء لابن قدامہ)

اے عقیب! صبر کرو

مبارک بن فضالہ نے حسن سے روایت کیا ہے کہ عقیب نامی ایک شخص تھا جو اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا' اس زمانے میں ایک ظالم بادشاہ تھا جو لوگوں کو طرح طرح کی سزائیں دیتا تھا۔ عقیب کہنے لگا کہ میں اس کے پاس گیا تو میں ضرور اسے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کروں گا' چنانچہ وہ پہاڑ سے اتر کر ان کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ اے فلاں! اللہ سے ڈر! اس

سرکش نے گالی دے کر کہا۔ تجھ جیسا مجھے اللہ سے ڈرنے کو کہتا ہے! میں تجھے ایسا دردناک عذاب دوں گا جو دنیا میں کسی کو بھی نہیں دیا گیا ہوگا' لہٰذا اس نے حکم دیا کہ اس کے پاؤں سے سر تک زندے کی کھال کھینچ لی جائے۔

چنانچہ اس کی کھال اتار لی گئی جب پیٹ تک پہنچے تو رونے لگے اللہ نے حکم دیا کہ اے عقیب صبر کرو! کہ تمہیں پریشانی اور تنگی کے گھر سے خوشی اور وسعت کے گھر کی طرف نکالنے لگا ہوں' جب ان کے چہرے کی کھال کھینچی گئی تو ان کی چیخ نکل گئی' اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ تو نے تو تمام زمین و آسمان والوں کو رلا دیا اور فرشتوں کو میری تسبیح سے بھی ہٹا دیا اب اگر تیسری مرتبہ آواز نکالی تو یکلخت میرا عذاب آپڑے گا' چنانچہ انہوں نے اس خوف سے کہ عذاب سے اس کی ساری قوم ہلاک نہ ہو جائے صبر کیا یہاں تک کہ ان کے چہرے کی کھال بھی اتار لی گئی۔ **(الرقۃ والبکاء لابن قدامہ)**

دورِ عیسوی کا عجیب واقعہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام استسقاء کے لیے نکلے' اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ تمہارے ساتھ گناہگار لوگ ہیں لہٰذا بارش نہیں بھیجی جائے گی' عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو بتایا تو سب گنہگار مجھ سے علیحدہ ہو گئے اور صرف ایک شخص باقی رہا جس کی داہنی آنکھ ختم ہو چکی تھی' عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تو کیوں علیحدہ نہیں ہوا؟ وہ عرض کرنے لگا کہ اے روح اللہ! میں نے ایک پلک جھپکنے کی بقدر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ ایک مرتبہ بلا ارادہ ایک آنکھ ایک عورت کے قدموں پر جا پڑی جسے میں نے فوراً پھوڑ دیا اور اگر دوسری پڑ جاتی تو اسے بھی پھوڑ دیتا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنے روئے کہ ڈاڑھی تر ہو گئی پھر اسے کہنے لگے کہ آپ دعا کیجئے! آپ دعا کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں' میں تو اس وجہ سے معصوم ہوں کہ مجھ پر وحی اترتی ہے اور اس وجہ سے گناہ نہیں کرتا۔ تو تو اس کے بغیر بھی گناہ نہیں کرتا' چنانچہ وہ آگے بڑھا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا شروع کی کہ اے اللہ! تو نے ہی ہمیں پیدا کیا ہے اور تو ہماری پیدائش سے پہلے ہی ہمارے اعمال سے باخبر تھا اس

کے باوجود آپ نے ہمیں پیدا فرما دیا' ہماری روزیوں کا تو ہی کفیل ہے۔ چنانچہ ہم پر موسلا دھار بارش نازل فرما۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں عیسیٰ علیہ السلام کی جان ہے ابھی اس کی زبان سے الفاظ پورے ادا بھی نہ ہونے پائے تھے کہ آسمان نے ہر طرف اپنا (بادلوں کا) جال پھیلا دیا۔ اور شہری و دیہاتی سب سیراب ہوگئے۔ (الرقة والبكاء لابن قدامه)

ایک بادشاہ کی آہ وزاریاں

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک خلیفہ مقرر کیا' وہ ایک مرتبہ چاند کی روشنی میں بیت المقدس کی چھت پر کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' اس دوران انہیں وہ کام یاد آنے لگے جو وہ کیا کرتے تھے چنانچہ وہ وہاں سے نکلے تو سمندر کے کنارے ایک قوم کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ وہ لوگ اینٹیں بنا رہے ہیں۔ ان سے پوچھا کہ یہ کس طرح بنا رہے ہو؟ انہوں نے بتایا تو وہ بھی ان کے ساتھ اینٹ بنانے لگے۔ وہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو وضو کر کے نماز پڑھتے۔ انہوں نے اپنے سردار کو اس کی شکایت کی کہ ہمارے درمیان ایک شخص ہے جو فلاں فلاں عمل کرتا ہے۔

سردار نے ان کو بلایا تو اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ تین مرتبہ ایسا ہوا۔ اس کے بعد وہ خود سواری پر سوار ہو کر اس کے پاس آیا۔ جب اس نے دیکھا کہ سردار آرہا ہے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا وہ سردار اس کے پیچھے دوڑا مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے مہلت دو میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے اپنا سارا ماجرا کہہ سنایا۔ جب اس نے بتایا کہ وہ بادشاہ تھا اور اللہ کے خوف سے بھاگا ہوا ہے تو وہ کہنے لگا' میں بھی تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ بھی ان کے ساتھ رہنے لگے اور اللہ کی بندگی میں لگے رہے حتیٰ کہ رمیلہ مصر میں ان کا انتقال ہوا۔

راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے تھے کہ اگر میں وہاں ہوتا تو ان کی قبروں کو معلوم کر لیتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پوری نشاندہی فرمائی تھی۔ (الرقة والبكاء لابن قدامه)

حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کی نرم دلی

ابوعبید نے خبر دی انہیں ابوبکر بن عیاش نے خبر دی وہ عیسیٰ بن سلیمان سے نقل کرتے ہیں وہ ابووائل سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ عبداللہ بن مسعود کے ساتھ جارہے تھے ہمارے ساتھ ربیع بن خثیم بھی تھے۔ ہم لوگ ایک لوہار کے قریب سے گذرے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے لوہے کی طرف دیکھنے لگے۔ ربیع نے بھی اس طرف دیکھا تو ڈگمگا گئے اور گرتے گرتے بچے۔ اس کے بعد چل کر دریائے فرات کے کنارے آئے جہاں آگ کی بہت بڑی بھٹی تھی جب حضرت عبداللہ نے دیکھا کہ اس کے اندر آگ بھڑک رہی ہے تو یہ آیت تلاوت فرمائی ترجمہ۔ وہ (دوزخ) ان کو دور سے دیکھے گی تو وہ لوگ اس کا جوش وخروش سنیں گے...... وہ لوگ وہاں پر موت کو پکاریں گے یہاں تک تلاوت فرمائی تو ربیع بے ہوش ہوگئے۔ ہم لوگ اسے اٹھا کر ان کے گھر لائے' حضرت عبداللہ بن مسعود ظہر تک ان کے ساتھ رہے مگر انہیں ہوش نہ آیا تو مغرب تک ان کے پاس رہے پھر انہیں ہوش آیا اور عبداللہ بن مسعود اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (الرقة والبكاء لابن قدامه)

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے قابل رشک حالات

بشر بن معاذ نے خبر دی وہ محمد بن عبداللہ قرشی سے نقل کرتے ہیں وہ حماد بن نصر سے روایت کرتے ہیں وہ محمد بن منکدر سے وہ عطاء سے وہ فرماتے ہیں کہ: میں عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد فاطمہ بنت عبدالملک (اہلیہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ) کے پاس گیا۔ میں نے اس سے عرض کیا: اے عبدالملک کی بیٹی! مجھے امیرالمومنین کے کچھ حالات سنایئے!

وہ بولی: ہاں بتاتی ہوں لیکن اگر وہ زندہ ہوتے تو نہ بتاتی۔ سنیئے! انہوں نے اپنے آپ کو لوگوں کے کاموں کے لیے فارغ کر رکھا تھا۔ سارا دن ان کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اگر پھر بھی کوئی کام رہ جاتا تو رات کو پورا فرماتے' ایک مرتبہ وہ دن کے تمام کاموں سے فارغ ہو چکے تھے تو انہوں نے اپنا ذاتی چراغ منگوایا' اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اس

کے بعد اپنے دونوں ہاتھ پاؤں کو سیدھا کھڑا کر کے سرین کے بل بیٹھ گئے اور اپنا سر دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھ لیا اور آنسو بہہ بہہ کر رخساروں پر گرنے لگے۔ اتنے میں انہوں نے ایک چیخ ماری میں سمجھی کہ ان کا کلیجہ پھٹ گیا اور جان نکل گئی۔ انہوں نے ساری رات اس طرح گذاری یہاں تک کہ صبح صادق طلوع ہوگئی اور انہوں نے روزے کی نیت کر لی۔

وہ فرماتی ہیں کہ صبح کے وقت میں نے ان کے قریب جا کر پوچھا: امیر المومنین شروع رات میں کیا بات پیش آگئی تھی؟ فرمانے لگے: ہاں! مجھے میرے حال پر چھوڑ دے اور اپنے کام سے کام رکھ! وہ فرماتی ہیں کہ: میں نے عرض کیا میں بھی نصیحت و عبرت حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ فرمانے لگے اچھا تو پھر بتاتا ہوں۔ فرمایا کہ میں نے اپنے آپ میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ میں اس رات کے سیاہ و سفید اور چھوٹے بڑے کا مالک ہوں اس کے بعد مجھے یاد آیا کہ میری رعایا میں کتنے ہی اجنبی، کمزور حال، تنگ دست محتاج، قیدی اور گمشدہ لوگ مختلف ممالک کے گردونواح میں کسمپرسی کے عالم میں ہوں گے، اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے متعلق مجھ سے سوال کریں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے خلاف ان کی طرف سے مقدمہ پیش کریں گے تو مجھے خوف ہوا کہ اللہ کے ہاں میرا کوئی عذر نہ چل سکے گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجھ سے کوئی دلیل نہ بن پڑے گی تو مجھے اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہوا تو میرے آنسو بہہ نکلے اور میرا دل تھرا گیا جس قدر یہ بات زیادہ یاد آتی میرا خوف و ڈر اتنا ہی بڑھتا چلا گیا، یہ بات تھی جو میں نے تمہیں بتا دی اب اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرو یا نہ کرو۔ (الرقۃ والبکاء لابن قدامہ)

دوسری روایت

یزید بن محمد بن مسلم بن عبدالملک نے خبر دی انہیں ان کے ایک مولیٰ نے خبر دی۔ وہ فرماتے ہیں کہ (عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد) ان کی اہلیہ فاطمہ بنت عبدالملک کی روتے روتے آنکھیں متاثر ہوگئیں تو ان کے بھائی مسلم اور ہشام اس کے پاس آئے اور کہنے لگے: یہ کیا بات ہے جس پر ہمیشہ روتی رہتی ہو! یہ رونا شوہر پر ہے یا دنیا کی کسی چیز کے جاتے رہنے پر؟

اگر شوہر پر ہے تو وہ تو واقعتاً ایسے ہی تھے ان جیسے پر جس قدر جزع فزع کی جائے کم ہے! اور اگر دنیا پر ہے تو (گھبرانے کی کیا بات ہے) مال اور اہل وعیال آپ کے سامنے حاضر ہیں! فرمانے لگیں۔ نہ تو شوہر کی جدائی پر روتی ہوں اور نہ ہی دنیا چھوڑنے پر! بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے ایک رات ان کا بڑا عجیب منظر دیکھا۔ مجھے یقین ہے کہ اس خوفناک اور ہولناک منظر کے تصور نے جوان کے دل ودماغ میں رچ بس چکا تھا اسے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔

وہ کہنے لگے: آپ نے کیا دیکھا تھا؟ فرمانے لگی میں نے دیکھا کہ وہ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے' جب انہوں نے یہ آیت پڑھی ترجمہ ''جس روز آدمی پریشان پروانوں کی طرح ہو جاویں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جاویں گے'' تو ایک چیخ ماری اور فرمانے لگے ہائے اس روز میری ہلاکت' اس کے بعد ایک دم زمین پر گرے اور تڑپنے لگے' مجھے یقین ہو گیا کہ یہ مر جائیں گے اس کے بعد ایک دم ساکن و بے حرکت ہو گئے میں سمجھی کہ انتقال ہو چکا تھوڑی دیر بعد کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا: ہائے اس روز میری ہلاکت: اور کھڑے ہو کر گھر میں ٹہلنے لگے' اور فرماتے جا رہے تھے' جس روز آدمی پریشان پروانوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے اس روز میرے کون کام آئے گا۔ اور ساری رات اس طرح گذار دی۔ اس کے بعد اس طرح گر گئے گویا کہ مردہ ہیں اور تھوڑی دیر میں صبح کی اذان ہو گئی۔ اللہ کی قسم جب بھی مجھے یہ رات یاد آتی ہے تو بلا اختیار میرے آنسو بہنے لگتے ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ایک شام

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن حسین نے خبر دی' انہیں عمرو بن جریر نے خبر دی انہیں ابو سریع شامی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ: ایک روز عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے ہم نشینوں میں سے ایک شخص کو کہا: اے فلاں! میں نے گزشتہ ساری رات سوچ و بچار میں گذار دی۔ وہ بولے: کس چیز کی سوچ میں اے امیر المومنین؟ فرمانے لگے قبر اور قبر والوں کے متعلق سوچ و بچار میں! فرمایا: اگر تو تین روز کے بعد میت کو اس کی قبر میں دیکھ لے تو تجھے ایسے وحشت ہو کہ قریب نہ جا سکے۔ جب کہ تو اس کے ساتھ بہت زیادہ مانوس تھا۔

تجھے قبر کے گڑھے کے اندر کیڑے مکوڑے گھومتے ہوئے نظر آئیں گے جس میں پیپ بہہ رہی ہوگی اور کیڑوں نے اس کے جسم کو کھا کر ختم کر دیا ہوگا' بدبو اٹھ رہی ہوگی' اور کفن بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ حالانکہ دنیا میں کتنا خوبصورت تھا' خوشبو اس کے جسم سے مہکتی تھی' کپڑے صاف ستھرے ہوتے تھے' وہ فرماتے ہیں کہ یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔

فاطمہ کہنے لگیں: اے مزاحم! اس شخص کو یہاں سے نکال دو کہ جب سے امیر المومنین خلیفہ بنائے گئے ہیں اس وقت سے اس نے ان کی اور ہماری زندگی کو مکدر کر رکھا ہے! کاش کہ انہیں خلافت نہ ملتی۔ کہتے ہیں کہ وہ شخص اٹھ کر چلے گئے تو فاطمہ آئیں اور ان کے چہرے پر پانی ڈالتی جارہی تھی اور روتی جارہی تھی۔ تھوڑی دیر میں انہیں بے ہوشی سے افاقہ ہو گیا۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے دیکھا کہ فاطمہ رو رہی ہے! تو فرمایا: اے فاطمہ کیوں روتی ہو؟

عرض کرنے لگی امیر المومنین! آپ ہمارے سامنے اس طرح تڑپتے ہیں! اسے دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کا کیا حال ہوگا! اور ہم سے جدائی اور دنیا سے جاتے وقت آپ کی کیا حالت بنے گی میں یہ سوچ کر رو رہی ہوں۔ عمر بن عبدالعزیز فرمانے لگے' بس اے فاطمہ! تو نے بہت زیادہ تعریف کر دی۔ یہ کہہ کر زمین پر گر گئے' میں نے انہیں اٹھا کر سر گود میں رکھا اور عرض کیا' امیر المومنین! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! ہم لوگ آپ سے اپنے دل کی ہر بات نہیں کہہ سکتے' اسی حالت میں نماز کا وقت آ گیا تو ان کے چہرے پر پانی ڈالا اور ان سے کہا کہ امیر المومنین نماز کا وقت ہو چکا ہے تو ایک دم گھبرا کر اٹھ بیٹھے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوالفضل وفا بن اسعد ترکی نے اس طرح خبر دی کہ میں ان کے سامنے پڑھ رہا تھا۔ میں نے یوں کہا: کہ آپ کو رئیس ابوالقاسم علی ابن احمد بن محمد بن بیان الرزاز نے خبر دی انہیں ابوالقاسم بن بشران نے خبر دی انہیں ابوبکر آجری نے خبر دی انہیں عمر بن ایوب سقطی نے خبر دی انہیں ابو ہمام نے خبر دی انہیں یزید بن ہارون نے خبر دی انہیں جریر بن حازم نے خبر دی انہیں زیاد بن ابی زیاد نے وہ فرماتے ہیں کہ: مجھے میرے آقا ابن عیاش بن ربیعہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں کسی ضروری کام سے بھیجا' میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ لکھوا رہے تھے اور ان کا ایک خادم لکھ رہا تھا میں نے

حاضر ہو کر السلام علیکم کہا' انہوں نے وعلیکم السلام کہا۔

میں نے آگے بڑھ کر دوبارہ کہا: **السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته' یا امیر المومنین!**

تو انہوں نے فرمایا: اے ابن ابی زیاد: ہمیں پہلا سلام بھی معلوم ہے! اور فرمایا کہ بیٹھ جاؤ! ان کا کاتب انہیں بصرہ سے آئی ہوئی شکایات ظلم پڑھ کر سنا رہا تھا۔ میں دروازے کی چوکھٹ پر بیٹھ گیا۔ کاتب انہیں پڑھ پڑھ کر سناتے رہے اور وہ ٹھنڈے سانس بھرتے رہے جب اس کام سے فارغ ہوئے تو جو لوگ گھر میں موجود تھے سب کو باہر نکال دیا۔ حتیٰ کہ خادم کو بھی نکال دیا۔ اس کے بعد میرے سامنے آ کر میرے گھٹنوں سے اپنے پاؤں ملا کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے اے ابن ابی زیاد۔ اپنے اونی جبے میں گرم ہوئے بیٹھے ہو۔ (میں اون کا جبہ پہنے ہوئے تھا) اور جن مشقتوں میں ہم پھنسے ہوئے ہیں ان سے راحت میں ہو۔

وہ فرماتے ہیں کہ: پھر مجھ سے اہل مدینہ کے صلحا اور عابدین کے متعلق پوچھنا شروع کر دیا۔ ہر ایک کے بارے میں پوچھا اور جن کاموں کے متعلق مجھے فرمایا تھا وہ بھی پوچھے۔ میں نے بتا دیئے۔ اس کے بعد فرمایا: اے ابن زیاد! جن مصائب کا میں شکار ہوں دیکھ رہے ہو۔ وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: امیر المومنین مجھے آپ کے بارے میں خیر کی توقع ہے۔ وہ فرمانے لگے: کہاں کی خیر اور کیسی خیر!

وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس قدر روئے کہ مجھے ان پر ترس آنے لگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: امیر المومنین! جو کچھ آپ کر رہے ہیں اس سے مجھے آپ کے متعلق خیر ہی کی توقع ہے فرمانے لگے: کہاں کی خیر اور کیسی خیر میں لوگوں کو برا بھلا کہتا ہوں مجھے کوئی برا بھلا نہیں کہتا۔ اور میں انہیں مارتا ہوں۔ مجھے کوئی نہیں مارتا' میں انہیں ستاتا ہوں۔ مجھے کوئی نہیں ستاتا۔

پھر اس قدر روئے کہ مجھے ان پر ترس آنے لگا۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں جن ضروریات کے لیے حاضر ہوا تھا وہ سب پوری فرما دیں اور میرے آقا کے نام رقعہ لکھا کہ وہ مجھے ان کے ہاتھ فروخت کر دیں: اس کے بعد اپنے بستر کے نیچے سے 20 دینار نکال کر مجھے دیئے اور فرمایا کہ انہیں اپنی ضروریات میں استعمال کیجیے! اگر مال غنیمت میں تیرا حق ہوتا تو میں وہ تجھے ضرور

دیتا مگر تم غلام ہو! اس لیے اس میں تمہارا حق نہیں۔

میں نے وہ دینار لینے سے انکار کر دیا۔ وہ فرمانے لگے یہ خاص میرے حصے میں سے ہیں اور اصرار فرماتے رہے حتیٰ کہ وہ دینار میں نے لے لیے۔ اور میرے آقا کے نام رقعہ لکھا کہ وہ مجھے ان کے ہاتھ فروخت کر دیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اور مجھے آزاد کر دیا۔

شیخ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوالحسین بن حمزہ بن علی نے خبر دی انہیں مبارک بن حسن نے محمد بن علی سے خبر دی انہیں احمد بن محمد بن یوسف نے خبر دی' انہیں ابوعلی بن صفوان نے خبر دی انہیں عبداللہ بن محمد نے خبر دی انہیں ابوالحسن رقی نے خبر دی انہیں عبداللہ بن صالح نے خبر دی انہیں یعقوب بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے خبر دی وہ زیاد' ابن عیاش کے غلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: کہ کاش کہ آپ مجھے اس وقت دیکھتے جب میں ایک مرتبہ سردیوں کی رات میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا ان کے سامنے انگیٹھی رکھی ہوئی تھی۔ وہ کچھ لکھ رہے تھے' میں بیٹھ کر آگ تاپنے لگا وہ جب اپنے کام سے فارغ ہو گئے تو میرے پاس آ گئے' اور خلیفہ وقت ہوتے ہوئے میرے پاس انگیٹھی پر بیٹھ گئے' اور فرمانے لگے: اے زیاد! میں نے عرض کیا: جی حضور! فرمانے لگے کوئی واقعہ سنایئے۔ اس نے عرض کیا حضور مجھے کوئی قصہ کوئی نہیں آتی وہ فرمانے لگے...... ! ضرور کچھ بولئے! میں نے کہا: زیاد سنائے گا؟ فرمانے لگے: اسے کیا ہوا وہ کیوں نہیں سنا سکتا؟ میں نے عرض کیا: اگر میں جہنم میں گیا تو کسی کا جنتی ہونا مجھے کوئی فائدہ نہ دے گا۔ اور اگر میں جنت میں گیا تو کسی کا جہنم میں جانا مجھے کوئی نقصان نہ دے سکے گا۔ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! تو نے سچ کہا' کہ اگر تو جہنم میں گیا تو کسی کا جنت میں جانا تجھے کوئی نفع نہ دے سکے گا اور اگر تو جنت میں گیا تو کسی کا جہنم میں جانا تجھے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

فرماتے ہیں کہ اس پر وہ اتنا روئے کہ آنسوؤں کی کثرت سے جو کوئلے انگیٹھی میں جل رہے تھے وہ بجھ گئے۔ (الرقة والبكاء لابن قدامه)

جب خلافت کا بار ڈالا گیا

نضر بن عربی نے خبر دی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز بغداد میں تھے اچانک ان کی نظر زیاد پر پڑی جو ابن عیاش کے غلام تھے اپنے خادم کو حکم دیا کہ اسے اپنے ساتھ لے لو۔ جب تمام لوگ چلے گئے اور صرف زیاد رہ گئے تو عمر بن عبدالعزیز اٹھ کر ان کے پاس آئے' اور بیٹھ گئے اس کے بعد فرمایا۔ امت کے معاملات کی ذمہ مجھے سونپ دی گئی' یہ کہہ کر ان سے بولا نہ گیا۔ اور جی بھر آیا اور آنسو بہنے لگے اٹھ کر گھر چلے گئے۔ کچھ دیر بعد پھر آئے اور سلام کیا۔ اس کے بعد فرمایا اے فاطمہ! یہ زیاد اونی جبہ پہنے ہوئے ہے اور عمر پر امت کے امور کی ذمہ داری کا بوجھ ہے یہ کہہ کر پھر رونے لگے اور گھر کے اندر چلے گئے پھر دوبارہ باہر آئے اور سلام کیا۔ اس طرح تین مرتبہ ہوا۔ فاطمہ بولیں: اے زیاد جب سے یہ خلیفہ بنے ہیں اس وقت سے یہی حال ہے۔ ہم نے ان سے کوئی نفع نہیں اٹھایا۔ (الرقة والبکاء لابن قدامہ)

خلیفہ وقت کی رات

عاصم بن ابوبکر بن عبدالعزیز مروان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: کہ ہم سلیمان بن عبدالملک کے پاس گئے ہمارے ساتھ عمر بن عبدالعزیز بھی تھے مگر یہ ابھی چھوٹے تھے (کہ ان کی داڑھی ظاہر نہ ہوئی تھی) میں ان کے بیٹے عبدالملک بن عمر کے پاس ٹھہرا ہم ایک ہی کمرے میں تھے' ہم لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے اپنے بستروں پر چلے گئے۔ اس کے بعد عبدالملک نے کھڑے ہو کر چراغ گل کر دیا' میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ میری نیند ختم ہو گئی' اور میں جاگ اٹھا میں نے سنا کہ وہ یہ آیت پڑھ رہے ہیں۔ ترجمہ: "اے مخاطب ذرا بتلاؤ تو اگر ہم ان کو چند سال تک عیش میں رہنے دیں پھر جس کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آپڑے تو ان کا وہ عیش کس کام آسکتا ہے"۔ وہ روتے اور بار بار ان آیات کو پڑھتے تھے۔ میں نے کہا کہ ان کا یہ رونا ان کو مار ڈالے گا' جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں نے کہا: لا الہ الا اللہ

والحمدللہ۔ گویا کہ نیند سے بیدار ہو رہا ہوں اور میں نے یہ صرف اس لیے کیا تھا کہ ان کا رونا بند ہو جائے۔ چنانچہ جب اس نے میری آواز سنی تو چپ ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی آواز نہ سنائی دی۔ (الرقة والبکاء لابن قدامہ)

میں نے جن کی صحبت پائی

ربیع بن عبدالرحمٰن سلمی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ حسن بن ابوالحسن بصریؒ نے فرمایا: میں نے ایسے لوگوں کی صحبت پائی ہے جن کی صحبت پر بیماری کے لیے سراسر شفا ہی شفا تھی۔

وہ ساری رات کھڑے کھڑے گذار دیتے تھے' آنسوان کے چہروں پر بہہ رہے ہوتے تھے' جہنم سے اپنی آزادی کے بارے میں اپنے پروردگار سے سرگوشی اور مناجات کر رہے ہوتے تھے اللہ کی قسم وہ لوگ اللہ کی حلال کردہ چیزوں سے بھی اس سے زیادہ بچتے تھے جس قدر تم لوگ حرام چیزوں سے بچتے ہو! انہیں اپنی نیکیوں کے قبول نہ ہونے کا اس سے زیادہ اندیشہ اور خوف ہوتا تھا جس قدر تمہیں اپنے گناہوں پر گرفت اور پکڑ کا ہے۔ (الرقة والبکاء لابن قدامہ)

ایک محدث کی کارگزاری

احمد فرماتے ہیں کہ مجھے یسار نے خبر دی انہیں جعفر نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ مالک بن دینارؒ ہشام بن زیاد عدوی سے یہ حدیث پوچھ رہے تھے۔ اس روز انہوں نے یہ حدیث ہمیں سنائی کہ ایک شامی شخص نے حج کی تیاری کی۔ وہ سوئے تو رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اسے کہہ رہا ہے: تم عراق جاؤ وہاں سے بصرہ وہاں بنو عدی میں ایک علاء بن زیاد نامی شخص رہتے ہیں میانہ قد' سامنے کے دانت آدھے ٹوٹے ہوئے اور ہنس مکھ ہیں۔ اسے جنت کی بشارت سنا دو!

وہ کہتے ہیں کہ: جب وہ خواب سے بیدار ہوئے تو کہنے لگے: یہ تو خواب ہے' اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ کہتے ہیں کہ جب وہ دوسری رات سوئے تو پھر وہی خواب دیکھا۔ اور اسی طرح بیان کیا تیسری رات تو انہیں ڈرایا بھی اور کہا: عراق کیوں نہیں جاتے؟ جاؤ۔ وہاں

سے بصرہ جاؤ! وہاں قبیلہ بنو عدی کو تلاش کرو! وہاں تمہیں علاء بن زیاد ملیں گے وہ میانہ قد کے ہیں سامنے کے دانت آدھے ٹوٹے ہوئے ہیں' ہنس مکھ ہیں! انہیں جنت کی خوشخبری سنادو!

جب صبح ہوئی تو انہوں نے عراق کی تیاری کی جونہی یہ آبادی سے باہر نکلے تو اچانک دیکھا کہ جو انہیں خواب میں نظر آیا تھا وہی شخص انہیں اپنے آگے آگے چلتا ہوا نظر آیا۔ جب چلتے ہیں تو نظر آتا ہے جب وہ کہیں ٹھہرتے ہیں وہ غائب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کوفہ جا پہنچے۔

وہاں سے نکلے تو دیکھا کہ وہ پھر سامنے چل رہا ہے۔ اس طرح بصرہ پہنچ گئے۔ اس طرح بنو عدی کے محلہ میں جا پہنچے' وہ شخص علاء کے گھر میں داخل ہو گیا اور یہ دروازے پر ہی ٹھہر گئے' اور سلام کیا۔ اندر سے ہشام نامی شخص نکلا تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ آپ ہی علاء بن زیاد ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: نہیں! پھر میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ سواری سے اتریئے! اپنا سامان اور کجاوہ رکھ دیں! وہ بولے نہیں۔ علاء بن زیاد کہاں ہیں؟ مجھے تو صرف ان کی تلاش ہے! وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: وہ تو مسجد میں ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ: علاء مسجد میں بیٹھے دعاؤں اور حدیث بیان کرنے میں مصروف تھے۔

ہشام کہتے ہیں کہ میں علاء کے پاس آیا۔ انہیں اطلاع دی۔ انہوں نے اپنے درس کو مختصر کیا' دو رکعت نماز پڑھی اور آ گئے علاء ان کو دیکھ کر مسکرا دیئے جس کی وجہ سے ان کے سامنے کے دانت ظاہر ہو گئے یہ کہنے لگے اللہ کی قسم یہی ہیں جنہیں میں نے دیکھا تھا۔ علاء نے ہشام سے کہا: تم نے ان کو ٹھہرایا کیوں نہیں ان کا سامان اتار کر کیوں نہ رکھا؟

وہ بولے کہ میں نے ان سے کہا تھا مگر انہوں نے اترنے اور سامان رکھنے سے انکار کر دیا۔

علاء نے ان سے کہا اللہ تم پر رحم فرمائے آپ نیچے اتر آئیں! وہ کہنے لگے: مجھے آپ سے تنہائی میں بات کرنی ہے! کہتے ہیں کہ علاء اندر داخل ہوئے اور فرمایا اے اسماء تم دوسرے کمرے میں چلی جاؤ۔ وہ دوسرے کمرے میں چلی گئیں تو یہ شخص اندر داخل ہوئے اور انہیں سارا خواب سنایا اس کے بعد باہر نکلے اور چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ: علاء نے اٹھ کر اپنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا اور تین یا سات دن تک مسلسل روتے رہے۔ نہ کھانا کھاتے ہیں نہ پانی پیتے ہیں اور نہ ہی دروازہ کھولتے ہیں۔ ہشام کہتے ہیں کہ: روتے ہوئے اتنا

سنتے تھے وہ کہتے تھے۔ میں کیا ہوں؟ میں کیا چیز ہوں؟

ہمیں اندیشہ تھا کہ وہ دروازہ نہ کھولیں اور کہیں اندر ہی انتقال نہ ہو جائے۔ میں حسن بصری کے پاس گیا اور سارا قصہ سنایا اور میں نے کہا کہ: میرا تو خیال ہے کہ وہ مر جائیں گے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں صرف روتے رہتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: میرے بھائی! دروازہ کھولو! انہوں نے حسن بصری کی آواز سن کر دروازہ کھول دیا۔ اللہ جانتا ہے کہ اس پر کسی قسم کی کوئی تکلیف کا اثر نہ تھا۔

حسن بصریؒ نے ان سے بات کی اس کے بعد فرمایا اللہ تم پر رحم فرمائے، ان شاء اللہ ہم لوگ جنتیوں میں ہوں گے۔ کیا تم اپنے آپ کو ہلاک کر دو گے؟ ہشام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد علاء نے مجھے اور حسن بصریؒ کو وہ خواب سنایا اور کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں تم کسی سے بیان نہ کرنا۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

مالک بن دینار رحمہ اللہ پر تلاوت کا اثر

محمد بن حسین فرماتے ہیں کہ ہمیں ابو عمرو ضریر نے خبر دی انہیں حارث بن سعید نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ مالک بن دینارؒ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک قاری ہمیں قرآن پڑھ کر سنا رہا تھا۔ مالک بن دینارؒ کے آنسو جاری تھے، باقی اہل مجلس رو رہے تھے اور ان کی چیخ نکل رہی تھی جب وہ اس آیت پر پہنچے۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ تو اللہ کی قسم مالک بن دینار کی روتے روتے چیخیں نکل گئیں یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ ان کو اسی بے ہوشی کے عالم میں اٹھایا گیا۔

دن رات کی آہ وزاری

یحییٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں علاء بن محمد نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ عطاء سلمی پرانے چھاگل کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ عطاء کو دیکھ کر مجھے یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ یہ

دنیا والوں سے نہیں ہے میں ایک مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کی بیوی کہنے لگیں: دیکھو! عطاء دن رات روتے ہیں مگر تھکتے نہیں۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

مالک بن ضیغم رحمہ اللہ کے قابل رشک حالات

مالک بن ضیغم ایک مرتبہ شروع رات سے اخیر تک روتے رہے نہ کوئی سجدہ کیا نہ رکوع کیا۔ ہم لوگ ان کے ساتھ سمندر کا سفر کر رہے تھے' جب صبح ہوئی تو میں نے ان سے کہا اے ابو مالک تمہاری رات تو بغیر نماز و دعا کے لمبی ہوگئی۔ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر وہ رونے لگے اور اس کے بعد فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ کل ان کے ساتھ کیا معاملہ پیش آنے والا ہے تو کبھی زندگی سے لطف اندوز نہ ہوں۔ اللہ کی قسم میں جب رات کی ہولناکی اور اس کی شدید تاریکی کو دیکھتا ہوں تو مجھے میدان حشر کی ہولناکیاں یاد آجاتی ہیں۔ اس روز ہر شخص کو اپنا ہی فکر دامن گیر ہوگا نہ باپ بیٹے کے کام آسکے گا اور نہ ہی بیٹا باپ کے۔ اس کے بعد زور سے ایک چیخ ماری اور بے قرار ہو کر تڑپنے لگے' کافی دیر کے بعد سکون ہوا۔

حکم کہتے ہیں کہ بعض ساتھی مجھے سفر کے دوران ہی ملامت کرنے لگے کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ (موت قیامت وغیرہ کے) تذکرے کا تحمل نہیں کر سکتے تو آپ انہیں کیوں پریشان کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا۔ میں آئندہ ان کے سامنے کسی قسم کا کوئی تذکرہ نہ کروں گا۔

محمد فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن مالک بن ضیغم نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات ان کی والدہ نے انہیں کہا۔ یا ضیغم انہوں نے کہا: امی جان میں حاضر ہوں! وہ بولیں۔ تمہیں اللہ کے ہاں حاضری پر کتنی خوشی ہوگی؟ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بہت سے اہل خانہ نے بتایا کہ یہ سن کر انہوں نے ایک ایسی چیخ ماری کہ اس جیسی کبھی سنی نہ گئی تھی اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ والدہ ان کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگی اور کہنے لگی میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ تمہارے سامنے تو تمہارے پروردگار کا تذکرہ کر ہی نہیں سکتے۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز ان کی والدہ نے کہا: ضیغم! انہوں نے جواب دیا۔ امی جان

لبیک! وہ کہنے لگیں۔ کیا میں کل قیامت کے روز تمہارا خیال رکھوں گی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

اسید حنفی رحمہ اللہ کی گریہ وزاری

عبدالرحمٰن بن مالک بن مغول نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ:

اسید ضبی روتے روتے نابینا ہو گئے تھے' جب رونے سے منع کیا جاتا تو اور روتے اور فرماتے اب کبھی رونا بند نہ کروں گا' اور میں کیوں نہ روؤں کہ کل میں مر جاؤں گا' اللہ کی قسم میں ضرور روؤں گا۔ ضرور روؤں گا۔ اگر میرے رونے سے کوئی فائدہ ہوا تو یہ محض اللہ کے فضل وکرم سے ہوگا۔ اور اگر میرا رونا مفید نہ ہوا تو یہ کس کام کا ہے! کہتے ہیں کہ بسا اوقات اتنا روتے کہ پڑوسی ان کے زیادہ رونے کی وجہ سے پریشان ہونے لگتے۔ (صفوة الصفوة)

یزید رقاشی رحمہ اللہ کی کیفیت بقاء

محمد بن حسین فرماتے ہیں کہ مجھے ابو معمر تنوری نے خبر دی انہیں ابو محمد ربیع نے خبر دی۔ وہ فرماتے ہیں کہ یزید رقاشی (یہ بڑے زاہد تھے ابن حیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے منتخب بندوں میں سے تھے رات کو اکثر روتے تھے عبادت کے شغف کی وجہ سے حدیث یاد نہ کر سکے۔ تہذیب التہذیب) روتے روتے گر پڑتے تھے پھر ہوش آتا تو پھر رونا شروع کر دیتے اور پھر روتے روتے بے ہوش ہو کر گر پڑتے' بے ہوشی کے عالم ہی میں انہیں گھر پہنچایا جاتا۔

وہ اپنی گفتگو میں فرمایا کرتے تھے۔ میرے بھائیو! رونے کے دن سے پہلے رو لو اور نوحہ کا دن آنے سے پہلے نوحہ کر لو! توبہ کا وقت ختم ہونے سے قبل توبہ کر لو!

نوحہ کی وجہ تسمیہ

نوحؑ کو نوح اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ نوحہ کیا کرتے تھے' اے بوڑھو! اور جوانو! اپنے آپ پر آج نوحہ کر لو! بولتے ہوئے ان کی ڈاڑھی اور رخساروں پر آنسو رواں ہوتے تھے۔

یزید رقاشی رحمہ اللہ کی کیفیت آہ وزاری

محمد فرماتے ہیں کہ ہمیں عبیداللہ بن محمد نے خبر دی انہیں اسمٰعیل بن ذکوان نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ یزید رقاشی گھر جاتے تو رونا شروع کر دیتے' کسی جنازے میں شرکت کرتے تو وہاں رو دیتے۔ ساتھیوں کے ساتھ بیٹھتے تو خود بھی روتے انہیں بھی رلاتے۔ ایک روز ان کے بیٹے نے کہا: ابا جان آپ اس قدر کیوں روتے ہیں؟ اللہ کی قسم اگر جہنم آپ ہی کے لیے بنائی گئی ہوتی تو پھر بھی آپ اس سے زیادہ نہ روتے۔ (یعنی جب آپ کے لیے نہیں پھر بھی اتنا روتے ہیں) وہ فرمانے لگے۔ بیٹے! تیری ماں تجھے روئے! جہنم مجھ جیسے میرے دوستوں کے لیے' میرے لیے' اور ہمارے انسان و جنات بھائیوں کے لیے ہی تو بنائی گئی ہے' بیٹے کیا تو نے یہ نہیں پڑھا ترجمہ: اے جن و انس ہم عنقریب تمہارے لیے خالی ہوئے جاتے ہیں'' اور بیٹے کیا تو نے یہ نہیں پڑھا۔ ترجمہ: تم دونوں پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا۔ پھر تم ہٹا نہ سکو گے۔''

''وہ لوگ دوزخ کے اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان دورہ کرتے ہوں گے'' تک پڑھا۔ اس کے بعد رونا چلانا اور گھومنا شروع کر دیا! وہ بولے: میں تو ان کے لیے آسانی کرنا چاہتا تھا۔ میں ان کے غم کو بڑھا کر انہیں مارنا نہیں چاہتا تھا۔ محمد فرماتے ہیں کہ مجھے مجالد بن عبیداللہ باہلی نے خبر دی انہیں عبدالنور بن یزید رقاشی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد خود بھی روتے اور اپنے ساتھیوں سے بھی کہتے کہ بڑے حادثے سے پہلے پہلے رو لو! کل قیامت میں رونے سے پہلے پہلے رو لو! اس سے پہلے پہلے رو لو جب رونا فائدہ مند نہ ہوگا' دنیوی زندگی کی کمی کوتاہی پر رو لو! پھر اس قدر روتے کہ مجلس سے بے ہوشی کے عالم ہی میں اٹھا کر لے جایا جاتا۔

(الرقة والبکاء لابن قدامه)

کثرت بکاء کی وجہ

محمد بن حسین نے خبر دی انہیں عبیداللہ بن محمد تیمی نے خبر دی' انہیں سلمہ بن سعید نے

خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے یزید بن ابان رقاشی سے پوچھا کہ اتنا زیادہ رونے سے آپ اکتاتے نہیں؟ روکر فرمانے لگے' کیا دودھ پیتا بچہ دودھ پیتے پیتے اکتانے لگتا ہے؟ اللہ کی قسم میں یہ چاہتا ہوں کہ دنیا کے اندر اتنا رووں کہ روتے روتے آنسو ختم ہو جائیں اس کے بعد خون کے آنسو رووں اور خون کے بعد پیپ رووں' ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنمی لوگ آنسو ختم ہو جانے کے بعد اتنا خون روئیں گے کہ اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی ان میں چلنے لگیں' کوئی انسان بھی دنیا میں اپنے آپ پر رونے اور نوحہ کرنے سے بری نہیں ہے۔ نیز فرماتے تھے رونے کا وقت آنے سے پہلے پہلے اپنے آپ پر رولو۔ نوحؑ کا نام اس لیے نوح ہے کہ وہ اپنے آپ پر رویا کرتے تھے۔

اپنے آپ سے خطاب کر کے فرمایا کرتے۔ اے یزید تیرے بعد کون تیرے لیے نماز پڑھے گا اور کون روزے رکھے گا؟ اور کون تیرے رب کی طرف عاجزی اور زاری کرے گا؟ اور کون دعا مانگے گا؟ اس طرح کہتے اور روتے رہتے اور فرماتے بھائیو! رولو! اپنے آپ کو رلالو۔ اگر نہیں روسکتے تو رونے والوں پر رحم کھاؤ۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

پہلے بے ہوشی پھر وفات

محمد بن عبدالکریم نے عبدالرحمٰن بن مصعب سے نقل کر کے بتایا' وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں کوفہ میں ایک اسد بن صلھب نامی شخص رہتا تھا۔ ہم لوگ گورنروں کی زیادتیاں اسے نہیں بتاتے تھے کہ ہمیں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں یہ ان کے خلاف علم بغاوت نہ بلند کر دے' ایک روز وہ دریائے فرات کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے ان کے کانوں میں کسی کی تلاوت کی آواز پڑی وہ پڑھ رہا تھا اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ۔ یہ سن کر اسے بے ہوشی ہونے لگی۔ جب تلاوت کرنے والے نے اگلی آیت یعنی لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ پڑھی تو وہ بے ہوش ہو کر دریا میں گر کر مر گئے۔

آیتوں کا ترجمہ یہ ہے۔ "بے شک نافرمان لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے' وہ ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور وہ اس میں مایوس پڑے رہیں گے۔" (الرقة والبکاء لابن قدامه)

ایک صالح نوجوان کا عجیب واقعہ

محمد بن صالح تمیمی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ مسجد بنی حرام کے مؤذن ابو عبداللہ نے فرمایا:

کہ ایک نوجوان میرے پڑوس میں رہتا تھا جب میں نماز کے لیے اذان کہتا اور اقامت کہتا تو وہ میرے ساتھ ساتھ ہوتا تھا جب ہم نماز سے فارغ ہو جاتے وہ اپنے جوتے پہن کر اپنے گھر چلا جاتا میں چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے کوئی بات کرے یا مجھ سے کسی ضرورت کا اظہار کرے۔

ایک روز اس نے مجھ سے کہا: اے ابو عبداللہ آپ کے پاس کوئی قرآن مجید کا نسخہ ہو تو مجھے عاریۃً دیجئے میں قرآن پڑھنا چاہتا ہوں' میں نے قرآن مجید اٹھا کر اسے دے دیا' اس نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔ اور کہنے لگا۔ آج میری اور آپ کی بڑی شان ہوگی۔

وہ اگلے روز مجھے نظر نہ آئے' وہ گھر سے ہی نہ نکلے' میں نے مغرب کے لیے اقامت کہی تب بھی نہ آئے' مجھے بدگمانی ہونے لگی' میں عشاء کی نماز پڑھ کر جس گھر میں وہ رہتا تھا اس میں گیا اندر گیا تو دیکھا کہ ایک ڈول اور لوٹا رکھا ہوا ہے اس کے کمرے پر پردہ لٹکا ہوا ہے' میں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو مرے ہوئے پڑے تھے قرآن مجید اس کی گود میں رکھا تھا۔ میں نے اس کی گود سے قرآن مجید اٹھایا اور چند لوگوں کو ساتھ لے کر اسے چارپائی پر رکھا۔ میں ساری رات سوچتا رہا کہ ان کے کفن کے متعلق کس سے بات کروں۔

میں نے فجر کے وقت اذان فجر کہی اور سنتیں پڑھنے کے لیے مسجد میں داخل ہوا تو مجھے قبلے کی سمت میں کچھ روشنی سی دکھائی دی میں اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ کفن لپٹا ہوا رکھا ہے میں نے اسے اٹھا لیا' اللہ کی تعریف اور شکر ادا کیا' اور اسے گھر رکھ آیا نماز کھڑی کی۔

جب سلام پھیرا تو دیکھا کہ میرے دائیں جانب ثابت بنانی' مالک بن دینار' حبیب فارسی اور صالح مری ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: میرے بھائیو! اتنی صبح سویرے کس طرح آنا ہوا۔ وہ بولے آج رات آپ کے پڑوس میں کسی کا انتقال ہوا ہے؟ میں نے کہا: ایک نوجوان کا ہوا ہے جو تمام نمازیں میرے ساتھ پڑھتا تھا' وہ بولے ہمیں اس کی زیارت کرائیے۔ ہم اس کے پاس گئے' تو مالک بن دینارؒ نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر

سجدے کی جگہ پر بوسہ دیا اس کے بعد کہا: اے حجاج میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ تو جب ایک جگہ مشہور و معروف ہو گیا تو وہاں سے اس لیے منتقل ہو گیا کہ لوگ نہ پہچانیں۔ انہیں غسل دے دو! ان چاروں حضرات میں سے ہر ایک کے پاس کفن تھا۔ ہر ایک کہتا تھا کہ انہیں میں کفن دوں گا۔ جب اس مسئلے پر بات لمبی ہو گئی تو میں نے انہیں بتایا کہ میں رات بھر اسی معاملے میں سوچتا رہا کہ ان کے کفن کے متعلق کس سے بات کروں۔ جب صبح میں مسجد میں آیا اور اذان کہی پھر سنتیں پڑھنے کے لیے اندر آیا تو دیکھا کہ کفن لپٹا ہوا رکھا ہے نہ معلوم کون رکھ گیا ہے؟

سب کے سب کہنے لگے اسی کفن میں اسے کفنایا جائے۔ چنانچہ ہم نے اسے وہی کفن پہنایا اس کے بعد ہم نے اسے باہر نکالا تو اس قدر لوگوں کا اژدحام تھا کہ کثرت اژدحام کی وجہ سے ہم لوگ ان کی میت کو کندھا بھی نہ دے سکے۔ (الرقة والبكاء لابن قدامه)

خلیفہ ہارون رشید کے رونے کا واقعہ

فضل بن ربیع نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ ہارون الرشید حج کے لیے گئے، میں مکہ میں سو رہا تھا۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا: امیر المومنین کی حاضری دو!

میں جلدی سے باہر نکلا، اور میں نے عرض کیا امیر المومنین! آپ میرے پاس پیغام بھیج دیتے تو میں آ جاتا۔ وہ کہنے لگے۔ تیرا ناس ہو! میرے دل میں ایک بات کھٹک رہی ہے کوئی ایسا شخص تلاش کر جن سے میں وہ پوچھ لوں! میں نے عرض کیا: یہاں مکہ میں سفیان بن عیینہ موجود ہیں۔ فرمانے لگے: ہمیں ان کے پاس لے چلو!

ہم نے ان کے پاس جا کر دروازہ بجایا۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟

میں نے کہا: امیر المومنین کی خدمت میں حاضری دو! وہ جلدی سے نکلے اور کہا امیر المومنین آپ پیغام بھیج دیتے تو میں آ جاتا۔ ہارون رشید نے کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے جس کام کے لیے ہم آئے ہیں وہ شروع کیجئے! کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر ہارون رشید نے پوچھا: کیا آپ پر قرضہ بھی ہے؟ وہ بولے ہاں مجھ پر قرضہ ہے! ہارون نے مجھے کہا کہ ان کا قرضہ ادا کر دینا۔ ہم وہاں سے واپس آئے تو ہارون نے کہا۔ انہوں نے کوئی فائدہ نہ

پہنچایا' کوئی اور تلاش کرو جن سے میں مسئلہ پوچھوں! میں نے کہا کہ یہاں عبدالرزاق بن ھمام بھی ہیں! ہارون رشید بولے: ہمیں ان کے پاس لے چلو۔ ہم نے ان کے پاس جا کر دروازہ بجایا۔ اس نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا: امیرالمومنین کی خدمت میں حاضری دو! وہ جلدی سے نکل کر آئے اور کہا: آپ میرے پاس پیغام بھیج دیتے تو میں حاضر ہو جاتا! ہارون نے کہا: اللہ تجھ پر رحم فرمائے جس کام کے لیے آئے ہیں وہ شروع کرو! کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد ان سے پوچھا: کیا آپ مقروض ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں مقروض ہوں۔ ہارون نے کہا: اے عباس ان کا قرض ادا کرو! وہاں سے آئے تو ہارون نے مجھے کہا انہوں نے بھی کوئی خاص جواب نہ دیا کوئی اور دیکھو! میں نے کہا: یہاں فضیل بن عیاض ہیں۔

ہارون نے کہا ہمیں ان کی خدمت میں لے چلو! چنانچہ ہم لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور قرآن کریم کی ایک آیت کی بار بار تلاوت فرما رہے ہیں۔ ہارون رشید نے مجھے کہا کہ دروازہ کھٹکھٹاؤ! میں نے دروازہ بجایا تو انہوں نے پوچھا کون ہے؟

میں نے کہا: امیرالمومنین کی خدمت میں حاضری دیجیے! انہوں نے جواب دیا' امیر المومنین کو مجھ سے کیا واسطہ ہے؟ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا تجھ پر اطاعت لازم نہیں ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مروی نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔'' (صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول اپنے آپ کو کس طرح ذلیل کرے گا فرمایا جس مصیبت کو برداشت نہیں کر سکتا اس کیلئے اپنے آپ کو پیش کرے گا (ترمذی) فرماتے ہیں کہ وہ اوپر بالا خانے میں تھے۔ نیچے اتر کر انہوں نے دروازہ کھولا' اور پھر اوپر چلے گئے اور چراغ گل کر دیا اور کمرے کے ایک کونے میں بیٹھ گئے' کہتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے ہاتھوں سے اسے ٹٹولتے رہے' ہارون رشید کا ہاتھ ان تک پہلے پہنچ گیا' ہاتھ چھوتے ہی وہ فرمانے لگے آہ کتنے نرم و نازک ہاتھ ہیں اگر کل قیامت کے دن نجات پا جائیں تو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے جی میں کہا آج رات تو یہ کھلے دل سے صاف صاف باتیں کریں گے۔ ہارون رشید نے کہا اللہ آپ پر رحم

فرمائیے ہم جس کام کے لیے آئے ہیں وہ کام شروع کیجئے۔

فضیل بن عیاض نے فرمایا۔ جس وقت عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ بنایا گیا' تو انہوں نے سالم بن عبداللہ (یہ مدینہ کے فقہاء سبعہ سے ایک ہیں) محمد بن کعب قرظی' رجاء بن حیوۃ۔ کو بلایا اور ان سے کہا کہ: میں اس امر خلافت کی آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا لہٰذا آپ مجھے مشورہ دیں کہ میں کیا کروں؟

امیر المومنین! عمر بن عبدالعزیز نے تو اس خلافت کو آزمائش سمجھا تھا' اور آپ اور آپ کے ساتھیوں نے اسے نعمت اور مال غنیمت سمجھ رکھا ہے۔ تو سالم بن عبداللہ نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ دنیا کی خواہشات کی طرف سے روزہ رکھ لے۔ موت پر افطار کرنا۔ محمد بن کعب قرظی نے انہیں کہا: اگر آپ کل قیامت میں اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو بڑی عمر والے مسلمان کی حیثیت آپ کے نزدیک باپ کی سی ہو اور درمیانے کی حیثیت بھائی کی سی ہو اور چھوٹے کی حیثیت بیٹے کی سی ہو۔ چنانچہ باپ کی عزت کرنا' بھائی کا احترام کرنا اور بیٹے پر مہربان ہو جانا۔

رجاء بن حیوۃ نے کہا تھا اگر آپ کل قیامت میں اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو مسلمانوں کے لیے وہی پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور اپنے لیے وہی چیز ناپسند کر جو مسلمانوں کے لیے ناپسند کرتا ہے۔ پھر جب چاہو مر جاؤ۔

میں بھی تجھے یہی کہتا ہوں۔ اور مجھے اس دن جب قدم ڈگمگا جائیں گے' تمہاری ہلاکت کا شدید خطرہ ہے۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا آپ کے پاس بھی ایسے مشیر و وزیر ہیں۔

فضل بن ربیع کہتے ہیں کہ یہ سن کر ہارون رشید اتنے روئے کہ روتے روتے ان پر غشی طارق ہو گئی۔ میں نے فضیل بن عیاض سے کہا: امیر المومنین کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو! وہ فرمانے لگے: اے امام ربیع کے بیٹے! تو اور تیرے ساتھی اسے قتل کریں گے اور میں ان کے ساتھ خیر خواہی کر رہا ہوں۔ پھر افاقہ ہوا تو کہنے لگے۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے اور نصیحت کیجئے! فرمانے لگے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے ایک عامل نے انہیں شکایت کی تو عمر بن عبدالعزیز نے ان کی طرف لکھا: میرے بھائی! جہنم کے اندر جہنمیوں کا عرصہ دراز تک ہمیشہ کے لیے بیدار رہنے کو یاد کرو! یہ چیز تمہیں اپنے پروردگار کی

طرف بڑھائے گی کوئی چیز تمہیں اللہ سے ہٹا نہ دے۔ یہی امید ختم ہونے کی گھڑیاں اور زندگی کے آخری سانس ہوں گے۔ جب اس نے خط پڑھا تو مسافت طے کرتا ہوا عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچا۔ عمر بن عبدالعزیز نے پوچھا: کیوں آئے ہو؟ وہ عرض کرنے لگا۔ آپ کے خط نے میرے دل کو پارہ پارہ کر دیا۔

اب مرنے تک کوئی ذمہ داری نہ سنبھالوں گا۔ یہ سن کر ہارون بہت روئے اور عرض کیا: نصیحت کیجئے! انہوں نے فرمایا: امیر المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ مجھے امیر بنا دیجئے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اپنے آپ کو بچالے یہ اس سے بہتر ہے کہ تو امارت کو سنبھال نہ سکے' کہ امارت قیامت کے روز حسرت و ندامت کا سبب ہوگی۔

اگر تجھ سے ہو سکے تو کسی ایک فرد کا بھی امیر نہ بننا۔ (امام احمد نے روایت کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تم امارت کا حرص رکھتے ہو یہ تو حسرت و ندامت کا سبب ہوگی (مسند احمد) ابوذر غفاری نے عرض کیا اللہ کے رسول مجھے امیر بنا دیجئے آپ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ابوذر تو کمزور ہے اور یہ امانت ہے اور قیامت سے حسرت و ندامت کا سبب ہے مگر جو اس کو حق کے ساتھ لے اور اس کی ذمہ داری کو نبھائے)

اس پر بھی ہارون رشید بہت روئے اور عرض کیا: اور نصیحت کیجئے! تو انہوں نے فرمایا۔ اے حسین چہرے والے! اللہ تجھ سے اس مخلوق کے بارے میں سوال کریں گے۔ تو تو اپنے آپ ہی کو اگر آگ سے بچا سکتا ہے تو بچالے! اور کسی وقت بھی اپنی رعایا کے متعلق اپنے دل میں کھوٹ نہ لانا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں کھوٹ ہوگا وہ جنت کی بو بھی نہ سونگھ پائے گا' یہ سن کر ہارون رشید بہت روئے اس کے بعد فرمایا: آپ مقروض تو نہیں' فرمانے لگے ہاں میں اپنے پروردگار کا مقروض ہوں۔ جس پر وہ حساب نہیں فرماتے اگر اس نے مجھ سے پوچھ لیا اور حساب کتاب کر لیا تو میرے لیے ہلاکت ہے اگر مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو میرے لیے ہلاکت ہے۔ ہارون رشید نے کہا: میں بندوں کا قرض پوچھ رہا ہوں! فرمانے لگے: میرے رب نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا۔

میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے وعدہ کو سچا جانوں اور اس کی فرمانبرداری میں لگا رہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ترجمہ ''اور میں نے جن وانس کو تو اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ نہ ان سے رزق کا مطالبہ کرتا ہوں نہ ہی ان سے کھانا مانگتا ہوں۔ اللہ ہی رزق دینے والا بڑی زبردست قوت والا ہے'' ہارون رشید نے تھیلی آگے بڑھاتے ہوئے کہا: یہ ہزار دینار ہیں قبول فرمالیجئے! انہیں استعمال کیجئے اور اللہ کی عبادت میں ان سے قوت حاصل کیجئے' وہ فرمانے لگے: ہائے سبحان اللہ میں تمہیں نجات کا راستہ بتا رہا ہوں اور تو ایسی چیزوں کے ساتھ اس کا بدلہ دے رہا ہے۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے اور توفیق عطا فرمائے۔ یہ فرما کر چپ ہو گئے۔ اس کے بعد کوئی بات نہ فرمائی۔ ہم لوگ وہاں سے نکلے اور دروازے پر پہنچے تو ہارون رشید نے مجھے کہا: عباس! مجھے ایسے لوگوں کے پاس لے چلا کرو آج یہ مسلمانوں کے سردار ہیں۔

فرمایا کہ ابوعمرو کے علاوہ دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ: ہم دروازے پر ہی تھے کہ ان کے گھر کی ایک عورت ان کے پاس آئی اور کہنے لگی' آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہم لوگ کس قدر تنگی میں ہیں۔ اگر آپ یہ قبول فرمالیتے تو خوشحال ہو جاتے' وہ فرمانے لگے! میری اور تمہاری مثال اس قوم کی سی ہے جن کے پاس ایک اونٹ تھا جس کی کمائی وہ کھاتے رہے جب وہ بڑا ہو گیا تو اسے ذبح کر کے کھا لیا۔ ہارون نے یہ گفتگو سنی تو دوبارہ آیا کہ شاید اب مال قبول فرمالیں۔ کہتے ہیں کہ فضیل کو جونہی پتہ چلا کہ ہارون دوبارہ آ رہے ہیں وہ کمرے سے نکل کر چھت پر مٹی ہی پر جا بیٹھے۔ ہارون بھی ان کے ساتھ مٹی ہی پر بیٹھ گیا۔ اور بات کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اتنے میں ایک سیاہ فام باندی آئی اور کہنے لگی۔ آپ ساری رات شیخ کو تنگ کرتے رہے اب چلے جائیے اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ وہ کہتے ہیں' اس کے بعد ہم لوگ واپس آ گئے۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کی ایک رات

ابواسحٰق ابراہیم بن شعث فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات فضیل کو یہ کہتے ہوئے سنا'

وہ سورہ محمد پڑھ رہے تھے اور رو رہے تھے اور اس آیت کو بار بار پڑھ رہے تھے ترجمہ: ''اور ہم ضرور تمہاری سب کی آزمائش کریں گے تاکہ ہم ان لوگوں کو معلوم کرلیں جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں جو ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ تمہاری حالتوں کی جانچ کرلیں۔''

اور یہ فرماتے جارہے تھے تو ہمارے حالات کی جانچ کرے گا' تو ہمارے حالات کی جانچ کرے گا۔ اگر تو نے حالات کی جانچ کی تو تو ہمیں رسوا کرچے گا اور ہمارے پردے چاک کردے گا' اگر تو نے ہمارے حالات کی جانچ کی تو ہمیں ہلاک کرڈالے گا' اور عذاب میں مبتلا کردے گا'' اور روتے جارہے تھے۔''

میں نے فضیل بن عیاض کو دیکھا کہ وہ اپنے آپ کو خطاب کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: لوگوں کے لیے تو زینت اختیار کرتا ہے اور ان کے لیے تصنع اور بناوٹ کرتا ہے' تو دکھلاوا کرتا رہا حتیٰ کہ لوگ تجھے پہچان گئے اور کہنے لگے بڑا صالح انسان ہے' نیک سمجھ کر تیری ضروریات پوری کرنے لگے' مجلسوں میں تجھے جگہ دینے لگے' تیری تعظیم کرنے لگے' تیری بربادی ہو! اگر تیری حالت یہی ہے تو تیرا حال کتنا برا ہے۔ (حلیۃ اولیاء) (الرقة والبکاء لابن قدامه)

دوسرا واقعہ

ابوبکر شیبانی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن عیاش کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: میں نے فضیل بن عیاض کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی میرے ایک طرف ان کا لڑکا علی بھی کھڑا تھا' فضیل نے الھکم التکاثر پڑھی جب یہ آیت پڑھی ''لترون الجحیم'' تو ان کا بیٹا علی بے ہوش ہو کر گر گیا' اور فضیل اس آیت سے آگے نہ پڑھ سکے' اس کے بعد ڈرتے ڈرتے نماز پوری کی۔

پھر میں نے اپنے جی میں کہا: کہ میرے دل میں تو اتنا بھی ڈر وخوف نہیں جتنا فضیل اور ان کے بیٹے کے دل میں ہے فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ان کے بیٹے علی کی دیکھ بھال کرتا رہا۔ انہیں آدھی رات ہوش آیا۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

نصیحت پر بے ہوشی

عبدالصمد فرماتے ہیں کہ مجھے فضیل بن عیاض نے بتایا کہ انہیں عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ: اے ابوعلی! جو شخص اپنے رب ہی سے لو لگائے رکھے وہ کتنے عمدہ حال میں ہے تو یہ بات میرے بیٹے علی نے سن لی، وہ فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

جہنم کا تذکرہ سن کر بے ہوشی

شیخ فرماتے ہیں کہ ہمیں محمد نے خبر دی انہیں حمد بن احمد نے انہیں احمد بن عبداللہ نے انہیں ابوبکر بن مالک نے انہیں عبداللہ بن احمد بن حنبل نے انہیں حسن بن عبدالعزیز جروی نے انہیں محمد بن ابوعثمان نے وہ فرماتے ہیں کہ علی بن فضیل سفیان بن عیینہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے ایک حدیث بیان فرمائی جس میں جہنم کا تذکرہ تھا، علی بن فضیل کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جو کسی چیز کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ حدیث سنی تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور عمدہ کاغذ بھی ان کے ہاتھ سے گر پڑا۔ سفیان ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے، کہ: اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم بھی یہاں بیٹھے ہو تو یہ حدیث میں بیان نہ کرتا، نہ معلوم پھر کب ہوش آیا۔

تیرا رونا قبول ہو

ابونعیم فرماتے ہیں کہ ہمیں محمد بن علی نے خبر دی انہیں ابویعلی موصلی نے انہیں عبدالصمد بن یزید نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ علی نے مجھے کہا۔ ابا جان جس ذات نے مجھے دنیا میں آپ کو عطا فرمایا اس ذات سے سوال کریں کہ وہ آخرت میں بھی مجھے آپ کو عطا فرما دیں۔

علی بن فضیل نے فرمایا: جس ذات نے ہمیں دنیا میں جمع فرمایا ہے میں اس ذات سے سوال کرتا ہوں کہ ہمیں آخرت میں بھی جمع فرما دے، یہ ہمیشہ مغموم اور ٹوٹے دل رہا کرتے

تھے اس کے بعد فضیل رونے لگے اور فرمایا: میرے پیارے کوئی ہے جو غم وحزن اور رونے میں میری مساعدت کرے۔ میرے دل کے ٹکڑے! تیرے رونے کو اللہ قبول فرمائے۔

ایک آیت گریہ وزاری

خالد بن ضفر سدوسی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد سفیان ثوری کے خاص آدمی تھے میرے والد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے سخت دوپہر میں سفیان ثوری کے ہاں جانے کی اجازت مانگی۔ ایک عورت نے آکر مجھے اجازت دی میں اندر داخل ہوا تو وہ رو رہے تھے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے ترجمہ: کیا ان لوگوں کا خیال ہے کہ ہم ان کی چپکی چپکی باتوں کو اور مشوروں کو نہیں سنتے۔'' اس کے بعد فرماتے' کیوں نہیں میرے رب کیوں نہیں میرے رب۔ اور پھوٹ پھوٹ کر روتے اور گھر کی چھت کی طرف دیکھتے آنسو ان کے رخساروں پر جاری ہوتے۔ میں بہت دیر تک بیٹھا رہا' اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور میرے پاس آکر بیٹھ گئے اور فرمایا تم کب سے یہاں بیٹھے ہو؟ مجھے تو یہاں تمہاری موجودگی کا احساس تک نہ ہوا۔ (الرقة والبكاء لابن قدامه)

دراو عجلی کے قابل رشک معمولات

عمرو بن حفص بن غیاث نے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ورّاد عجلی کو دیکھتا تھا کہ وہ مسجد سر جھکائے ہوئے آتے اور ایک کونے میں جا کر دن کا اکثر حصہ وہیں گذارتے نماز پڑھتے رہتے اور روتے رہتے' اس کے بعد چلے جاتے اور نماز ظہر کے لیے پھر واپس آکر اسی طرح نماز' دعا اور بکاء (رونے) میں مشغول رہتے' عشاء کی نماز تک یہی حالت رہتی عشاء کے بعد چلے جاتے۔ نہ کسی سے بات چیت فرماتے اور نہ کسی کے پاس بیٹھتے' میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ وہ کس محلے میں رہتے ہیں اور میں نے ان کے سامنے ان کا حلیہ بیان کیا' میں نے کہا ایسے حلیے اور ہیئت کا ایک نوجوان آدمی ہے وہ بولے ہاں اے ابو عمرو آپ جانتے ہو کہ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہو وہ وراد عجلی ہیں

جس نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ اللہ رب العالمین کی زیارت کرنے سے پہلے ہنسے گا ہی نہیں۔ میرے والد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں جب بھی ان کو دیکھتا تو مجھ پر ہیبت طاری ہو جاتی۔ (حلیۃ الاولیاء) (الرقۃ والبکاء لابن قدامہ)

ایک عورت کی آہ سحر گاہی

عمرو بن حفص نے فرمایا کہ مجھے قبیلہ بنی عجل کے ایک شخص سکین بن مسکین نے بتایا کہ ہمارے اور وراد کے مابین قرابت داری تھی میں نے ایک مرتبہ ان کی چھوٹی بہن سے پوچھا کہ وراد کی رات کس طرح گذرتی ہے وہ بولی: رات کا اکثر حصہ رونے اور آہ و زاری میں گذارتے ہیں' میں نے پوچھا کہ ان کا کھانا کیا تھا' وہ بولی: ایک روٹی شروع رات (افطاری) میں اور ایک روٹی سحری میں۔ میں نے پوچھا کہ جو دعائیں وہ مانگا کرتے تھے ان میں سے کوئی دعا تمہیں یاد ہے؟ وہ بولی: ہاں جب سحر ہو جاتی یا صبح صادق کا طلوع قریب ہوتا تو سجدے میں جا کر روتے رہتے اس کے بعد یوں فرماتے! میرے آقا! تیرا بندہ تیری فرمانبرداری کے ذریعے تیرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے' اے منان اپنی خاص توفیق کے ساتھ اس پر اس کی مدد فرما۔

میرے آقا! تیرا بندہ تیرے غصے اور ناراضگی سے بچنا چاہتا ہے' اے منان احسان فرما کر اس پر اس کی مدد فرما۔ میرے آقا! تیرے بندے نے تجھ سے خیر کی بہت بڑی امید لگا رکھی ہے جس دن وہ تیری خیر کے ذریعے کامیاب لوگ خوش ہوں گے اس دن اس کی امید کو ختم کر کے اسے مایوس نہ کرنا۔ صبح تک اسی قسم کی دعائیں کرتے رہتے۔

وہ کہتے ہیں کہ وہ مجاہدہ کر کر کے تھک چکے تھے اور ان کا رنگ بدل چکا تھا۔

مسکین فرماتے ہیں کہ جس وقت وراد عجلی کا انتقال ہوا اور انہیں قبرستان لیجا کر قبر میں اتارنے لگے تو لوگوں نے دیکھا کہ قبر میں ریحان ہی ریحان بچھا ہوا ہے۔ جو لوگ قبر میں اترے تھے ان میں سے کسی نے لحد میں سے تھوڑا سا ریحان اٹھا لیا تو وہ ریحان ستر سال تک تر و تازہ رہا ذرا بھر متغیر نہ ہوا لوگ دور دور سے اسے دیکھنے آتے تھے' جب لوگ کثرت

سے آنے لگے تو امیر کو اندیشہ ہوا کہ لوگ کہیں کسی فتنے میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ چنانچہ اس شخص کو بلا کر وہ ریحان اس سے لے لیا اور لوگوں کو متفرق کر دیا اس کے بعد امیر کے گھر سے وہ ریحان نہ معلوم کس طرح اور کہاں غائب ہو گیا۔ (الرقة و البکاء لابن قدامہ)

ریاح قیسی رحمہ اللہ کی آہ وفغاں

محمد بن حسین فرماتے ہیں کہ مجھے ابو عمرو ضریر نے خبر دی انہیں حارث بن سعید نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ریاح قیسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: ابو محمد آؤ گذرے ہوئے وقت پر روئیں کہ ابھی تک ہمارا یہ حال ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ہم قبرستان گئے' جب انہوں نے قبروں کو دیکھا ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے میں ان کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگا۔

کچھ دیر بعد انہیں افاقہ ہوا تو پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا آپ کی پریشانی کو دیکھ کر! وہ فرمانے لگے اپنے آپ پر رو! کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ ہائے نفس! ہائے نفس! کہتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔

منصور بن معتمر پر خوف خداوندی

محمد فرماتے ہیں کہ ہمیں زید بن حباب نے خبر دی انہیں زائدہ بن قدامہ نے وہ فرماتے ہیں کہ منصور بن معتمر (عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ کوفہ میں ان سے بڑا کوئی حافظ حدیث نہ تھا) اس طرح رہتے تھے کہ آپ انہیں دیکھ کر کہیں گے یہ تو کوئی انتہائی مصیبت زدہ انسان ہے ایک مرتبہ ان کی والدہ نے ان سے کہا: تو نے اپنے آپ کے ساتھ کیا سلوک کر رکھا ہے؟

رات کو دیر تک روتے رہتے ہو چپ ہی نہیں ہوتے' شاید اس لیے اتنا روتے ہو کہ تو نے کسی کی جان لی ہے یا کسی کو قتل کیا ہے؟ وہ فرمانے لگے امی جان! مجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے آپ پر کیا کیا ظلم کر رکھے ہیں۔ (الرقة و البکاء لابن قدامہ)

کوفہ کے ایک عابد کی گریہ وزاری

شیخ نے فرمایا کہ ہمیں مبارک بن علی صیرفی نے خبر دی انہیں ابو غالب ذہلی نے انہیں ابوبکر محمد بن علی خیاط نے انہیں احمد بن محمد بن دوست نے انہیں حسین نے انہیں عبداللہ بن محمد نے انہیں محمد بن اسحٰق ثقفی نے انہیں احمد بن موسیٰ انصاری نے وہ منصور بن عمار سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کے ارادے سے نکلا' کوفہ کی ایک گلی میں میرا قیام تھا' میں اندھیری رات میں باہر نکلا تو آدھی رات تھی اس وقت کوئی شخص چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ اے میرے معبود! تیری عزت وجلال کی قسم! میں نے تیری مخالفت کے ارادے سے تیری نافرمانی نہیں کی۔

جب بھی مجھ سے نافرمانی ہوئی ہے تیری سزا اور عقاب سے بے خبر نہیں تھا' بلکہ ہوا یوں کہ ایک گناہ مجھ پر پیش کیا گیا میری بدبختی اس پر میری معاون بنی اور تیری ستاری کے پردے نے جو ہم پر پڑا ہوا ہے اس نے مجھے جرات دلائی جس کی وجہ سے میں نے تیری بھرپور نافرمانی کی اور جہالت کی وجہ سے تیری مخالفت کی' مجھ پر آپ کی حجت تام ہو چکی ہے۔ مگر اب تیرے عذاب سے مجھے کون بچائے گا' اور جب تو مجھ سے اپنا رشتہ کاٹ دے گا تو میں کس سے اپنا رشتہ جوڑوں گا؟

ہائے افسوس میری جوانی! ہائے افسوس میری جوانی! (کہ ساری تیری نافرمانی میں گذر گئی) کہتے ہیں کہ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوا تو میں نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ۔ (تحریم) تو مجھے اندر سے ایک زوردار آواز سنائی دی اس کے بعد کوئی حرکت یا آہٹ سننے میں نہ آئی۔ چنانچہ میں چلا گیا' اگلے روز میں اسی جگہ آیا تو دیکھا کہ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے۔ اور ایک بوڑھی عورت وہاں موجود ہے میں نے اس عورت سے اس جنازہ کے بارے میں پوچھا۔ وہ عورت مجھے نہیں جانتی تھی۔ وہ کہنے لگی کہ یہ میرے بیٹے کا جنازہ ہے کل ایک شخص اس کے پاس سے گذرا۔ اللہ اس کو اس کا بدلہ دے۔ اور یہ کھڑا ہوا نماز

پڑھ رہا تھا کہ اس گذرنے والے نے قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھ دی جسے سن کر اس کا پتہ پھٹ گیا اور یہ گر کر مر گیا۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

ابن سماک رحمہ اللہ کی وفات

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یعقوب بن اسحٰق بن دینار نے خبر دی انہیں محمد بن معاذ عنبری نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ میں منیٰ کی مسجد میں تھا' ایک جگہ لوگوں کا بہت زیادہ اژدحام تھا' میں نے پوچھا، یہ کون ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابن سماک (مشہور بزرگ) ہیں' میں ان کے قریب گیا تو دیکھا کہ ایک شیخ اپنے پاؤں کھڑے کیے ہوئے بیٹھے ہیں' میں نے ان سے سنا تو وہ فرما رہے تھے: ہماری یہ حالت ہو رہی ہے کہ گویا آسمان کے حالات کا ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا ہے اور اپنے کانوں سے فرشتوں کی آوازوں کو سن لیا ہے۔ اخلاص کے ساتھ اعمال کرنے والوں کو کہا جا رہا ہے کہ تمہیں حبیب کے پڑوس میں ایک عمدہ مقام کی بشارت ہو' ہمیشہ رہنے والوں کے تذکرے نے اللہ کے دوستوں کے دلوں کو پارہ پارہ کر رکھا ہے کہ یا تو وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے یا ہمیشہ جہنم میں۔ اس کے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص نے یہ سن کر چیخ ماری اور مر گیا۔

عابد بن بصرہ کے عجیب واقعات

ابو عبداللہ جروی فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن سماک سے کہا: اللہ سے ڈرنے والوں کے سب سے زیادہ عجیب حالات جو آپ نے دیکھے ہوں وہ بیان کیجئے؟ انہوں نے فرمایا:

کہ مجھے بصرہ کے عابدین کی زیارت کا شوق ہوا۔ تو میں ربیع بن صبیح کے ہاں گیا۔ وہاں مہمان بنا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ یہاں کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جس کا شمار خائفین میں ہوتا ہو؟ وہ فرمانے لگے: ہاں ہمارے ہاں ایک زاہد رہتے ہیں ان کے متعلق مشہور ہے کہ وہ خائفین میں سے ہیں۔ میں نے ان سے کہا: نماز کے فوراً بعد ہمیں ان کے ہاں لے چلو! چنانچہ وہ ہمیں نماز کے بعد بصرہ کی ایک گلی میں لے گئے اور وہاں جا کر دروازہ

بجایا' ایک بوڑھی عورت باہر آئی۔ انہوں نے اسے سلام کیا اور اس کے بعد پوچھا: آپ کے بیٹے کا کیا حال ہے۔ وہ بولی: میرے بیٹے کو دنیا نسیاً منسیاً ہوگئی' انہوں نے کہا: آپ ہمیں ان کی زیارت کی اجازت دیں گی؟ وہ بولی ہاں ٹھیک ہے مگر اسی شرط پر کہ ان کے سامنے قیامت کا تذکرہ نہ کرنا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس نے اجازت دی تو ہم لوگ اندر داخل ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان شخص اونی جبہ پہنے بیٹھا ہے گلے میں طوق پڑا ہوا ہے جس کی زنجیر کمرے کے ایک ستون سے بندھی ہوئی ہے کمرے میں ایک قبر کھدی ہوئی ہے وہ نوجوان قبر کے کنارے بیٹھا ہوا لحد کے اندر دیکھ رہا ہے۔ ربیع نے تعارف کراتے ہوئے کہا: یہ مشہور واعظ آپ کے بھائی محمد بن سماک آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں! وہ میری طرف دیکھ کر کہنے لگے: کیا کہتے ہو؟

(یہ سن کر) میری زبان لڑکھڑا گئی اور مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی میں نے بولنے کی کوشش کی مگر بول نہ سکا۔ چنانچہ اس روز تو ہم لوگ بات چیت کیے بغیر ہی واپس آگئے دوسرے روز پھر گئے وہ اسی حال میں تھے جس حال میں پہلے روز تھے' انہوں نے پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ کیا کہتے ہو؟ شروع شروع میں تو پھر میری زبان لڑکھڑا گئی مگر میں نے ہمت کر کے کہا: کل بندوں کو کھڑا ہونا پڑے گا۔ یہ سنتے ہی اس نے اس زور سے چیخ ماری اور اچھلے کہ وہ طوق بھی اس کی گردن سے نکل کر دور جا پڑا۔ اس کے بعد کہنے لگا۔ تو نے کیا کہا؟

میں نے کہا: بندوں کو کھڑا ہونا پڑے گا۔ وہ بولا: تیرا ناس ہو! کس کے سامنے؟ میں نے کہا بادشاہوں کے بادشاہ کے سامنے! یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور اگلے ہی لمحے وہ قبر میں مرا پڑا تھا۔ (الرقة والبكاء لابن قدامه)

صالح مری رحمہ اللہ کی آہ وفغاں

محمد بن حسین یحییٰ بن راشد سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں رجاء بن میسور مجاشعی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم لوگ صالح مری کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ گفتگو فرمار ہے تھے' انہوں نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک نوجوان سے کہا: نوجوان

پڑھیے! اس نوجوان نے یہ آیت پڑھی۔ ترجمہ: آپ ان لوگوں کو ایک قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرایئے جس وقت کلیجے منہ کو آجاویں گے گھٹ گھٹ جاویں گے۔ ظالموں کا نہ کوئی ولی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس کا کہا مانا جاوے'' صالح مری نے اس کی قراءۃ کو روک کر فرمایا: ظالم کا کوئی جگری دوست یا سفارشی کیسے ہوسکتا ہے؟ جب کہ اس سے محاسبہ ومطالبہ کرنے والا خود رب العالمین ہے اللہ کی قسم! اگر آپ وہ منظر دیکھ لیں کہ جس وقت ظالموں اور گنہگاروں کو زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا وہ ننگے پاؤں ننگے سر ہوں گے۔

چہرے ان کے سیاہ ہوں گے آنکھیں نیلی ہوں گی ان کے جسم جہنم کی تپش کی وجہ سے پگھل رہے ہوں گے' اور وہ پکار رہے ہوں گے: ہائے ہماری ہلاکت! ہائے ہماری بربادی! ہمارا کیا بنا؟ ہم پر کیا آفت آپڑی؟ ہمیں کہاں لے جایا جارہا ہے؟ اور کہاں دھکیلا جارہا ہے' فرشتے انہیں لوہے کے گرز مار مار کر ہانک رہے ہوں گے' کبھی انہیں چہروں کے بل آگ پر گھسیٹا جائے گا۔ اور کبھی زنجیروں سے باندھ کر اس میں پھینکا جائے گا۔ بعض آنسو ختم ہو جانے کے بعد خون کے آنسو رورہے ہوں گے' اور بعض چیخ و پکار کر رہے ہوں گے ان کے دل اڑے ہوئے حیران و پریشان ہوں گے آپ انہیں اس حال میں دیکھ لیں تو ایسا منظر ہوگا کہ آنکھ جس کی تاب نہ لاسکے' دل جسے برداشت نہ کرسکے اور قدم جس کی ہولناکی سے ڈگمگا جائیں۔ اس کے بعد وہ رونے لگے اور زور زور سے پکارنے لگے' ہائے وہ منظر کتنا گھناؤنا ہوگا، ہائے وہ ٹھکانہ کتنا برا ہوگا۔ وہ خود بھی روئے اور لوگ بھی رونے لگے' ازدمقام کا ایک نوجوان جس پر ندامت کے آثار تھے کھڑے ہو کر پوچھنے لگا! اے ابوبشر! کیا یہ سب کچھ قیامت میں ہوگا۔''

انہوں نے جواب دیا: بھتیجے! اللہ کی قسم ہاں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوگا' مجھے تو یہ بھی خبر ملی ہے: کہ جہنم کے اندر چیختے چیختے ان کی آواز بھی منقطع ہو جائے گی شدت مرض سے مرنے والے کی طرح صرف ان کا کراہنا رہ جائے گا' یہ سن کر اس نوجوان نے بلند آواز سے کہا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ ہائے دنیوی زندگی سے میرے نفس کی غفلت' ہائے اللہ کی فرمانبرداری میں میری کوتاہی' ہائے دنیا میں میری عمر کا ضیاع' یہ کہہ کر وہ روتا رہا۔ اس کے بعد روبقبلہ ہوکر کہنے لگا۔

اے اللہ! آج میں آپ کے سامنے ایسی توبہ کرتا ہوں جس میں کسی قسم کا کوئی دکھلاوا اور ریاء نہیں' اے اللہ جو نیکی مجھ سے ہوئی ہے اسے قبول فرما اور جو گناہ مجھ سے سرزد ہوئے وہ معاف فرما۔ اور مجھ سے درگذر فرما' مجھ پر اور تمام حاضرین پر رحم فرما' اے ارحم الراحمین اپنی جودوسخا کے طفیل ہم سب پر اپنا فضل فرما۔

گزشتہ ایام کی غفلت و سستی میں نے اپنی گردن سے اتار پھینکی اور اب میں ہمہ تن آپ کی طرف متوجہ ہوں۔ اگر آپ نے توجہ نہ فرمائی اور قبول نہ کیا تو میرے لیے ہلاکت و بربادی ہے صدق دل سے اس پر خوف کا اس قدر غلبہ ہوا کہ وہ بے ہوش ہو گیا اور اسی حالت میں اسے گھر پہنچایا گیا کئی روز تک صالح اور ان کے ساتھی اس کی عیادت کرتے رہے پھر اس کا انتقال ہو گیا۔

الحمدللہ اس کے جنازے میں بے شمار خلقت تھی جو رو رو کر اس کے لیے دعا کر رہے تھے۔ صالح مری اکثر اپنی مجلس میں اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے' میرے ماں باپ اس پر قربان ہوں قرآن' وعظ نصیحت اور غم نے اسے ہلاک کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا معاملہ رہا؟ اس نے جواب دیا۔ صالح مری کی مجلس کی برکت شامل حال رہی میں اللہ کی رحمت کی اس وسعت میں داخل ہو گیا جو ہر چیز کو شامل ہے۔ **(الرقۃ والبکاء لابن قدامہ)**

ایک نوجوان کا جذبہ عشق

حصین بن قاسم وزان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ عبدالواحد بن زید کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ نصیحت فرما رہے تھے' مسجد کے ایک کونے سے ایک شخص نے آواز دے کر کہا: اے ابوعبیدہ بس کیجیے! آپ نے تو میرے دل کا پردہ چاک کر دیا۔ عبدالواحد نے اس

شخص کی طرف کوئی التفات نہیں فرمایا اور مسلسل نصیحت فرماتے رہے، وہ شخص بھی مسلسل کہتا رہا کہ: اے ابو عبیدہ! آپ بس کیجئے آپ نے تو میرے دل کا پردہ پھاڑ دیا اور وہ اپنے وعظ کو جاری رکھے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ شخص مرنے والے کی طرح تڑپنے لگا اور اتنے میں اس کی روح پرواز کر گئی وہیں اس کا انتقال ہو گیا، حصین فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں اس روز اس کے جنازے میں شریک ہوا میں نے اس دن سے زیادہ بصرہ میں رونے والے نہیں دیکھے۔

بنو تمیم کا عبادت گزار

محمد فرماتے ہیں کہ ہمیں حکیم بن جعفر نے خبر دی انہیں مطرف بن ابو بکر ہذلی نے، انہیں بصرہ کے ایک شخص نے اور فرمایا کہ شاید وہ شخص عبدالنور سلیطی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بنو تمیم میں ایک شخص عبادت گذار تھا وہ ساری رات نماز پڑھتا، ایک روز اس کی والدہ نے اسے کہا: بیٹے! تھوڑی دیر رات کو سو لیا کرو! تو کہنے لگے! اماں جان جیسے آپ چاہیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں آج دنیا میں سو لوں اور کل قیامت میں نہ سوؤں، اور چاہو تو میں آج نہ سوؤں تو کل قیامت میں حساب کتاب کی تنگی میں راحت پانے والوں کے ساتھ شاید مجھے بھی راحت نصیب ہو جائے۔ وہ کہنے لگی۔

میرے بیٹے! میں تو تیرے لیے راحت ہی چاہوں گی مگر آخرت کی راحت دنیا کی راحت سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ میرے بیٹے! دنیا ہی میں جاگ لے شاید اس دن کی تنگی سے نجات پالے۔ مگر وہاں نجات پانا ہے۔

بہت مشکل! یہ سن کر لڑکے نے ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ اس عورت کے پاس قبیلہ بنو تمیم کی عورتیں جمع ہو گئیں، وہ بڑھیا رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی، ہائے میرے بیٹے! قیامت کے مقتول ہائے میرے بیٹے جسے آخرت کے ذکر نے مار ڈالا۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

عاشق صادق کی موت

بکر بن خنیس ضرار بن عمرو سے روایت کرتے ہیں وہ یزید رقاشی سے کہ انہوں نے

فرمایا۔ میں بصرہ میں ایک عابد کے پاس پہنچا' اس کے گھر والے اس کے ارد گرد جمع تھے' وہ انتہائی مشقت برداشتہ ہو رہا تھا جسے محنت نے تھکا دیا ہو۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کا والد رونے لگا' اس نے باپ کی طرف دیکھ کر پوچھا: ابا جان کیوں رو رہے ہو؟ وہ کہنے لگا میرے بیٹے! تیری جدائی اور تیری اس مشقت پر رو رہا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ: اس کی ماں رونے لگی تو اس سے پوچھا: اے میری شفیق و مہربان ماں! کیوں رو رہی ہو؟ وہ بولی: تیری جدائی پر اور تیرے بعد جو مجھے وحشت ہوگی اس پر رو رہی ہوں۔ اس کے بعد اس کے بچے اور اہل خانہ رونے لگے۔ ان کی طرف بھی دیکھ کر پوچھا: اے یتیم بننے والو! تم کیوں رو رہے ہو؟ وہ بولے: ابا جان! آپ کی جدائی اور آپ کے بعد اپنی یتیمی پر رو رہے ہیں۔ وہ کہنے لگے: مجھے سہارا دے کر بٹھا دو! چنانچہ انہیں بٹھا دیا گیا۔ وہ کہنے لگے: تم سب کے سب میری دنیا کے لیے رو رہے ہو! کیا تم میں کوئی میری آخرت کے لیے رونے والا بھی ہے؟ کیا تم میں میرے اس وقت کے لیے کوئی رونے والا ہے؟ جب مجھ پر مٹی ڈالی جائے گی؟ کیا تم میں کوئی میرے اس وقت کے لیے رونے والا ہے جب مجھے میرے پروردگار کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ یہ کہہ کر اس نے ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ (الرقة والبکاء لابن قدامه)

ایک عورت کا دل ٹوٹا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگئی

کتابوں میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک عمر رسیدہ خاتون نہایت ہی پاک دامن اور نیک تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو۔ وہ دُرود شریف بھی بہت پڑھتی تھی لیکن زیارت نہیں ہوتی تھی۔ ان کے خاوند بڑے اللہ والے تھے۔ ایک دن انہوں نے اپنے خاوند سے اپنی یہی تمنا ظاہر کی کہ میرا دل تو چاہتا ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو لیکن کبھی یہ شرف نصیب نہیں ہوا' اس لیے آپ مجھے کوئی عمل ہی بتا دیں جس کے کرنے سے میں خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

زیارت کی سعادت حاصل کرلوں۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کو عمل تو بتاؤں گا لیکن آپ کو میری بات ماننا پڑے گی۔ وہ کہنے لگی کہ آپ مجھے جو بات کہیں گے وہ مانوں گی۔ وہ کہنے لگے کہ اچھا تم بن سنور کر دُلہن کی طرح تیار ہو جاؤ۔ اس نے کہا بہت اچھا۔

چنانچہ اس نے غسل کیا' دُلہن والے کپڑے پہنے' زیور پہنے اور دُلہن کی طرح بن سنور کر بیٹھ گئی' جب وہ دُلہن کی طرح بن سنور کر بیٹھ گئی تو وہ صاحب ان کے بھائی کے گھر چلے گئے اور جا کر اس سے کہا کہ دیکھو' میری کتنی عمر ہو چکی ہے اور اپنی بوڑھی بہن کو دیکھو کہ وہ کیا بن کر بیٹھی ہوئی ہے۔ جب بھائی گھر آیا اور اس نے اپنی بہن کو دُلہن کے کپڑوں میں دیکھا تو اس نے اسے ڈانٹنا شروع کیا کہ تم کو شرم نہیں آتی' کیا یہ عمر دُلہن بننے کی ہے' تمہارے بال سفید ہو چکے ہیں' تمہاری کمر سیدھی نہیں ہوتی اور بیس سال کی لڑکی بن کر بیٹھی ہوئی ہو۔ اب جب بھائی نے ڈانٹ پلائی تو اس کا دل ٹوٹا اور اس نے رونا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ روتے روتے سوگئی۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ اللہ رب العزت نے اسے اسی نیند میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروا دی۔ وہ زیارت کرنے کے بعد بڑی خوش ہوئی لیکن خاوند سے پوچھنے لگی کہ آپ نے وہ عمل بتایا ہی نہیں جو آپ نے کہا تھا اور مجھے زیارت تو ویسے ہی ہو گئی ہے۔ وہ کہنے لگا' اللہ کی بندی! یہی عمل تھا کیونکہ میں نے تیری زندگی پر غور کیا' مجھے تیرے اندر ہر نیکی نظر آئی' تیری زندگی شریعت وسنت کے مطابق نظر آئی' البتہ میں نے یہ محسوس کیا کہ میں چونکہ آپ سے پیار محبت کی زندگی گزارتا ہوں اس لیے آپ کا دل کبھی نہیں ٹوٹا' اس وجہ سے میں نے سوچا کہ جب آپ کا دل ٹوٹے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اُترے گی اور آپ کی تمنا کو پورا کر دیا جائے گا۔ اسی لیے تو میں نے ایک طرف آپ کو دُلہن کی طرح بن سنور کر بیٹھنے کو کہا اور دوسری طرف آپ کے بھائی کو بلا کر لے آیا' اس نے آ کر آپ کو ڈانٹ پلائی جس کی وجہ سے آپ کا دل ٹوٹا اور اللہ رب العزت کی ایسی رحمت اُتری کہ اس نے آپ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروا دی۔ اللہ اکبر (بکھرے موتی)

خوشی کا دن سب سے زیادہ برا دن ثابت ہوا

یزید بن ملک اموی خلیفہ گزرے ہیں۔ یہ نئے خلیفہ تھے' عمر بن عبدالعزیز کے بعد آئے تھے' ایک دن وہ کہنے لگے کہ کون کہتا ہے کہ بادشاہوں کو خوشیاں نصیب نہیں ہوتیں؟ میں آج کا دن خوشی کے ساتھ گزار کر دکھاؤں گا' اب میں دیکھتا ہوں کہ کون مجھے روکتا ہے؟ کہا آج کل بغاوت ہو رہی ہے' یہ ہو رہا ہے' وہ ہو رہا ہے' تو مصیبت بنے گی' کہنے لگا' آج مجھے کوئی ملکی خبر نہ سنائی جائے' چاہے بڑی سے بڑی بغاوت ہو جائے' میں کوئی خبر سننا نہیں چاہتا' آج کا دن خوشی کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔ اس کی ایک بڑی خوبصورت لونڈی تھی' جس کے حسن و جمال کا کوئی مثل نہ تھا' اس کا نام حبابہ تھا' بیویوں سے زیادہ اسے پیار کرتا تھا' اس کو لے کر محل میں داخل ہو گیا' پھل آ گئے' چیزیں آ گئیں' مشروبات آ گئے' آج کا دن امیرالمؤمنین خوشی سے گزارنا چاہتے ہیں' آدھے سے بھی کم دن گزرا ہے حبابہ کو گود میں لیے ہوئے ہے اس کے ساتھ ہنسی مذاق کر رہا ہے اور اسے انگور کھلا رہا ہے' اپنے ہاتھ سے توڑ توڑ کر اس کو کھلا رہا ہے' ایک انگور کا دانہ لیا اور اس کے منہ میں ڈال دیا' وہ کسی بات پر ہنس پڑی تو وہ انگور کا دانہ سیدھا اس کی سانس کی نالی میں جا کر اٹکا اور ایک جھٹکے کے ساتھ اس کی جان نکل گئی جس دن کو وہ سب سے زیادہ خوشی کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا' اس کی زندگی کا ایسا بدترین دن بنا کہ دیوانہ ہو گیا' پاگل ہو گیا' تین دن تک اس کو دفن کرنے نہیں دیا تو اس کا جسم گل گیا' سڑ گیا' زبردستی بنو اُمیہ کے سرداروں نے اس کی میت کو چھینا اور دفن کیا اور دو ہفتے کے بعد یہ خود بھی دیوانگی میں مر گیا۔ (حیاۃ الحیوان)

ادارہ کی چند اہم مطبوعات

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ مُلتان پاکستان

0322-6180738, 061-4519240